عالم اسلام کے سینے میں

گھونپا ہوا ایک خنجر

ترتیب وترجمانی

محمد مقیم فیضی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

عالم اسلام کے سینے میں

گھونپا ہوا ایک خنجر

داعش

ترتیب وترجمانی

محمد مقیم فیضی

ناشر

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

نام کتاب	:	عالم اسلام کے سینے میں گھونپا ہوا ایک خنجر داعش
ترتیب وترجمانی	:	محمد مقیم فیضی
سن اشاعت	:	دسمبر ۲۰۱۶ء مطابق: ربیع الاول ۱۴۳۸ھ
تعداد	:	ایک ہزار
اشاعت	:	اول
صفحات	:	136
ناشر	:	شعبۂ نشرواشاعت،صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

ملنے کے پتے

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-۷۰، ٹیلیفون: 022-26520077
- ای میل : ahlehadeesmumbai@gmail.com
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی : فون : 225071 / 226526

فہرست مضامین

کلمۂ ناشر

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین امابعد!

امت محمدیہ کی یہ بنیادی ذمے داری ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے جو فتنوں اور پیش گوئیوں سے متعلق ہیں اور ایمان رکھے کہ یہ سب من جانب اللہ بتلائی گئی ہیں اور ہر خیر وشر جن کی خبر زبان رسالت سے ملی ہے ان کا ظہور یقینی ہے شرور وفتن اور فسادات دینی ودنیوی سے بچا کر سعادت وخیرات سے بہرہ ور کرنا ہی ان تعلیمات کا مقصد حقیقی ہے، دیکھئے قرآن کریم میں انبیاء وصالحین اور بہت ساری قوموں ملتوں کی حکایات وواقعات کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو استقامت اور عبرت ونصیحت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔(فَاعْتَبِرُوْا يَاُولِي الْاَبْصَارِ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے زمانوں میں بہت سارے فتنوں کی پیشن گوئی فرمائی تھی جیسے فتنہ خوارج، کثرت اختلاف، فرقوں کی بہتات، کثرت مال، علماء واہل حق کی قلت، جہلاء اور اصاغر کی مرجعیت، ہوا پرستی، خودرائی، قتل وخوں ریزی، زنا کاری اور سودخوری کی عمومیت حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنے اتنی کثرت اور تسلسل سے ہوں گے جیسے چٹائی کی تیلیاں ہوتی ہیں۔ اب یہ فتنے ہر سو عام ہیں جبکہ الگ الگ رنگ وآہنگ میں سیل رواں کی طرح آرہے ہیں۔ ایسے حالات میں دنیا وآخرت دونوں میں کامیابی اور نجات علماء حق اور جماعت سے وابستگی اور ان سے ہر طرح کی علیحدگی سے اجتناب میں ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے العلماء ورثة الانبياء۔اور۔الجماعة رحمة والفرقة عذاب۔

جماعت واجتماعیت ایک قوت ہوتی ہے جس سے دنیا میں خیر کے حصول اور شر سے بچاؤ میں بڑی مدد ملتی ہے اور علماء ہر طرح کے شبہات اور گمراہیوں میں روشنی اور ہدایت ورہنمائی کا کام کرتے ہیں جن سے وابستگی اور رہنمائی لے کر بندہ اصل کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

اس کی مثالیں سلف سے خلف تک تاریخ کے صفحات میں پھیلی بکھری پڑی ہیں اعلم الامت صدیق کائنات، افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہونے والے مسائل اور فتنوں کو دیکھ لیں کس طرح آپ ان کی تہہ تک پہنچے اور ان کی چالوں کو اپنی بصیرت وقوت سے ناکام کیا یہ مثال ہر دور میں ملے گی۔ دور حاضر کے فتنوں میں بڑا فتنہ جو تقریباً تین دہائیوں سے اور زور شور سے جاری

وساری ہے وہ ہے کفر، ظلم وجور اور طاغوت کو مٹا کے قیام خلافت وتحفظ دین وامت کے نام پر جہاد مروجہ کا فتنہ۔ جس سے جان ومال دین وشریعت اور حقوق ملک ومملکت سب تباہ ہوئے ہیں، لیکن امت کے باشعور عوام وخواص کو اس فتنہ سے نجات بھی اللہ کی توفیق کے بعد علماء کی رہنمائی سے ملی ہے۔

اس دہے میں ''دولة الاسلامیہ فی العراق والشام'' یعنی داعش کا فتنہ پیدا ہوا جو ملت اسلامیہ کے لئے تاریخ کا خطرناک تباہی والا فتنہ ثابت ہوا ہے اللہ تعالی امت وانسانیت کو ان کے مزید شر سے محفوظ رکھے اور انھیں ہدایت دے اس فتنے کو بھی علماء حق نے اس کے پھیلتے ہی پہچان لیا اور اپنی ذمے داری ادا کرتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمانوں کو موجودہ برق رفتار ذرائع اعلام کو استعمال کر کے آگاہ کر دیا۔ اور برأت کے ساتھ مذمت بھی کر دی، ایک جہانِ کائنات ان کی رہنمائی کی برکتوں سے سعادتمند ہوگئی البتہ جو احمق جاہل، خودرائی میں مبتلا افراد علماء امت کی رہنمائیوں اور اولوالامر اور حکومتوں کی ہدایتوں کو ٹھکرا کر مزعوم خلافت اسلامیہ کے استحکام اور ان کے ساتھ غیر شرعی جہاد کے مشن میں لگ گئے اس دور میں انھوں نے مسلمانوں اور اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اللہ تعالی سب کو حق وہدایت کی توفیق دے۔

عالم اسلام کے علماء، واولوالامر کے ساتھ ساتھ ملک ہندوستان کے بھی علماء اثبات نے اس فتنے سے آگاہ کیا، جماعت اہل حدیث کے علماء اور اس کی ملک گیر تنظیم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کی ذیلی صوبائی اکائیوں نے بھی اس فتنہ کو سب سے پہلے طشت از بام کرنے میں اپنی اپنی بھرپور صلاحیتیں استعمال کی ہیں۔

یہ اہم کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جسے جماعت کے فاضل وممتاز عالم مولانا محمد مقیم فیضی صاحب نے بعض عظیم سلفی علماء کی تحریروں کی روشنی میں تیار کیا ہے۔ جو موجودہ جہادی تنظیموں کے فتنوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اصولوں سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ اس کتاب میں ان فتنوں کی جڑوں کے سازشی ہونے کو اصل حوالوں سے سمجھانے کی بھی اہم کوشش ہوئی ہے تاکہ حقائق سے آگاہی حاصل ہو اور رہنمائی وعلاج بھی بتلایا گیا ہے تاکہ گمراہی اور تباہی سے بچا جا سکے۔

اللہ تعالی اس کوشش کو ملک وملت اور جماعت کے لئے مفید بنائے اور قبولیت بخشے۔ آمین

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم.

عبدالسلام سلفی

امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه أجمعین أما بعد۔

آج داعش کے منظر عام پر آنے کے ایک عرصہ بعد اگرچہ بہت سے حقائق لوگوں کے سامنے آچکے ہیں جوان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں، مگران پر گفتگو کی ضرورت آج بھی ہے تاکہ ماضی وحال کی ٹھوکروں اور تلخ وشیریں تجربوں سے مستقبل کے لئے کچھ حاصل کیا جاسکے اور فلاح امت کا درست نقطہ ارتکاز متعین ہوسکے۔ جب بغدادی کی خلافت کا اعلان ہوا تھا تو ساری دنیا میں بہت سے سادہ لوح اور حقائق ناآشنا مسلمانوں نے اپنے دل میں داعش کے لئے ہمدردی محسوس کی تھی، کچھ نادان توان کے لئے بہت جذباتی ہوگئے تھے اور ادھر ادھر لفظی جھڑپوں اور گرم گفتاری کا ماحول بنا ہوا تھا، مولانا سلمان ندوی دی گریٹ جیسے ہرنئی لہر پر فدا ہونے والے بزرگوں نے تو اس کی خلافت کا جھنڈا بھی اٹھالیا تھا، مگر انھوں نے جلد ہی یہ محسوس کرلیا کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے، امام ابوحنیفہ کے عراق سے بغدادی ان کے مدرسے کو چندہ دینے کی پوزیشن میں نہیں آنے والا ہے بلکہ الٹے بلا گلے پڑنے والی ہے تو انھوں نے اسے سلفیوں کے سر دے مارا اور جلدی سے رجعت قہقری لگالی۔ خیر یہ تو ان بزرگان دین کا معاملہ تھا جو کچھ سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر اپنے مصالح ومفاسد کی فہم ان میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ مگر وہ بھولے بھالے نوجوان جو مسلمانوں کی ہمدردی اور محبت میں شیطان سے بھی دھوکہ کھانے کو تیار رہتے ہیں ان کا معاملہ بڑا سنگین تھا اور آج بھی ہے، ان دنوں سلفی علماء اپنے منبر ومحراب اور قلم وقرطاس سے یہ پیغام دینے کی پوری کوشش کررہے تھے کہ یہ خوارج کا ٹولہ ہے

اور دشمنان اسلام کا آلۂ کار ہے ان سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔ مگر جب کوئی فتنہ سولہ سنگار کئے رونما ہوتا ہے تو جذبات کی آندھیوں پر سوار بہت سے لوگوں کی بصیرت انہیں دھوکا دینے لگتی ہے، اور جب تک اس کا میک اپ اترتا ہے اس وقت تک کافی دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ ادھر ہمارے یہاں بھی ان دنوں براہین وشواہد کی روشنی میں من وعن حقائق لوگوں کے سامنے رکھنے والوں کے متعلق پیغام آنے لگے تھے کہ ان کی زبان بند کی جائے، بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ جی میں آتا ہے منہ نوچ لوں۔ ایسے موقعوں پر صورت حال یقینا نازک ہو جاتی ہے مگر نصح وخیر خواہی کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں جن سے صرف نظر کرنا دینی وملی خیانت کے زمرے میں آتا ہے اور یہ انسانیت دوستی کے بھی خلاف ہے۔

آج حلب تباہ ہو چکا ہے، شام میں تین سے چار لاکھ لوگ مارے جا چکے ہیں، ایک کروڑ سے زائد افراد بے گھر ہو کر در بدر ہو چکے ہیں، ان میں بڑی تعداد دوسرے ملکوں میں پناہ گزیں کیمپوں میں زندگی گزار رہی ہے اور کچھ لوگوں کو ان ملکوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا جہاں وہ پناہ لینے گئے تھے، دس ملین فیملیاں متاثر ہیں۔ شام کے نصیریوں، ایران کے شیعوں، حزب اللات کی لبنانی شیعہ ملیشیاؤں اور عراقی شیعہ ملیشیاؤں نے شیطانیت کا ایسا ننگا ناچ ناچا ہے، وحشت وبربریت اور درندگی کی وہ داستان رقم کی ہے جس سے پوری انسانیت کی تاریخ شرمسار ہو چکی ہے، بین الاقوامی طاقتوں کی ہدایات اور ان کی شراکت داری سے اس خطے میں ایسا خونی کھیل کھیلا گیا ہے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی ہے۔ ان حالات پر جتنے آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔ مگر اب چاہے جتنے غم وغصہ کا اظہار کیا جائے جو کچھ ہو چکا ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔

ہم یہاں صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اب سنی مسلمانوں کو ہوش میں آجانا چاہیے، اور سلفی علماء کی وہ نصیحتیں انہیں یاد کرنی چاہیے جن میں انھوں نے مسلم ممالک کی عوام اور نوجوانوں کو

درست بنیادوں پر دعوت واصلاح کا کام کرنے کی تلقین کی ہے اور مظاہروں، اور بغاوتوں سے روکا ہے اوراس کے شرعی دلائل پیش کئے ہیں اوراپنے تاریخی تجربات سے بھی ثابت کیا ہے کہ نابرابری کی جنگ کا انجام ہمیشہ بھیانک ہوتا ہے، حالات کے پیش نظر ظلم پر صبر کرلینا بھاری تباہی اور کلی صفایا سے بہتر ہوتا ہے۔ بلکہ خود تحریکی علماء بھی تجربات کے بعد اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ اس سے پہلے جب سیریا میں بغاوت ہوئی تھی تو اسّی سے ایک لاکھ بیس ہزار تک افراد حماۃ میں مارے گئے تھے جس کا سبب اخوان المسلمین کے لوگ تھے۔۔

مشہور اخوانی مفکر محمد قطب جو موجودہ دور میں خارجی وتکفیری رجحان کے سب سے بڑے مرجع سید قطب کے بھائی ہیں وہ سیریا کے اس قتل عام پر سیریا کی جماعت الاخوان کولتاڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حکومت کی کرسی تک پہنچنے کے لئے اقتدار سے ٹکرانے کی ہر کوشش کارعبث ہے بصیرت اور تدبر پر مبنی نہیں ہے اوراس کی انتہا ''حماۃ'' کا قتل عام ہے، جو ایک ایسا واضح نمونہ ہے جس پر تحریک اسلامی کو اچھی طرح غور کرنا چاہیے'' (واقعنا المعاصر۔ ص ۴۳۸/ ط: ۱۹۹۷م۔ الشروق)

آج صورت حال یہ ہے کہ انقلابیوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی ہے اور حکومت سے سمجھوتے کی بنیاد پر حلب چھوڑ کر جارہے ہیں اور اب بھی جان وآبرو کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ آخر اتنی جانوں کے ضیاع کے بعد انھیں حاصل کیا ہوا؟

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ بہت سے لوگ ہم سے زیادہ حقائق پر نظر رکھتے ہیں، ان کی بصیرت بھی ہم سے فائق ہے، ان لوگوں سے ہم استفادہ کرتے ہیں مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھیں آج تک ہماری جیسی معلومات بھی نہیں ہیں اسی لئے یہ کتابچہ ان کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے جس میں اصل رسالہ علامہ البانی کے مشہور شاگرد فضیلۃ الشیخ سلیم بن عید الہلالی اور

ان کے رفقاء کا پیش کردہ ہے اور میں نے اس میں بعض حاشیوں کا اضافہ کیا ہے اور چند دوسری تحریریں بھی اس میں شامل کی ہیں جن سے حقیقت کو سمجھنے میں ان شاء اللہ مزید آسانی ہوگی۔ اس کے ذریعہ بہت سی سازشوں، مصلحتوں اور مفادات کا کھیل سمجھ میں آئے گا، کچھ چھپے ہوئے راز بھی آشکارا ہوں گے، ایک چہرے کے پیچھے جو دوسرا چہرہ چھپا ہوتا ہے شاید اس کی بھی کچھ حقیقت سمجھ میں آئے گی۔ اور نعروں کے پیچھے بھاگنے اور خوشنما الفاظ کے جال میں پھنسنے کی بجائے ان شاء اللہ سوچ سمجھ کر بصیرت کے ساتھ قدم اٹھانے کی خو پیدا ہوگی۔

وماتوفيقي إلا بالله

وحسبنا الله ونعم الوكيل

افتتاحیہ

صہیونیت زدہ مغرب ہمارے عالم اسلام پر (معرکۂ افکار) نامی شعار کے تحت دھاوا بولے ہوئے ہے، جس کے ذریعہ چاہتا یہ ہے کہ ہمارے عقیدے میں انحراف پیدا کرے، ہمارے منہج کو خود ساختہ کردے، اور ہمارے دین کے ثوابت کو بدل دے؛ تاکہ آنے والی مسلم نسلیں، انگلو امریکن اخلاقیات کا مسخ شدہ نسخہ بن جائیں!

امریکی خفیہ ایجنسی (CIA) کے سابق صدر (جیمز وولسی) نے (۲۰۰۶ء) میں کہا تھا:

''ہم ان کے لئے ایسا اسلام بنائیں گے جو ہمارے موافق ہوگا، پھر ہم انہیں انقلابات برپا کرنے پر لگادیں گے، پھر ہم انہیں گروہی نعروں کی بنیاد پر تقسیم کردیں گے۔

پھر ہم لشکر جرار لئے آنے والے ہیں۔۔اور جیت ہماری ہوگی''۔

(http://goo.gl/w8m2dx)

۲۰۰۶ء کے بعد تکفیری تنظیم القاعدہ کے رحم سے تنظیم داعش کی ولادت اور اسی سال اس کا قوت کے ساتھ منظر عام پر آنا اس بات کی دلیل ہے کہ ڈرامہ امریکی منظر نگاری کے مطابق ہی جاری ہے۔

اس لئے اس کے تینوں پہلوؤں (طول، عرض، عمق) کے اعتبار سے اس سازش کو بے نقاب کرنے کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، تاکہ ہم سچے دین اسلام سے جاہلوں کی تاویل، باطل پرستوں کے مسلکی تعصب، اور غلو کرنے والوں کی تحریف کو دور کرسکیں۔

اور ان سب باتوں میں ہمارا قائد کلمہ حق، ہمارا برہان واضح حقیقت، اور ہماری دلیل کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور منہج صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

اسی لئے یہ کتاب اس تکفیری تنظیم کی حقیقت کو بے نقاب کرنے اور صورت حال کی سچائی کو واضح کرنے کے لئے آئی ہے۔

مركز الصحيفة الصادقة للدراسات الوثائقية

(مرکز الصحیفۃ الصادقۃ برائے دستاویزی تحقیقات)

کانے دجال کے استقبال کی تیاری ہے

الحمدلله وحده،والصلاة والسلام على من لانبي بعده، وآله وصحبه وجنده۔

أما بعد: ہر کھوٹ سے مجرد حقیقت خیال سے بھی زیادہ اچھوتی ہے،مگر اس تک رسائی اور اس کے تینوں پہلوؤں (طول،عرض،عمق) کا ادراک مردوں ہاں مردوں کے لئے محال نہیں ہے!

اور اس تحریر کو پڑھنے والے معزز قارئین عنقریب اس صاف ستھری اور روشن حقیقت سے ہم آغوش ہونے والے ہیں؛ جسے شرعی مرجعیت اور سنی نقطہ نظر کے حامل اسٹراٹیجک تحقیقات کے ماہرین کی ایک منتخب جماعت نے پیش کیا ہے، اس تحریر میں 'الف' تا 'ی' داعش کا پورا قصہ بلاکم وکاست اس کی ابتدا سے بیان کیا گیا ہے، اس میں کوئی تحریف ہے نہ تاویل نہ تعطیل۔

وہ تنظیم جو شب وروز میں دہشت کی علامت بن گئی،جس سے خطۂ مشرق وسطی کے سنی اسلامی ملکوں کو بلیک میل کیا جانے لگا، جو پانی کے تیز دھاروں کی آواز کی طرح مسلم سنی معاشروں کے امن کے لئے خطرہ ثابت ہوئی،جس میں جنگ کے پیاسے،حرب وضرب کے دلدادہ نوخیز مسلم نوجوان جو میدان جنگ کے عاشق ہوتے ہیں جل اٹھے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ سلب کردہ فلسطین کی ناجائز یہودی حکومت مزے سے اطمینان کے ساتھ چین کی نیند سوتی رہے،اور صفوی روافض کی حکومت پھیلتی جائے تاکہ آتش پرست مجوسیوں کی عظمت رفتہ بازیاب ہوسکے،اور یکے بعد دیگرے عربی سنی راجدھانیاں گرتی جائیں اور ایرانی گماشتوں کے ہاتھ آتی جائیں، اور امریکا (اپنے قصائیوں کے سامنے اپنے چوپایوں کا غلہ) پورے

علاقے میں رکھتا جائے۔ ان کا سرمایہ لوٹتا رہے، ان کی ثروتیں چراتا رہے، ان کی قوموں کو غلام بنائے رکھے اور انہیں ایسے ریوڑوں میں تبدیل کر دے جو عالمی ماسونی نظام کے جدید افکار کے حامل ہوں، اور یہ سب اس لئے ہو رہا ہے تاکہ مسیح ضلالت کانے دجال کے استقبال کی تیاریاں مکمل کی جائیں!

داعش کے فکری اصول

واقعات کی بھول بھلیوں، فتنوں کے بادلوں سے گھرے آسمان اور داخلی و خارجی طور سے امت پر مسلط اعداء کے بیچ صفیں نمایاں ہو رہی ہیں، چمکتے ہوئے شعار اور جھنجھناتے ہوئے نعرے اپنی کھوئی حقیقتوں کے ساتھ پورے طور پر بے نقاب ہو رہے ہیں۔

موجودہ زمانے میں ہماری امت جن آزمائشوں سے دوچار ہوئی ہے ان میں سے ایک مدعیان جہاد بھی ہیں جو اسلام کے نام پر اسلام کے قلعے کو مسمار کرنے والے اوزار ہیں، انہیں لوگوں میں: **دولة العراق والشام**= نامی تنظیم داعش بھی ہے جو قدم بہ قدم اور بالشت بالشت اگلے خوارج کی پیروکار ہے؛ اس لئے کہ یہ ناگزیر ہے کہ تاریخ کی کسی بھی نئی اعتقادی پود کی جڑیں پہلے سے موجود ہوں جن سے وہ اپنے تصورات حاصل کرتی ہو اور جن سے اس کے اصولوں کی نشوونما ہوتی ہو، پھر یہ تصور وسعت اختیار کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے لئے خود اپنا منہج بنالیتا ہے جس پر اس کا ارتکاز ہوتا ہے؛ اور یہاں کسی بھی تجزیہ کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کی فرع کو اس کی اصل کے ساتھ جوڑ کر دیکھے، اور اس کے مصداق متعدد تاریخی قواعد ہیں جو ان لوگوں کے لئے جن کی بصیرت اللہ تعالیٰ نے روشن کر دی ہے اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ "**تنظیم دولة العراق والشام**"=داعش کوئی نیا فرقہ ہے نہ اس کے افکار نئے ہیں، بلکہ اس کی جڑیں تاریخ خوارج کی گہرائیوں میں

پیوست ہیں اور ان کی شاخ صدیوں پر دراز اپنی انہیں جڑوں سے سیراب ہوتی ہے، ممکن ہے وہ اپنے ابتدائے امر میں آنکھوں میں دھول جھونک دے، گہرے ملمع ساز پردوں کے پیچھے چھپ جائے، نصرت سے یاس زدہ اور ظفر مندی وفتحیابی سے مایوس دلوں کو بھانے لگے، مگر اللہ تعالیٰ حق کو ظاہر کر کے ہی رہتا ہے گو تھوڑے زمانے کے بعد ہی سہی۔

تنظیم خوارج کی ابتدا۔ یہود کے زیر نگرانی جن کی سربراہی کالی کا بیٹا عبداللہ بن سبا کر رہا تھا۔خلیفہ راشد اور شہید مظلوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی، اور اس کی سرگرمیاں اس وقت منظر عام پر آئیں جب مصر کے غوغائیوں اور ان کے ہمنوا عراقی بلوائیوں نے ایسے امور کے حوالے سے خروج کیا جو ان کی کم عقلی کی دلیل بن گئے، ان لوگوں نے ان چیزوں کا شمار ان منکرات ومہلکات میں کیا جن کا ازالہ تلوار کے بغیر نہیں ہوسکتا، شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ زور سے پھونکا کہ تنہا وہی رضائے الٰہی کے لئے حق پر قائم ہیں، انہیں اللہ کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں ہے، وہ اس نشے میں مست ہو کر جھومنے لگے، کھلم کھلا منکرات کے درپے ہوئے اور جھوٹی باتوں کے قائل بنے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلیفۃ المسلمین، امام المؤمنین اور اس وقت اللہ کی زمین میں بسنے والے سب سے اچھے انسان قتل کر دئے گئے، یہ وہ واقعہ ہے جہاں مورخوں کا قلم خشک ہو کر دلوں کے خون سے رواں ہوتا ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔**

اور جیسے ہی ان کی یہ مراد پوری ہوئی ان کا یہ بدعتی مسلک اس زعیم کی تلاش میں دائیں بائیں دیکھنے لگا جو اس کے لئے اصول سازی کا کام کر سکے اور اس کی بنیادیں اسی کے ہاتھوں استوار ہوں، تاکہ متشابہ کو محکم سے ملادے، پھر اسی پر قیاس کا سلسلہ چل پڑے اور مسائل کو ترجیح دی جائے؛ بنی امیہ کا دور حکومت اس مسلک کی تشکیل کا حقیقی میدان تھا، اسی وقت اس

کے وہ خطرناک موڑ سامنے آئے جہاں سے آج تک اس کے پیروکار اپنے تصورات حاصل کرتے ہیں بلکہ کچھ باتیں تو لفظ بہ لفظ انہیں کے مسلک کی ہیں، اس لئے میں دلائل و براہین سے آراستہ اشارے دوں گا اور صریح ومحکم قواعد آپ کے سامنے رکھوں گا جس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی کہ آج "**تنظیم دولۃ العراق والشام**"= داعش جس محور کے گرد گھوم رہی ہے اس کی بنیاد پیش رو خوارج ہی ہیں خواہ یہ اسے جانتے ہوں یا اس سے ناواقف ہوں مگر حقیقت یہی ہے۔

پہلے کچھ تاریخی قواعد پیش خدمت ہیں جن کی اساس پر اگلے خوارج کا کارواں چلا تھا، اس کے بعد انہیں کے بھائی بندوں یعنی "**تنظیم دولۃ العراق والشام**"= داعش کے جدید خوارج سے ان کی نظیریں پیش کروں گا، کیونکہ خوارج نہ کسی زمانے کے ساتھ خاص ہیں نہ اشخاص کے ساتھ، بلکہ وہ تو ایک خروج کرنے والا گروہ ہوتا ہے جس کی کچھ صفات ہوتی ہیں، اور جو بھی ان صفات سے یا ان میں سے بعض سے متصف ہوگا وہ انہیں میں سے ہوگا اور وہ ہر وقت امت میں ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انہیں کے آخری لوگوں میں دجال بھی نکلے گا۔

روایت ابن ماجہ (۱/ ۴۷) کی ہے جس کی تخریج بسند صحیح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے کی گئی ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: "**ينشأ نشء يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم؛ كلما خرج قرن قطع، حتى يخرج في أعراضهم الدجال**"۔ ایک نئی نسل اٹھے گی، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا؛ جب بھی کوئی نسل خروج کرے گی کاٹ دی جائے گی، یہاں تک کہ دجال انہیں کے بیچ نکلے گا، یعنی ان کے بڑے لشکروں کے درمیان۔

اور صحیح احادیث میں خوارج کی جو صفات وارد ہوئی ہیں ان میں سے اکثر داعش اور اس

کے سرداروں پر منطبق ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ "**تنظیم دولة الشام والعراق**"=داعش کی واضح سیاستوں کا حصہ ہیں، ان کی تکمیل اس کے سرداروں کی ماتحتی میں ہوتی ہے، اور اس کے امراء کی ہدایات کے مطابق وہ انجام دی جاتی ہیں۔ اور آخری زمانے کے خوارج کا خروج اکثر مشرق کی سمت یعنی: عراق، ایران اور افغانستان سے ہوگا؛ جیسا کہ القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن، داعش کے خلیفہ ابوبکر بغدادی، اس کے امراء ابوعمر عراقی، اور حجی بکر وغیرہ جیسے لوگوں کا خروج ہوا ہے۔

اسی طرح آخری زمانے کے خوارج اکثر (**حدثاء الأسنان**) نوعمر اور نوخیز ہوں گے، اور داعش کے اکثر امراء کم عمر ہیں، بلکہ تنظیم کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ کم عمر لڑکوں کی بھرتی کرے تا کہ اچھی طرح ان کی برین واشنگ کر کے ان میں خارجی افکار کو بھرا جا سکے۔

اسی طرح آخری زمانے کے خوارج (**سفهاء الأحلام**) نادان وکم عقل یعنی ایسے احمق ہوں گے جنھیں انجام کی پرواہ نہیں ہوگی اور وہ باتوں کو درست میزان پر نہیں تولیں گے۔

میرا استدلال ان کے کلیدی لوگوں کے بیانات سے اخذ کردہ کلام میں منحصر ہوگا؛ حتی کہ ان کے پیروکاروں کے لئے اس سلسلے میں کوئی عذر باقی نہ رہے تا کہ جسے زندگی مطلوب ہو وہ دلیلوں کے ساتھ جئے اور جو ہلاکت کا خواہاں ہو وہ بھی دلیلوں کے ساتھ ہلاک ہو۔

پہلا اصول : علماء کی طرف رجوع نہ کرنا:

دارمی نے (۷۹/۱) پر بسند صحیح تخریج کی ہے کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں کچھ حلقے دیکھے، ہر حلقے کے شروع میں ایک شخص بیٹھا انہیں ہدایت دے رہا تھا کہ: سو بار تکبیر پڑھو، پھر کہتا: سو بار تہلیل کرو، (یعنی لا الہ الا اللہ پڑھو) تو وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف انہیں بتانے چل پڑے، پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: افسوس تم پر اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری بربادی کتنی جلدی آ گئی، یہ تمہارے نبی

ﷺ کے صحابہ بکثرت موجود ہیں۔۔۔اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم کسی ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد (ﷺ) سے زیادہ ہدایت پر ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو؟ انھوں نے کہا: ابو عبد الرحمان! اللہ کی قسم! ہم تو صرف خیر کے طلبگار ہیں۔ انھوں نے فرمایا: کتنے خیر کے طلبگار ایسے ہوتے ہیں جو خیر کو ہرگز نہیں پاتے ہیں! بیشک رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے: ''کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا'' اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم! ہوسکتا ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ تمھیں میں سے ہوں، پھر وہ ان سے رخ موڑ کر چلے گئے۔

عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں کے عام لوگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ ملکر ہم سے جنگ کر رہے تھے۔

کیا اس وقت کوئی ایسا عالم ربانی ہے جس کی طرف **"تنظیم دولة العراق و الشام"** = داعش رجوع کرتی ہو؛ یہ لوگ اس کی باتیں مانتے ہوں، یا اس کی طرف رجوع کرتے ہوں اور اس کے شرعی مشوروں سے روگردانی نہ کرتے ہوں؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام علماء ان کے نزدیک مرتد ہیں آلۂ کار ہیں۔ یا اپنا دین بیچنے والے مفتون لوگ ہیں، یا وظیفہ خوار سرکاری علماء ہیں!!

اگر کسی پر اعتراض کی گنجائش نہیں پاتے تو کہتے ہیں: وہ جاہل ہے حقیقت حال سے ناواقف ہے، جیسا سوال اس سے ہوتا ہے جو اسے املاء کرایا جاتا ہے اسی کے مطابق فتوی دیتا ہے!!

دوسرا اصول : ان میں کوئی شرعی عالم نہیں ہے:

نسائی نے (۵/ ۱۶۵ پر) بسند صحیح تخریج کی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب خوارج کے پاس آئے اور ان سے مناظرہ کیا تو ان سے کہا کہ: میں مہاجر و انصار اصحاب نبی

ﷺ کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں، قرآن کا نزول انہیں پر ہوا تھا، اور انہیں اس کی تفسیر تم سے زیادہ معلوم ہے، اور تمہارے درمیان ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔

اس وقت آپ تنظیم **دولة الشام والعراق** = داعش پر بار بار نگاہ ڈالیں اور کئی بار ان کی طرف دیکھیں؛ کیا ان کے پاس کوئی عالم آپ کو نظر آتا ہے جس کی طرف فقہ النوازل (پیش آمدہ حادثات وواقعات کی فہم) میں جن سے امت دوچار ہوتی ہے رجوع کیا جاتا ہو؟

بلکہ اس کے مفکروں اور نظریہ سازوں میں آپ کو جہل مرکب اور معمولی مسائل میں بھی۔ جنھیں علم شرعی کی ابجدیات پڑھنے والا اور حالات پر نظر رکھنے والا بھی جانتا ہے۔علمی التباس اور خلط ملط نظر آئے گا۔

تیسرا اصول : تقرب الی اللہ کے طور پر جماعت المسلمین (مسلمانوں کی عام جماعت) سے مفارقت:

حافظ ابن کثیر نے "**البداية والنهاية**" (۲۸۷/۷) پر خوارج کے متعلق اس وقت کا حال بیان کیا ہے جب انھوں نے جماعت المسلمین (مسلمانوں کی عام جماعت) سے مفارقت کا باہمی فیصلہ کیا تھا، لکھتے ہیں:

"چپکے چپکے ایک ایک کر کے نکلنے لگے؛ تاکہ کسی کو ان کی خبر نہ ہو سکے، کہ لوگ انہیں خروج سے روک دیں، چنانچہ وہ اپنے باپوں، ماؤں اور ماموؤں، خالاؤں کے درمیان سے نکل گئے، ساری رشتہ داریوں سے ناطہ توڑ لیا، اپنی جہالت اور قلت علم وعقل سے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ یہی بات رب ارض وسماوات کو راضی کرنے والی ہے، انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ تباہ کن اور ہلاکت خیز اکبر الکبائر (بڑے سے بھی بڑے گناہوں)، آفتوں اور خطاؤں میں سے ہے، اور ان باتوں میں سے ہے جنھیں ابلیس نے ان کی نگاہوں میں آراستہ کر کے پیش کیا ہے۔۔ لوگوں کی ایک جماعت نے تو اپنے کچھ لڑکوں اور بھائیوں کو جا دھرا اور انہیں

لتاڑتے اور سرزنش کرتے ہوئے دوبارہ گھر واپس لائے؛ پھر کچھ تو ان میں سے سدھر گئے اور سیدھی راہ پر قائم رہے، مگر کچھ اس کے بعد بھی بھاگ نکلے، اور خوارج میں شامل ہو گئے؛ اور قیامت تک کا خسارہ مول لیا''۔

اب آپ ''**تنظیم دولة الشام والعراق**'' = داعش کے اکثر جنگجوؤں کے حالات کا جائزہ لیں تو بالکل ہو بہو یہی وصف آپ کو ان پر بھی چسپاں ملے گا، بلکہ یہ لوگ اس بات پر علانیہ فخر کرتے ہیں کہ انھوں نے گھر بار اور رشتہ داروں کو خیر باد کہہ دیا، اپنے باپوں کی ایک نہیں سنی اور انہیں اپنے خروج میں ان کی خوشی ناخوشی کی ذرا پرواہ نہ ہوئی، **واللہ المستعان**۔

چوتھا اصول : مسلمانوں کے مشورے کے بغیر خلیفہ چن لینا:

ابن اثیر رحمہ اللہ نے ''**الكامل في التاريخ**'' (۲/ ۸۲ پر) بیان کیا ہے کہ: خوارج زید بن حصن طائی کے گھر جمع ہوئے، پھر انھوں نے عبداللہ بن وہب راسی سے بیعت کی، پھر زید ان میں تقریر کرنے کھڑا ہوا اور اس نے کلام الٰہی سے یہ آیت تلاوت کی: (يَٰدَاوُۥدُ إِنَّا جَعَلۡنَٰكَ خَلِيفَةٗ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَٱحۡكُم بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِٱلۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ ٱلۡهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ...) (ص:۲۶)

اے داود! ہم نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمھیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں۔۔۔۔

آج ہمارے سامنے صورت حال یہ ہے کہ تنظیم دولة العراق والشام = داعش نے ایک شخص کو امیر چن لیا ہے، اسے امیر المؤمنین کا لقب دیا ہے، اور اس کے لئے خلافت کی عام بیعت طلب کی ہے۔

شروع شروع میں تو وہ لوگوں کو اس وہم میں ڈالے ہوئے تھے کہ ان کی بیعت امامت کے لئے نہیں ہے، پھر ان کی نشریات: (**نوافذ علی ارض الملاحم**) (میدان جنگ کے دریچے) نے ان کی پول کھول دی؛ جہاں وہ بیعت کرنے والے کو بیعت عامہ کے صیغے کی تلقین کرتے تھے؛ اور ان الفاظ میں بیعت لیتے تھے کہ: ''میں خوشی اور پریشانی ہر حال میں امیر المومنین ابوبکر بغدادی کی سمع وطاعت پر بیعت کرتا ہوں، اور میں امراء سے امارت کے لئے جھگڑا نہیں کروں گا!!''

پھر انھوں نے زور شور سے خلافت کا اعلان کیا، اور دن کی روشنی میں علانیہ عام بیعت طلب کی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صرف قوت حاصل کرنے تک کے لئے بیچارے بنے ہوئے تھے!!

پانچواں اصول : گناہوں پر تکفیر اور اس پر توبہ کا مطالبہ:

ابن خلدون نے اپنی ''تاریخ'' کے (۱۷۹/۲) پر بیان کیا ہے کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی چھاونی میں واپس آجائیں؛ تو انھوں نے جواب دیا: ''آپ اپنی ذات کے لئے غضبناک ہوئے، اور اپنے رب کے لئے آپ کو غصہ نہیں آیا؛ اب اگر آپ اپنے کفر کا اقرار کر کے توبہ کرلیں؛ تو ہم اپنے اور آپ کے باہمی معاملے پر غور کریں گے ورنہ ہم آپ سے برابر کی جنگ کریں گے۔

اور اب ''**دولة العراق والشام = داعش**'' کا ترجمان عدنانی اپنے ایک ریکارڈ شدہ بیان میں جس کا عنوان ہے ''**الرائد لا یکذب أهله**'' (رہنما اپنے آدمیوں سے غلط بیانی نہیں کرتا) کہتا ہے: اے وہ لوگو! جو مجاہدین کے لشکر کو اور سیریا کے انقلابیوں کے جتھے کو جانتے ہو اور تمہیں یہ معلوم ہے کہ کس نے انہیں آگے بڑھایا اور ان کی مدد کی یا ان کے ساتھ جنگ کی۔ اے وہ لوگو! جو مجاہدین کے خلاف جنگ میں واقع ہو گئے ہو: توبہ کرلو اور ہم تمہیں

امان دے دیں گے، ورنہ یہ جان لو کہ ہمارے پاس عراق میں کئی لشکر ہیں اور شام میں ایک لشکر ہے، یہ لشکر بھوکے شیروں پر مشتمل ہیں جو خون پیتے ہیں، اور بکھرے ہوئے اعضاء سے انہیں انسیت حاصل ہوتی ہے۔

چھٹا اصول : ان عام مسلمانوں کی تکفیر جوان کی رائے سے متفق نہیں ہیں:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ "**البدایہ والنہایۃ**" (۷/ ۲۸۶ پر) بیان کرتے ہیں کہ: زید بن حصن طائی نے خوارج کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا: میں اپنے ہم قبلہ لوگوں میں سے اپنے اہل دعوت کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے خواہش نفس کی پیروی کی، اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال دیا اور قول وعمل میں ستم رانی کی، اور ان سے جہاد کرنا مومنوں پر حق ہے۔

اور آج "**تنظیم دولۃ العراق والشام =داعش**" کا ترجمان عدنانی اپنے ایک ریکارڈ شدہ بیان میں جس کا عنوان ہے: (**السلمیۃ دین من؟**) (صلح جوئی کس کا دین ہے؟) کہتا ہے: مسلم ملکوں کے حکمرانوں کی طاغوتی فوجیں علی العموم (سب کی سب) ارتداد اور کفر کی فوجیں ہیں، اور آج ان لشکروں کے کفر وارتداد اور دین سے نکل جانے کا اعتقاد بلکہ ان سے قتال کے وجوب کا اعتقاد جن میں سرفہرست مصری فوج ہے، تنہا صحیح اعتقاد ہے جس کے خلاف اللہ کے دین میں اور کوئی بات صحیح نہیں ہے۔

ساتواں اصول : امت کے سرداروں اور بہترین وچنندہ علماء کو قتل کر کے تقرب إلی اللہ کی جستجو کرنا:

طبری رحمہ اللہ نے "**تاریخ الأمم والملوک**" (۳/ ۱۱۴) پر بیان کیا ہے کہ: "خارجی زرعہ بن برج طائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ کی قسم! اے علی! آگاہ ہو جائیے کہ اگر آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب میں لوگوں کو حکم بنانا نہ چھوڑا تو میں اللہ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے آپ سے جنگ کروں گا"!

تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: نامراد تو کیسا شقی ہے؟ مجھے لگتا ہے کہ تو مارا جائے گا اور ہوائیں تجھ پر گرد اڑائیں گی۔ تو اس نے کہا: میں تو چاہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو جائے۔

اور آج ''**دولة العراق والشام = داعش**'' کا ترجمان عدنانی اپنے ریکارڈ شدہ بیان میں جس کا عنوان ''**الرائد لا يكذب أهله**'' ہے کہتا ہے: اے شام کے لشکرو! بے شک یہ صحوات (مخالفین) ہیں ہمیں نہ کوئی شک ہے نہ التباس ہمیں ان کے ظہور کی توقع تھی اور ہمیں اس کے متعلق کوئی شک نہیں تھا، مگر وہ اچانک سامنے آ گئے، اور وقت سے پہلے خروج کر بیٹھے۔ ان پر ابوبکر صدیق جیسا حملہ کرو اور انہیں پیس ڈالو تا کہ سازش اپنے گہوارے ہی میں موت کی نیند سلا دی جائے، اور نصرت الٰہی کا یقین رکھو۔

۔ارض شام پر صحوات کا مطلب: ان کے مخالف دیگر جتھے ہیں۔

آٹھواں اصول : اہل اسلام کو قتل کرنا اور اہل اوثان (مشرکوں) کو چھوڑ دینا:

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انھوں نے خوارج کے متعلق فرمایا: ''**يقتلون أهل الاسلام ويدعون أهل الأوثان**''۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اوثان (مشرکوں) کو چھوڑ دیں گے۔

یقینا ہم نے یہ مشاہدہ کر لیا ہے کہ تنظیم **دولة العراق والشام = داعش** مرتد نصیریوں اور مجوسی رافضیوں سے جنگ نہیں کرتی ہے اور مسلم عوام کو اس دعوے کے ساتھ قتل کرتی ہے کہ: مرتد لوگوں سے جنگ کرنا کافروں سے جنگ کرنے پر مقدم ہے!!

نواں اصول : اپنے مخالفوں کے قتل پر انعام مقرر کرنا:

طبرانی نے ''**المعجم الكبير**'' (۱/۹۷) پر بیان کیا ہے کہ:

خارجی عبدالرحمن بن ملجم نے خارجیہ قطام بنت شحنہ کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے جواب دیا

کہ میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک تو میری دلی مراد پوری کر کے میری تشفی کا سامان نہ کردے! اس نے کہا: تو آخر چاہتی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: تین ہزار نقد ایک غلام ایک کنیز اور علی بن ابی طالب کی جان۔

اور آج **دولة العراق والشام = داعش** کا ترجمان عدنانی اپنے ایک ریکارڈ شدہ بیان بعنوان "**الرائد لا یکذب أهله**" میں کہتا ہے: اے دولت (یعنی داعش) کے لشکریو! یہ جان لو کہ ہم نے ہر اس شخص کے لئے ایک انعام محفوظ کر رکھا ہے جو ان کے سرداروں اور سربراہوں میں سے کسی کی گردن کاٹ لائے گا؛ انہیں جہاں پاؤ مار لو ان کا کوئی اکرام نہیں ہے۔

دسواں اصول : تکبر، حق کو رد کر دینا اور مخلوق کو حقیر سمجھنا:

یہ صفت اس وقت سامنے آئی تھی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا مناظرہ ہوا تھا اور انھوں نے ان کے قول: "**لا حکم الا للہ**" فیصلہ صرف اللہ کا حق ہے کے متعلق ان پر حجت قائم کردی تھی؛ انھوں نے ان کی بات نہیں مانی نہ رجوع کیا، لہذا حضرت علی نے ان سے قتال کر کے ان کا صفایا کردیا، اور باقی ماندہ لوگوں کو مختلف ملکوں میں روپوش ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

۔۔۔ہاں بہت سے ایڈونچر طلب اور کارناموں کے رسیا نوجوان جو صاف دلی کے ساتھ دین اور دینداروں سے محبت رکھنے والے تھے ان نئے خوارج اور ان کے کھوٹے جہادی نعروں، خلافت کے متعلق چمچماتے پروپیگنڈوں، اور ان کے طاغوت سے مقابلہ آرائی کے دعووں سے فریب کھا گئے، اسی طرح ان کی ظاہری شکل وشباہت اور طور طریقوں نے بھی انہیں دھوکا دیا جو عوام اور عوام جیسے لوگوں کے نزدیک کثرت عبادت اور پابندی عبادت کی دلیل ہوتے ہیں؛ کیونکہ یہ چیز انہیں اسلامی حکومت کی اگلی تاریخی فضاؤں میں لے جاتی ہے!

احمد نے (۳/ ۱۸۳ پر) بسند صحیح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا۔ مگر میں نے خود نہیں سنا ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**إن فيكم اقواما فيدأبون حتى يعجب بهم الناس، وتعجبهم أنفسهم: يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية**"۔ تم میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو عبادتوں میں بڑی مشقت کریں گے یہاں تک کہ لوگ ان سے متاثر ہو جائیں گے، اور وہ خود عُجب کا شکار ہو جائیں گے (یعنی اپنی عبادتوں پر انہیں فخر ہونے لگے گا): وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

داعش کی تاریخی جڑیں

تنظیم دولة العراق والشام=داعش کی اساس سن ۲۰۰۴ء سے جڑی ہوئی ہے جب ابو مصعب زرقاوی اردنی [1] نے۔ جو تکفیری لہروں کے نظریہ ساز اور مفکر ابو محمد مقدسی عصام برقاوی کا شاگرد تھا۔ ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی تھی جس کا نام اس نے جماعت التوحید والجھاد رکھا تھا، اس تنظیم کا سربراہ بھی خود زرقاوی ہی تھا، اس وقت اس نے القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن سے بیعت کا اعلان کیا تھا؛ تاکہ وہ دجلہ وفرات کے شہروں اور علاقوں میں القاعدہ کا نمائندہ بن جائے۔ عراقی میدانوں میں تنظیم کا ظہور عراق پر امریکی قبضے کے زمانے میں ہوا، اس وقت یہ تنظیم امریکی فوجوں کے خلاف جنگ کرنیوالی طاقت کے طور پر سامنے آئی تھی، اس لئے عراقی نوجوانوں کے لئے کشش کا مرکز بن گئی جو اپنے ملک پر امریکی قبضے کے خلاف نبرد آزمائی کے لئے کوشاں تھے، اور جلد ہی اس کا اثر ورسوخ اس قدر بڑھ گیا کہ وہ عراقی محاذوں پر جنگ کرنے والی مضبوط ترین تنظیموں میں شمار ہونے لگی۔

[1] یہ ہے احمد فاضل نزال خلایلی جو سن ۱۹۶۶ء کو اردنی شہر زرقاء میں پیدا ہوا اور اسی کی طرف منسوب ہے۔

ماہ جون ۲۰۰۶ء کو زرقاوی ایک مصورسی ڈی ریکارڈ کے ساتھ سامنے آیا جس میں اس نے عبداللہ رشید بغدادی کی قیادت میں مجاہدین کی مجلس شوری بنانے کا اعلان کیا، مگر زرقاوی اسی مہینے میں قتل کردیا گیا، اور اس وقت ابوحمزہ مہاجر کو دجلہ وفرات کے علاقوں میں تنظیم القاعدہ کا سربراہ مقرر کیا گیا۔

۲۰۰۶ء کے آخر میں ان تمام تنظیموں کو مختصر کر کے ایک عسکری تنظیم بنائی گئی، اور عراقی سرزمین پر منتشر تمام تشکیلات کو اسی میں جمع کردیا گیا، مزید برآں ابوعمر بغدادی کی قیادت میں اس کا نام "**الدولة في العراق**" رکھ کر اس کے اہداف بھی ظاہر کردیے گئے۔

(۱۹/ ۴/ ۲۰۱۰ء) کو "**الثرثار**" کے علاقے میں ایک فوجی کاروائی کے ذریعہ ایک گھر کو نشانا بنایا گیا، مقصد ابوعمر بغدادی اور ابوحمزہ مہاجر کا ایک ساتھ قتل تھا۔

ایک ہفتے کے بعد تنظیم نے اعتراف حقیقت کرلیا، تقریبا دس دنوں کے بعد ابوبکر بغدادی کو ابوعمر بغدادی کا جانشین بنانے کے لئے "**الدولة في العراق**" کی مجلس شوری بلائی گئی جو آج "**الدولة فی العراق والشام=داعش**" کا امیر تسلیم کیا جاتا ہے۔

آخر یہ امیر کون ہے؟

یہ ہے ابراہیم بن عواد ابراہیم بدری، ۱۹۷۱ء کو شہر سامراء میں پیدا ہوا؛ مختلف ناموں اور لقبوں کے پیچھے خود کو چھپاتا پھرا جو کچھ اس طرح تھے: علی بدری سامرائی، ابودعا، ڈاکٹر ابراہیم، کرار، اور آخر میں ابوبکر بغدادی ہے، بغداد کے جامعہ اسلامیہ کا فارغ ہے۔

بغدادی نے اپنی سرگرمیوں کی ابتدا تربیتی رخ سے کی تھی، مگر جلد ہی وہ قتالی رخ پر چلا گیا اور دیالی وسامراء کے علاقوں میں تکفیری فکر کے نظریہ سازوں اور مفکروں میں سے ایک قطب بن کر نمایاں ہوا، جہاں اس نے جامع امام احمد بن حنبل میں اپنی سرگرمیوں کی ابتدا کی، اور خطے میں عسکری خلیوں کی بنیاد ڈالی جنھوں نے مختلف کاروائیاں کیں اور عراقی سڑکوں پر

ہونے والی بہت سی جنگوں میں حصہ لیا، اس کے بعد اس نے پہلی تنظیم بنائی جس کا نام "**جیش أهل السنة والجماعة**" رکھا اور اس میں بعض تکفیری شخصیتوں نے اس کا تعاون کیا، اور وہ بغداد، سامراء اور دیالی میں سرگرم ہوگیا پھر جلد ہی اپنی تنظیم کے ساتھ "**مجلس شوری المجاهدين**" (مجاہدوں کی مجلس شوری) میں ضم ہوگیا، جہاں اس نے مجلس میں شرعی جمعیتوں اور تنظیموں کی تشکیل کا کام شروع کیا اور دولۃ العراق الاسلامیہ کے اعلان تک مجلس شوری کا رکن بنا رہا۔

ابوعمر بغدادی کے ساتھ ابوبکر بغدادی کے تعلقات اتنے گہرے ہو چلے تھے کہ اس نے اپنے مارے جانے سے قبل یہ وصیت کر دی تھی کہ **الدولة فی العراق** کی سربراہی میں ابوبکر بغدادی اس کا جانشین ہوگا، اور (۱۶/ ۵/ ۲۰۱۰ء) کو عملی طور پر یہی ہوا بھی۔

جب سے ابوبکر بغدادی نے اس تنظیم کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لی ہے اس نے متعدد بڑی بڑی کارروائیاں اور حملے کئے ہیں جن میں ہزاروں عراقیوں کی جان گئی ہے، ان میں سب سے مشہور کارروائی بغداد کی مسجد ام القری اور ان انتقامی حملوں کی ہے جو القاعدہ کے امیر اسامہ بن لادن کے قتل کے بعد انجام دی گئیں، جن کے نتیجے میں عراق کی متعدد کارروائیوں میں سیکڑوں ملکی باشندے لقمۂ اجل بن گئے، اور اس نے تنظیم القاعدہ کے زیر اہتمام چلنے والی انٹرنیٹ کی سائٹ پر اسامہ بن لادن کے انتقام میں عراق میں سو سے زائد حملوں کی ذمہ داری قبول کی، اس کے بعد بھی عراق میں یہ کارروائیاں جاری رہیں مثلاً مرکزی بینک اور وزارت عدل پر حملہ، اور ابوغریب اور الحوت کے قید خانوں پر ہجوم جس کے نتیجے میں مالکی حکومت، سیرین انٹلی جینس اور ایرانی پاسداران انقلاب کے تعاون سے لبنانی حزب اللات کے سربراہ حسن نصر اللہ کی نگرانی میں ہزاروں تکفیریوں کو فرار کرایا گیا۔

بغدادی نے سیریا کے انقلابی حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سیریا کے مقابلوں کی لائن

پر وہاں داخل ہونے کا اعلان کیا؛ جہاں بغدادی اور اس کی تنظیم نے سیریا میں ایک اچھا خاصا زرخیز میدان پایا، مزید برآں اس نے وہاں کی انارکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سی حصولیابیاں کیں اور اپنا اثر ورسوخ بڑھالیا، وہ عراق کے ساتھ لگی ہوئی سیریا کی وسیع سرحدوں سے اس ملک میں داخل ہوا، بالذات مشرقی سیریا کے علاقے سے اور اس کا نعرہ اس وقت یہی تھا کہ وہ یہاں اہل سنت کی مدد کے لئے آیا ہے۔

سیریا میں القاعدہ کا وجود اسی وقت سے ہے جب (۲۰۱۱ء) کے اواخر میں ابو محمد جولانی کی قیادت میں **جبهة النصره** کا ظہور ہوا تھا، اور جلد ہی اس کی صلاحیتوں میں اس قدر اضافہ ہوگیا کہ وہ چند ہی مہینوں میں سیریا کے میدان میں قتال کرنے والی سب سے طاقتور تنظیموں میں سے ایک ہوگئی، افغانستان میں ظواہری کے زیر قیادت تنظیم القاعدہ سے النصرہ کے اعلان بیعت کے ساتھ ہی **الدولة فی العراق** اور **النصرة** کا مضبوط رشتہ منظر عام پر آنے لگا تھا اور النصرہ کو **تنظیم الدولة في العراق** ہی کی توسیع اور امتداد سمجھا جانے لگا۔

(۹/۴/۲۰۱۳ء) کو ایک صوتی اعلان کے ذریعہ جو شموخ الاسلام نامی سائٹ پر نشر کیا گیا تھا ابوبکر بغدادی نے **جبهة النصرة** کے **الدولة فی العراق والشام** کے نام سے **دولة العراق الاسلامية** میں ضم ہوجانے کا اعلان کیا، اور یہیں سے داعش کا قصہ شروع ہوا۔

تھوڑے ہی دنوں کے بعد جبہۃ النصرۃ کے امیر ابو محمد جولانی نے ایک ریکارڈ شدہ بیان کے ذریعہ **دولة العراق الاسلامية** اور **مجلس شوری الجبهة** کے ساتھ اپنے تعلقات کی نفی کی، اور یہ اختلاف محض حکمت عملی کا اختلاف تھا منہجی اختلاف نہیں تھا، کل ہی کی بات ہے کہ **جبهة النصره** کے ترجمان ابو فراس سوری نے کہا تھا کہ داعش پر زیادتی اسلام پر زیادتی ہے۔

اوراس کے ان تمام فواحش کو بھول گیا تھا جو خود اسی نے بیان کیا تھا کہ ان کی وجہ سے یہ تنظیم اللہ اور رسول کے دشمنوں کی صفوں میں شمار ہوتی ہے اوراس کا خطرہ ان یہود ونصاری سے بھی بڑھ کر ہے جنھوں نے اس کو بنایا ہے، مگر جھوٹا شخص اپنی پول خود کھول دیتا ہے۔ کیونکہ زرخیز ہلال کی سرزمین پر **جبهة النصرة** اور اور دولت داعش دونوں ہی خارجی تکفیری فکر کے دو چہرے ہیں اور دونوں کے دونوں ظاہر یا باطن میں خوارج کی عالمی تنظیم = القاعدہ کے ساتھ موالات کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں۔

داعش نے **جبهة النصرة** میں شامل پیروکاروں کو اپنی طرف کھینچ لیا، خصوصا بغدادی کے **دولة العراق والشام** کا اعلان کرنے کے بعد شہر حلب کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ آملے، اسی طرح پورے کے پورے جتھے بھی اس کے ساتھ ضم ہوگئے، انہیں میں سے ایک مجلس شوری المجاہدین بھی تھی جو ابوالاسیر کے زیر قیادت تھی جسے الدولہ نے حلب کا امیر بنا دیا، ایک گروہ **جيش المهاجرين والانصار** کا تھا جو عمر شیشانی کی قیادت میں سرگرم عمل تھا جس نے معرکہ منغ ائیر پورٹ میں اگست ۲۰۱۳ء میں اس سے بیعت کی تھی، اسی طرح آزاد سیریائی فوج کے کچھ جتھوں کے جنگجوؤں نے بھی دو اعش میں شمولیت اختیار کی جن کا تعلق احرار الشام اور التوحید وغیرہ تحریکوں سے تھا۔

داعش جب سے سیریا کے علاقوں میں داخل ہوئی ہے اسی وقت سے وہ یہاں کے محاذوں پر نصیری حکومت کی صفوں میں شامل ہو کر انقلابیوں سے جنگ کر رہی ہے اور دلیل یہ دیتی ہے کہ مرتد لوگوں سے قتال کافروں سے جنگ پر مقدم ہے؛ اس کی تائید ان رپورٹوں اور خفیہ وثائق سے بھی ہوتی ہے جو کسی طرح لیک ہو گئے تھے جن میں یہ حقیقت طشت ازبام ہوئی کہ سیریا کی انٹلی جنس کے ساتھ داعش کا رشتۂ تعاون خوب استوار ہے، اور یہ ایرانی پاسداران انقلاب کے ساختہ و پرداختہ ہیں، اوراس کا تعلق عراق اور سیریا کے محاذوں پر سرگرم ان سنی

تنظیموں سے ہے جو رافضی صفوی مجوسی قوت کے زیر اثر و زیر دام ہیں۔

اس کے بعد بڑی تیزی کے ساتھ عراق کے بڑے شہروں ''موصل، تکریت''۔ الخ پر داعش کا قبضہ ہو جاتا ہے، جو رافضی نوری مالکی کی فوج کے ساتھ فیبریکیٹڈ ڈرامے کا ایک حصہ ہے۔

اس کے فوراً بعد داعش ابو بکر بغدادی کے لئے بطور خلیفۃ المسلمین بیعت عامہ کا مطالبہ کرتی ہے۔ تا کہ آہنی دلائل سے یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ دجلہ و فرات کے علاقے میں دولت داعش اہل سنت کے خلاف ایک عالمی سازش، اور دیار شام کے کلیجوں میں گھونپا ہوا زہریلا خنجر ہے، پردے کے پیچھے سے اس کی ڈور ہلانے والی امریکی انٹلی جنس ہے، عملی طور پر اس کی قیادت ایرانی پاسداران انقلاب کے ہاتھوں میں ہے، منطقی طور پر نصیری حکومت اس کی معاون ہے اور عراق کی تقسیم، اس کی ثروتوں کو لوٹنے اور اس کے سرمایوں پر قبضہ کرنے کے متعلق بائیڈن [1] کے پروگرام کے مطابق کچھ انٹرنیشنل ممالک اس کی محبتوں کی

---

[1] جو بائیڈن (Joe Biden)

۳ر جنوری ۱۹۷۳ء سے ۲۰ر جنوری ۲۰۰۹ء تک ڈیلوار کی طرف سے سینیٹر رہے ۲۰ر جنوری ۲۰۰۹ء کو ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نائب صدر بنے اس کے علاوہ مختلف عہدوں اور ذمہ داریوں سے سرفراز ہوئے۔ پیدائش کے وقت جو نام رکھا گیا تھا وہ ہے جوزف روبینٹ۔ آرٹ کالج سے بی اے کیا بعد میں قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی پیشہ سیاست اور وکالت ہے۔

سیاسی رجحانات:

- اپنے عام سیاسی رجحانات میں اعتدال پسند لبرل تسلیم کئے جاتے ہیں۔

مختلف داخلی و خارجی قضیوں میں ان کی آراء حسب ذیل ہیں:

- امریکا کے الاسکا میں پٹرول کی کھوج کی بجائے طاقت کے نئے سرچشموں کی تلاش کو ترجیح دیتے ہیں۔

راگ الاپتے ہیں۔

● امریکا آنے والے ورکروں کو ویزا جاری کئے جانے کے حق میں ہیں مگر میکسیک کی سرحد پر دیوار بنانے کے موید ہیں۔

● ۲۰۰۱ء میں افغانستان اور ۲۰۰۳ء میں عراق جنگ کے حق میں ووٹ دینے والوں میں شامل تھے۔

● عراق کو (کرد، سنی، شیعہ) تین فیڈرل علاقوں میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی اور اس کے داعی رہے، ان کی اس رائے نے عراقیوں میں کافی بحث اور تنازعہ کھڑا کیا مگر بڑی مار دھاڑ اور خون خرابے کے بعد اس پر آمادگی کا ذہن تیار ہو چکا ہے۔ اوپر مضمون میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

● دارفور کے قضیے میں امریکی فوجیں سوڈان بھیجنے کی تائید کرتے ہیں۔

● قضیہ فلسطین کے متعلق اسرائیل کی شدید حمایت کے لئے معروف ہیں۔

● ایران سے متعلق عقوبتوں کے اسلوب کے ساتھ سفارتی طریقے کا انتخاب کرنے کے موید ہیں، قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ انھوں نے ایرانی پاسداران انقلاب کو (جو بے شمار انسانی جرائم کی مرتکب ہے) دہشت گرد تنظیم قرار دینے کے خلاف ووٹ دیا تھا۔ (مترجم)

دواعش کی خلافت اور فواحش کی حکومت

عراق اور سیریا کے میدان میں کچھ خارجی تنظیمیں منظر عام پر آئی ہیں، انہیں میں سے ایک تنظیم دولۃ العراق والشام = داعش نامی بھی ہے، اس تحریک نے ہر تباہ کن اور ہلاکت خیز کام جسے اسلام نے حرام کر دیا ہے اسلام ہی کے نام پر کیا ہے، گویا اس کی منشا یہ ہے کہ اسلام کو اسلام ہی کی تلوار سے کاٹا جائے، کیونکہ درخت کو اس کی ایک ٹہنی ہی (کے ڈنڈے) سے کاٹا جاتا ہے۔

وہ سنگین اور تباہ کن سرگرمیاں جو اس تنظیم نے انجام دی ہیں

(۱) شریعت اسلامیہ کی پابندی سے گریز:

ان تمام جرائم کے سلسلے میں جن کا ارتکاب انھوں نے کیا ان کی سیاست واضح رہی ہے، چنانچہ اپنے کسی بھی عنصر کو انھوں نے اس کے جرائم پر کوئی سزا دی، نہ اسے کسی شرعی محکمے کے حوالے کیا، نہ اس کے فعل سے براءت ظاہر کی، نہ اسے اپنی تحریک سے باہر کیا۔

(۲) عام مسلمانوں کی تکفیر:

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(أ) رہائی پانے والے تمام اسیروں کی شہادتیں جو سیکڑوں کی تعداد میں ہیں۔

(ب) ان تمام لوگوں کی شہادتیں جنھوں نے ان کا انٹرویو کیا اور ان کے ساتھ مکالموں، مناظروں اور بات چیت کے لئے بیٹھے۔

(ت) اعزاز، باب، تل جیجان اور منبج کے وہ مناظر جو انھوں نے انٹرنیٹ کی سائٹ پر پیش کئے۔

(ث) ان کے پیروکاروں کا عام لوگوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ مرتد و کفار ہیں لوگوں کے درمیان مشہور اور ٹیوٹر کی سائٹوں پر محفوظ ہے، یہ کام تواتر کے ساتھ ہوتا رہا ہے مگر ان اوصاف پر ان کے سربراہوں کی طرف سے کوئی نکیر نہیں کی گئی اور ان کا عدم انکار اپنے پیروکاروں کی ان باتوں پر رضا کی دلیل ہے۔

(ج) جو بھی سول اداروں میں کام کرتا ہے ان سب کی اجتماعی تکفیر،

(۳) شبہ کی بنیاد پر یا بلا کسی شبہ کے بھی مسلمانوں کو قتل کر دینا۔

اس کے دلائل:

(أ) براہ راست قتل: قتل کی تمام کارروائیوں میں یہ بات نمایاں ہے کہ وہ سب فوری میدانی کارروائیاں ہوتی ہیں جن میں کسی شرعی عدالت سے فیصلے لینے کی زحمت گوار نہیں کی جاتی ہے۔

(ب) ان کے خود ساختہ معرکے اور فتنے جو مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے قتل عام کا سبب بنے۔

(۴) اپنے سلوک میں شرعی منہج سے انحراف:

جن میں سے کچھ باتیں حسب ذیل ہیں:

(أ) قید سے آزاد ہونے والے تمام اسیروں کی شہادت کے مطابق تعذیب اور اذیت رسانی کا کام۔

(ب) قیدیوں کو اپنی جیلوں میں نماز اور طہارت سے روک دینا۔

(ت) شخصیت اور شناخت کو ظاہر کرنے والی دستاویزوں اور ڈاکومینٹس کو ضائع کر دینا؛ جیسا کہ انھوں نے موصل میں کیا۔

(ث) ان کے افراد کا مسلمانوں کے خلاف خودکش حملے کرنا؛ کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ

یہ مسلمان کافر ہیں، اور یہ عہد در عہد خوارج کا عقیدہ وعمل رہا ہے۔

(ج) جھوٹ اور نفاق تو ان میں اس قدر ہے کہ بس بیان کرتے جاؤ۔

(۵) ان کے علاوہ جس کسی نے بھی ان خوارج کے ساتھ کوئی معاملہ کیا اس نے دولت دواعش کے فواحش کی شہادت دی اور یہ شہادتیں بھاری تعداد میں ہیں۔

ان میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

(أ) اس بابت بیان کہ مجاہدوں کے کچھ گروہوں نے دوسرے مجاہد گروہوں کے مجاہدوں کے قتل میں جرأت کا مظاہرہ کیا، نمبر (ب ۹/ ۲۰۱۳ء) بتاریخ (۱۹/ ۱۱/ ۱۴۳۴ھ - ۲۵/ ۹/ ۲۰۱۳ء)

(ب) تنظیم دولۃ العراق والشام کے تصرفات کے متعلق سیریا کے علمی رابطوں اور اسلامی جمعیتوں کا بیان، بتاریخ (۱۸/ ۲/ ۱۴۳۵ھ-۲۱/ ۱۲/ ۲۰۱۳ء)

(ت) تنظیم دولۃ العراق والشام کے مذبذبانہ ومجرمانہ تصرفات کے متعلق علمی رابطوں اور اسلامی جمعیتوں کا بیان وفتوی بتاریخ (۳/ ۳/ ۱۴۳۵ھ-۵/ ۱/ ۲۰۱۴ء)

خوارج کی حکومت نے عراق اور شام میں اپنے فواحش کو چھپانے کے لئے اسلامی خلافت کی حکومت کا اعلان کیا۔

اور یہ اعلان تہہ در تہہ تاریکیوں اور ظلمتوں کا مصداق ہے؛ جس کی وجوہات حسب ذیل ہیں:

(۱) خلافت اسلامیہ کے متعلق داعش کا اعلان ایک ایسے علاقے میں اہل سنت کو محصور کر دینے کے منصوبے کا حصہ ہے جس میں ذرائع انتہائی محدود اور ثروتیں برائے نام ہیں اور وہاں بندرگاہیں بھی نہیں ہیں؛ مقصد یہ ہے کہ اہل سنت روافض وخوارج کے جبڑوں کے درمیان ملک شام کے نصیریوں کے ہتھوڑے اور ایران کے مجوسی صفویوں کی نہائی کے بیچ

رہیں۔

(۲) داعش کے خلافت اسلامیہ کے اعلان کا مطلب مجہول کی بیعت کو قوت پہنچانا اور سرنگ میں روپوش امام غائب سے تعلیمات حاصل کرنا اور بے بنیاد اور اقتدار سے خالی حاکم کے اوامر کا نفاذ کرنا ہے، تاکہ وہم وگمان کی سرنگوں میں روپوش نجات دہندہ کے عقیدے میں روافض کی ہمنوائی کریں۔

اس طرح شرعی تاصیل اور واقعی حقیقت کے اعتبار سے خلافت اکثر مسلمانوں کی نگاہ میں خواب پراگندہ اور اوہام مسلسل بن جائے۔

(۳) سارا مغرب اپنے تمام تر سیاسی اداروں اور اپنے اسٹراٹیجک سنٹروں کے ساتھ خلافت راشدہ علی منہاج نبوت کی واپسی سے خوف زدہ ہے، اور اس یوم موعود کے لئے ہزاروں حساب کئے بیٹھا ہے، اس لئے وہ اسے ناکام بنانے، اس کی شبیہ بگاڑنے اور اسے موخر کرنے کے لئے پوری طرح کوشاں ہے، اسی لئے وہ اس ضمن میں انتہاپسند تکفیری تحریکوں اور منحرف بدعتی شخصیات کو آگے بڑھا رہا ہے جو خلافت اسلامیہ کا شعار بلند کئے ہوتی ہیں مگر حقیقت میں ان کی حرکتیں ہر اعتبار اور ہر سمت میں اسلام مخالف ہوتی ہیں، مقصد یہی ہے کہ لوگ اسلام اور خلافت سے متنفر ہو جائیں، اور بصیرت کی بنیاد پر دعوت کا کام کرنے والے علماء و دعاۃ سے انہیں کراہیت محسوس ہونے لگے، داعش کی خلافت بلاشبہ اسی راہ کا ایک قدم ہے۔

(۴) اسلام اور مسلمانوں سے جنگ میں اپنا واضح کردار ادا کرنے کے بعد جب سے سائیکس۔پیکو کے نقشے نے اپنی آب وتاب گنوادی ہے عالمی سیاست کے کاریگروں نے عالم اسلام کی نئی تقسیم کے لئے دوبارہ نقشہ بنانے کا کام مسلسل جاری رکھا ہے۔[1]

---

[1] اس کا اعتراف امریکی صدر باراک اوباما کو بھی ہے جنھوں نے کہا تھا کہ پہلی عالمگیر جنگ کے معاہدے اس زمانے کے لئے کارگر نہیں رہے ہیں۔ =

مگر اس بار اس کی بنیاد نسلی اور مسلکی ہے جن پر مشتمل کمزور قسم کی ریاستیں تشکیل دی

= سائیکس - پیکو معاہدہ :

عثمانی حکومت کا چل چلاؤ تھا، ترکی یورپ کا مرد بیمار ہو چکا تھا، سرکاری ادارے اخلاقی زوال سے دوچار تھے، اسی اثناء میں ۱۹۱۶ء کو لندن اور پیرس کے درمیان ایک معاہدہ طے پا جا چکا تھا جسے سائیکس ۔پیکو (Sykes Picot Agreement) اگریمنٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

یہ ایک خفیہ معاہدہ تھا جس میں روسی قیصریت بھی شریک تھی جو خود بھی اس خطے میں اپنے نفوذ کے لئے کوشاں تھی، مگر کسی حصے داری سے پہلے ہی اس کی بساط لپیٹ دی گئی، اور روس میں کمیونسٹ انقلاب برپا ہو گیا، موسکو پر کمیونسٹوں کے قابض ہوتے ہی اس معاہدے کا راز طشت از بام ہو گیا۔ عربوں نے اس کے خلاف ہنگامہ بپا کر دیا، اور برٹش حکومت نے اس میں کچھ ردو بدل کر کے عربوں کو مطمئن کر دیا، اور متعدد عربی مملکتیں اور ریاستیں وجود میں آگئیں۔ مگر آگے چل کر برطانیہ جس کی نیت شروع ہی سے درست نہیں تھی اپنے وعدے سے مکر گیا اور اس نے عربوں کو بھی اور اپنے دونوں شراکت داروں فرانس اور روس کو بھی دھوکا دیا، اور یہود کے لئے ایک ''قومی وطن'' بنانے کا وعدہ پیش کیا جسے وعدۂ بلفور ۲ رنومبر ۱۹۱۷ء سے جانا جاتا ہے، جس نے عربی اسرائیلی تصادم کی دائمی بنیاد ڈال دی۔

یہ معاہدہ برطانوی سفارتکار سر مارک سائیکس اور فرانسی سفارتکار موسیو جارج پیکو کے درمیان روسی قیصریت کے اتفاق کے ساتھ طے پایا تھا جس کے بموجب برطانیہ اور فرانس نے مشرق عربی کو آپس میں تقسیم کر لیا تھا، صرف شبہ جزیرہ عربیہ اس سے مستثنیٰ تھا، اس پورے علاقے کو پانچ خطوں میں تقسیم کیا گیا تھا، (لبنانی سیریائی ساحل) کے علاقے فرانس کو دیئے گئے، (عراقی ساحل بغداد سے بصرہ تک) برطانیہ کو دیئے گئے۔ (فلسطین) بین الاقوامی ادارے کی نگرانی میں ہوگا، ان کے علاوہ دو داخلی علاقے تھے جن کے لئے (ا) کا رمز استعمال کیا گیا جس کا اطلاق سیریا کے داخلی علاقوں پر ہوتا تھا، اور (ب) جس کا اطلاق عراق کے داخلی علاقوں کے لئے ہوتا تھا۔ اور یہ دونوں علاقے بھی ان میں تقسیم تھے۔ جب عربوں نے ہنگامہ کیا تو برطانیہ نے یہ کہہ کر انہیں مطمئن کیا کہ روس کے جنگ سے نکل جانے اور عربوں کے گٹھ بندھن میں شامل ہو جانے کی وجہ سے وہ معاہدہ کالعدم ہو گیا ہے، مگر جب صیہونی زعماء نے احتجاج کرتے ہوئے برطانیہ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا کہ فلسطین کو بین الاقوامی ادارے کی

جائیں گی، تاکہ یہ علاقے زیادہ فرمانبرداری کے ساتھ یہود کی ناجائز حکومت کے امن کا پاس ولحاظ رکھیں، اوران کمزور آلۂ کار حکومتوں سے زیادہ تابعدار رہیں جنھوں نے اپنا کام کردیا ہے اور اب ان کی افادیت ختم ہوچکی ہے۔ [1] اور جب سارے تاریخی متبادل: قومیت،

نگرانی میں دینا ''یہود کے قومی وطن'' کے تصور کے منافی ہے تو برطانیہ نے انہیں یقین دلایا کہ یہ طے شدہ حکمت عملی کے مطابق ایک مرحلہ وار قدم ہے جو فرانس اور روس کے رویوں کے وجہ سے اٹھانا پڑا ہے جن کے فلسطین میں متعدد متوقع مفادات تھے، برطانیہ جلد ہی اسے ختم کردے گا، اور جنگ کے خاتمے پر بلفور کی تصریحات نے اسے مزید قوت عطا کردی۔

اس معاہدے کی متعدد دفعات تھیں جن میں دونوں ملکوں کے حدود واختیارات اور علاقے کے متعلق مختلف ضوابط درج تھے۔ بعد میں اس معاہدے میں تبدیلیاں بھی رونما ہوتی رہیں مگر اس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ (مترجم)

[1] جیسا کہ عرب دنیا کو مسلکی گروہوں میں تقسیم کرنے کے متعلق برنانڈ لویس کے منصوبے میں ساری تفصیلات موجود ہیں۔

عالم اسلام کو تقسیم بلکہ ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا منصوبہ جو منصوبۂ برنارڈ لویس سے معروف ہے

برنارڈ لویس ایک خطرناک سازشی ذہن کا مالک مشہور مستشرق ہے، برطانیہ میں پیدا ہوا، اصلا یہودی ہے، صہیونیت کا اہم حصہ ہے، امریکی شہری ہے، زبان دانی اور تاریخ سے شغف عہد طفولیت ہی سے رہا ہے، عبرانی، آرامی، عربی، لاتینی، یونانی، فارسی، ترکی زبانیں جانتا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں لندن یونیورسٹی کے مشرقی وافریقی تحقیقات کے کالج (SOAS) سے فارغ ہوا، تاریخ کے شعبے میں مشرق ادنی واوسط کے تخصص کی سند لی، اسی کالج سے تین سال بعد تاریخ اسلام کے تخصص میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

(۱) ۱۹۱۶ء میں سائیکس۔پیکو اتفاق کے پیچھے پہلی عالمگیر جنگ کے بعد مشرق عربی کے بچے ہوئے علاقے برطانیہ اور فرانس میں تقسیم ہو گئے، اس کے بعد وعدۂ بلفور ۱۹۱۷ء میں آیا جس کی رو سے فلسطین میں یہودی مملکت کی تاسیس کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ =

سیکولرازم، کمیونزم۔۔ الخ اپنی افادیت کھوکر بے فیض ہوگئے تو ان کے سامنے اخوان

= ۱۹۷۷ء - ۱۹۸۱ء کے بیچ امریکی صدر جمی کارٹر کے عہد میں منصوبہ تقسیم تیار ہو چکا تھا جسے یہودی مستشرق برنارڈ لویس نے تیار کر کے پیش کیا تھا جو اس وقت مشرق وسطی کے مسائل کے لئے واشنگٹن میں وزیر دفاع کا مشیر تھا۔ یہیں اس نے عربی واسلامی ممالک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے اور ترکوں، کردوں، عربوں، فلسطینیوں اور ایرانیوں کو نسلی، گروہی اور مسلکی بنیادوں پر ایک دوسرے سے بھڑا دینے اور باہمی خونریزیوں میں مشغول کر دینے کا منصوبہ پیش کیا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے عراق وافغانستان جنگ کے لئے وجہ جواز تراشا تھا۔

(۲) برنارڈ لویس نے یہ منصوبہ پیش کیا کہ تمام عربی واسلامی ممالک کی دستوری اکائی کو توڑ دیا جائے، اور ان میں سے ہر ایک کو مختلف چھوٹی چھوٹی نسلی، دینی، مسلکی اور گروہی ریاستوں میں بانٹ دیا جائے اور انہیں چیزوں کو تقسیم کی بنیاد بنایا جائے، یہ منصوبہ اس نے برجنسکی کے سامنے پیش کیا جو جمی کارٹر کے عہد میں نیشنل سیکوریٹی (قومی امن) کا مشیر تھا اور اسی نے دوسری خلیجی جنگ کی آگ بھڑکانے میں اہم کردار نبھایا تھا، اس طرح ریاستہائے متحدہ (امریکا) کو سایکس - پیکو سرحدوں کی تصحیح کا موقع بھی فراہم ہو جاتا ہے جو اس بار صہیونی امریکی مفادات سے ہم آہنگ ہوگی۔

۱۹۸۳ء کی ایک خفیہ میٹنگ میں امریکی کانگریس نے بالاتفاق برنارڈ لویس کے منصوبے کو منظوری عطا کر دی، منصوبے کو قانونی حیثیت مل گئی، اسے بنیاد مان کر کام شروع ہوا اور اسے مستقبل کے لئے امریکہ کی سیاسی اسٹراٹیجی کی فائلوں میں شامل کر لیا گیا، یہ وہ اسٹراٹیجی ہے جس کا نفاذ بڑی باریکی اور شدید اصرار کے ساتھ ہو رہا ہے، اور اس خطے میں لڑائیوں اور فتنوں کی جو آگ بھڑک رہی ہے شاید وہ اس منصوبے کی دلیل بن سکے گی۔

برنارڈ لویس نے اپنے اس منصوبے کے لئے جو وجہ جواز پیش کیا وہ یہ تھا کہ:

عرب قوم ایک فاسد مفسد بے راہ رو اور انارکی پسند قوم ہے، انہیں مہذب بنانا ناممکن ہے، اور اگر انہیں یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو وہ دہشت گرد بشری لہروں کے ذریعہ مہذب دنیا پر بلائے ناگہانی بن کر ٹوٹیں گے جس سے تہذیبوں کا ستیاناس ہو جائے گا اور معاشرے تباہ ہو جائیں گے، اس لئے انہیں سدھارنے کا درست طریقہ یہی ہے کہ انہیں پھر سے غلام بنا لیا جائے، ان کے ملکوں پر قبضہ کر لیا جائے، ان کی دینی تہذیب کو تباہ کر دیا جائے اور اس کے معاشرتی نفاذ کی عملی راہیں مسدود

المسلمین کے زیر قیادت سیاسی اسلام کے سوا اور کوئی متبادل باقی نہیں بچا ہے (دیکھئے

کردی جائیں، اور اب امریکا جب یہ کام کرنے کھڑا ہوتو اسے اس علاقے میں برطانوی اور فرانسی استعمار کے تجربوں سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے؛ تاکہ ان دونوں ممالک کی خطاؤں اور سلبی رویوں سے محفوظ رہا جاسکے جن کا ارتکاب انھوں نے اپنے وقتوں میں کیا تھا، اور یہ بھی لازم ہے کہ عربی واسلامی ممالک کی تقسیم قبائلی اور گروہی اکائیوں میں کی جائے۔ اور اس سلسلے میں ان کے جذبات واحساسات اور ردعمل کی قطعی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، اس کے لئے دنیا کے سامنے امریکا کو یہ شعار بلند کرنا چاہیے کہ: ''یا تو ہم انہیں اپنے زیر قیادت وسیادت رکھیں، یا پھر ہم انہیں کھلا چھوڑ دیں کہ وہ ہماری تہذیب کا نام ونشان مٹادیں''، اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جب ہم دوبارہ ان ملکوں پر قبضہ کریں تو اعلان یہ کریں کہ ہم اس خطے کی عوام کو جمہوریت کی زندگی جینے کا سلیقہ سکھانے آئے ہیں، اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اگر ہم اس استعمار کے درمیان یہاں کی اسلامی قیادتوں کو کسی رورعایت اور مداہنت کے بغیر اس بات کے لئے مجبور کردیں کہ وہ اپنی قوم کو فاسد اسلامی عقیدوں سے نجات دلائیں، لازم ہے کہ اس کام کے لئے ان قوموں کی زندگی اجیرن کردی جائے اور ان کا مضبوط محاصرہ کیا جائے، اور یہاں کی تہذیب کو فنا کرنے کے لئے امریکا ویورپ کے حملہ کرنے سے پہلے نسلی تناقضات اور قبائلی وگروہی عصبیتوں کو زبردست ہوا دی جائے۔

(۳) علاقوں کی تقسیم کا لائحہ بالاختصار حسب ذیل ہے:

شمالی افریقہ کی تقسیم:

- ریاست بربر
- ریاست نوبہ
- ریاست بولیساریو
- ریاست امازیغ
- ریاست مغرب
- ریاست تیونس
- ریاست جزائر

مصر کی تقسیم کا نقشہ حسب ذیل ہے:

- اسلامی سنی ریاست
- مسیحی ریاست
- ریاست نوبہ
- سیناء میں بدوؤں کی ریاست
- شمالی سیناء کو غزہ میں ضم کرکے فلسطینی ریاست =

الصحيفة الصادقة کا ملحق اول - ۱۴۳۵ھ بعنوان: (المافيا الاخوانية) وہ تنظیم جو

= جزیرہ عرب کی تقسیم:

کویت، قطر، بحرین، سلطنت عمان، یمن اور عرب امارات کو نقشے سے کلی طور پر مٹا دیا جائے اور ان کا دستوی وجود ختم کر دیا جائے، اور شبہ جزیرہ اور خلیج کو صرف تین ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

- احساء کی شیعہ ریاست جس میں کویت، امارات، قطر، عمان اور بحرین شامل ہوں گے۔
- نجد کی سنی ریاست۔
- حجاز کی سنی ریاست جس میں یمن بھی شامل ہوگا۔

نسلی، دینی اور مسلکی بنیادوں پر عراق کی تقسیم حسب ذیل طریقے پر انجام پائے گی:

- بصرہ کے گرد جنوب میں شیعہ ریاست۔
- وسط عراق میں بغداد کے گرد سنی ریاست۔
- شمال اور شمال مشرقی خطے میں موصل کے گرد عراقی، ایرانی، سیریائی، ترکی اور سابق سویت یونین کی زمینوں کے کچھ اجزاء پر کردی ریاست۔

عملی اعتبار سے عراق کو سنی، شیعہ اور کرد تین ریاستوں میں فیڈرل حکومت کے نام پر تقسیم کیا جا چکا ہے۔

سیریا کی تقسیم کا نقشہ کچھ اس طرح ہے:

- بحر متوسط کے ساحل پر شیعہ علوی ریاست۔
- منطقۂ حلب میں سنی ریاست۔
- دمشق کے گرد سنی ریاست۔
- جولان میں دروزی ریاست۔

لبنان کی تقسیم:

- سنی ریاست
- مارونی ریاست
- بلند خطوں کے میدانی علاقے کی ریاست جس کی راجدھانی بعلبک ہوگی جو مشرق لبنان میں سیریائی نفوذ کے زیر اثر ہوگی۔
- راجدھانی بیروت بین الاقوامی حکمرانی۔
- صیدا کے گرد اور دریائے لیطانی تک فلسطینی ریاست جو تنظیم آزادی فلسطین (PLO) کے تابع ہوگی۔
- جنوب میں حزب الکتائب کی ریاست جس میں عیسائی اور نصف ملین شیعہ ہوں گے۔ =

متاع حقیر پر راضی ہو جاتی ہے اور ذلت کے ساتھ بھی زندگی گزار لیتی ہے؛ بس انہیں کسی شہر کا والی، کسی امارت کا حاکم یا کسی مملکت کا خلیفہ بنا دیجئے، (اتنا کافی ہے پھر ان سے جو چاہیے کام لے لیجئے)، ہاں داعش کی خلافت اسی لئے آئی ہے تاکہ وہ عراق کو مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنے کا راستہ ہموار کردے، کردستان میں سیکولر (لادینی) حکومت ہو، جنوب کے صوبے رافضیوں اور ایسے خارجیوں کے حوالے کردئے جائیں جو اہل سنت کا لبادہ اوڑھے ہوں!!

= ● دروزی ریاست جو جولان کی دروزی ریاست کے علاوہ ہوگی۔

● عیسائی ریاست جو اسرائیل کے زیر اثر ہوگی۔

سوڈان کو نسلی بنیادوں پر شمال اور جنوب میں تقسیم کیا جا چکا ہے اور اس کی مزید تقسیم بھی نسلی بنیادوں پر ہوگی:

● دارفور ● ریاست بجہ ● ریاست نوبہ

● اردن کا خاتمہ کر کے اقتدار فلسطینوں کو منتقل کردیا جائے گا۔

● فلسطین کو پورے کا پورا اسرائیل نگل لے گا اور وہ گریٹر اسرائیل کا حصہ بن جائے گا۔

● ایران، پاکستان اور افغانستان کو دس کمزور ریاستوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ ہے۔

اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ مشیت الٰہی سے ہوتا ہے، (**یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین**) تدبیروں کو الٹ دینے والا اللہ تعالی ہے، مگر اللہ تعالی کی اس سنت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جب کوئی قوم اپنے لئے زوال کے اسباب جمع کرلے تو وہ تباہی کے قانون سے مستثنی نہیں ہوتی ہے، اور دشمن کی تدبیروں اور منصوبوں کو ہلکا لینا بھی دانشمندی نہیں ہے۔ اگراسی کی دہائی سے آج تک کے حقائق پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کے ادراک میں دیر نہیں لگے گی کہ امریکی منصوبہ برابر اپنا کام کرتا جارہا ہے اور انہیں تفصیلات کے ساتھ جاری ہے جو برنارڈ کی تجویز کردہ ہیں، اور اسلامی اور عربی ممالک کی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کونڈولیزا رائس نے کہا تھا کہ یہ سب تخلیق کردہ انارکی ہے۔

(مزید تفصیلات کے طلبگاروں کے لئے انٹرنیٹ کی سائٹوں پر متعدد مضامین اور کتابیں بھی موجود ہیں) (مترجم)

داعش کے عالمی اور علاقائی وسائل

(أ) اعتراف دلیلوں کی دلیل (یعنی سب سے بڑی دلیل) ہوتا ہے، اور حقیقت منافقوں کی پول کھول دیتی ہے، سابق امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے اس بات کا اعتراف بالیقین کرلیا ہے کہ امریکی سسٹم ہی وہ ہے جس نے تحریک اخوان المسلمین کے تعاون سے [1] **تنظیم الدولة في العراق والشام = داعش** کی بنیاد رکھی ہے؛ اور اس کا مقصد خطہ مشرق وسطی کی نئی تقسیم ہے! اس نے اپنی تازہ تازہ شائع ہونے والی کتاب ''مشکل اختیارات'' (Tough choices) میں لکھا ہے کہ: ہم عراق، لیبی اور سیریائی جنگوں میں داخل ہوئے تو ہر کام حسب مطلوب اور عمدگی سے آگے بڑھ رہا تھا، کہ اچانک (۳۰/۶ - ۳/۷) کو مصر میں انقلاب برپا ہوگیا، اور (۷۲) گھنٹوں میں سب کچھ بدل گیا۔

مزید کہتی ہے کہ: اس بات پر اتفاق ہو چکا تھا کہ (۵/۷/۲۰۱۳ء) کو ''**الدولة**'' کا اعلان کر دیا جائے گا، اور ہم اعلان کے منتظر تھے [2] کہ ہم اور یورپ فوراً اسے قبول کرلیں گے۔

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہتی ہے: میں نے دنیا کے (۱۱۲) ملکوں کا دورہ کیا تھا اور بعض دوستوں کے ساتھ اتفاق ہو چکا تھا کہ ''**الدولة**'' کا اعلان ہونے کے فوراً بعد اس کا

---

[1] داعش اور اخوان المسلمین کے درمیان مضبوط تعلقات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کے مفکر قرضاوی نے ٹوئٹر پر اپنے نجی اکاؤنٹ پر ٹویٹ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ داعش کی تحریک کو دوست سمجھتے ہیں گو فکر اور وسیلے میں اس کے مخالف ہیں۔

[2] یہ صحرائے سینا کا واقعہ ہے جہاں امریکی ادارے کے ساتھ تحریک اخوان المسلمین کا اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ اس خطے کو مصر سے نکال لیا جائے گا۔

اعتراف کرلیا جائے گا، مگر اچانک ہر چیز تباہ ہوگئی۔

مشرق وسطی کے علاقے میں امریکا کے جیوسیاسی اہداف ومقاصد کی خدمت پر سرگرم عمل ہونے کے لئے خاص صفتوں کے ساتھ تنظیم داعش کی تشکیل کرنے والا واشنگٹن ہے۔

(ب) امریکن الینوی یونیورسٹی میں انٹرنیشنل قانون کے پروفیسر انٹرنیشنل وکیل بویل نے موکد طور پر کہا کہ تنظیم داعش کی خاص صفتوں کے ساتھ جو مشرق وسطی کے علاقے میں امریکا کے جیوسیاسی اہداف اور مقاصد کی خدمت کے لیے سرگرم ہو تشکیل کرنے والا واشنگٹن ہے، جیسے کہ اس سے پہلے اس نے القاعدہ کو بنایا تھا۔

(ت) یہودی نسل سے تعلق رکھنے والے سیاست داں اور امریکی ایکٹیوسٹ۔ مارک پروزونسکی نے کہا کہ: بارک حسین اوباما صہیونی لابی کی تعلیمات اور ہدایات کی بنیاد پر کام کرتے ہیں جو کانگریس اور وہائٹ ہاؤس میں فیصلہ سازی پر حاوی ہے۔

الشرق الاوسط کی الیکٹرونک سائٹ کے ایڈیٹر پروزونسکی نے جو اپنے گہرے سیاسی تجزیوں کے لئے مشہور ہیں سختی کے ساتھ کہا ہے کہ یونائٹڈ اسٹیٹ میں یہودی اپنے حقیقی تناسب اور اپنے حجم سے بہت بڑی وسعت کے ساتھ یونائٹڈ اسٹیٹ کے ذرائع ابلاغ اور اداروں پر قابض ہیں۔ انھوں نے اس بات کی طرف واضح اشارہ دیا ہے کہ اسی لابی نے مشرق وسطی کے سرمایوں پر مسلسل تسلط اور عربوں کو بلیک میل کرنے کے لئے داعش کے تیز رو اور پرشور دھاروں کی تخلیق کی ہے۔

(ث) امریکا کی قومی امن ایجنسی کے سابق ملازم اڈورڈ اسنوڈن نے کہا کہ: **تنظیم الدوله في العراق والشام =داعش** کے پیچھے ہماری ہی ایجنسی ہے جس میں اس کی برطانوی نظیر ML٦ اور اسرائیلی موساد نے اس کا تعاون کیا ہے۔

مزید کہتا ہے کہ: تین ملکوں: یونائٹڈ اسٹیٹس، برطانیہ اور اسرائیل کی انٹلی جنس مشنریوں

نے ایک ایسی دہشت گرد تنظیم بنانے میں باہمی طور پر تعاون کیا ہے جو دنیا کے تمام گوشوں سے انتہا پسندوں کو ایک ہی جگہ جمع کر لینے پر قادر ہو اور اس مشن کا کوڈ ورڈ (بھڑوں کا چھتہ) مقرر ہوا، مقصد اسرائیل کی حفاظت ہے، اور اسی کے فیصلے سے ایک ایسی تنظیم وجود میں آئی ہے جس کے شعارات اسلامی ہوں گے جو کچھ ایسے انتہا پسندانہ احکام پر مبنی ہوں گے جو کسی بھی مخالف فکر کو مسترد کر دیں گے۔

اسنوڈن کی دستاویزوں کے مطابق اسرائیل کی حفاظت کا صرف ایک ہی حل اور ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی سرحدوں کے پاس ایک دشمن پیدا کر دیا جائے، مگر اس کے ہتھیاروں کا رخ اسرائیل کے وجود کو مسترد کرنے والے اسلامی ملکوں کی طرف ہو۔

(ج) ریڈیو وائس آف رسیا کی ایک رپورٹ میں جسے مشرق وسطی سے متعلق امور کے ماہر-روسی تجزیہ نگار انڈریوا ونتیکوف نے تیار کیا ہے امریکی ادارے کی سرکاری رپورٹوں کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابوبکر بغدادی کو امریکی فوجوں نے کسی سابقہ وقت میں گرفتار کیا تھا، اور وہ بوکا جیل میں تھا، ۲۰۰۹ء میں اسے رہا کیا گیا اور عراقی حکام کے سپرد کر دیا گیا جنھوں نے اسے آزاد کر دیا، اور فی الفور اس کا ستارہ داعش کی صفوں میں بلند ہی ہوتا چلا گیا۔

اس طرح دی انٹرسیپیٹ کی سائٹ سے لیک ہونے والی خبروں نے یہ انکشاف کیا کہ یہ بغدادی بھاری ٹریننگ کورسوں میں شامل رہا ہے جن کا سلسلہ ایک سال تک چلتا رہا تھا، ان میں اسے فوجی مشقوں اور تربیتوں سے گزرنا پڑا تھا، اور اس نے تقریری صلاحیتوں کو بڑھانے اور نکھارنے والے ریفریشر کورسوں میں بھی حصہ لیا تھا۔

(۲) داعش ایران کی گود میں :

داعش کے سربراہوں نے صریح وفصیح عربی زبان میں اعلان کیا ہے کہ ان کے اور ان کی ماں القاعدہ کے اسلحوں کا رخ بالقصد ایران کی طرف نہیں ہے۔

الدولة فی العراق والشام =داعش کے ترجمان ابومحمد عدنانی نے اپنے ایک ہجومی پیغام میں بتاریخ (۱۱ر۵ر۲۰۰۴ء) (امیر القاعدہ سے معذرت کے ساتھ) عنوان کے تحت اسی طرح کی بات کہی ہے، اس جارحانہ پیغام کا مخاطب تنظیم القاعدہ کا سربراہ ایمن الظواہری ہے، ذیل میں اس کا کلام ہو بہو پیش کیا جاتا ہے۔

''الدولۃ نے سدا شیوخ جہاد اور اس کے کلیدی سرداروں کی نصیحتوں اور ہدایتوں کی پابندی کی ہے، اسی لئے''**الدولة**'' نے اپنی ابتدا ہی سے ایران کے روافض پر حملہ نہیں کیا، اور ایران میں رافضیوں کو امن وامان کے ساتھ زندگی گزارتا چھوڑ دیا، اس نے اپنے ان فوجیوں کے قدموں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں جو غصے میں آگ بگولہ اور آپے سے باہر ہو رہے تھے، حالانکہ اس کے اندر اس وقت ایران کو خونی تالابوں میں بدل دینے کی صلاحیت بخوبی موجود تھی، مگر ان تمام سالوں میں اس نے اپنے غصے کو دبائے رکھا اور اپنے شدید ترین دشمن ایران کا آلہ کار ہونے کی تہمت برداشت کرتی رہی؛ کیونکہ اس نے ایران کو نشانا نہیں بنایا اور رافضیوں کو امن وامان سے لطف اندوز ہوتا چھوڑ دیا؛ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ ہم ایران میں القاعدہ کی مصلحتوں اور اس کے امدادی خطوط کی حفاظت کے لئے اس کے احکام کی پابندی کر رہے تھے۔ا۔ھ۔

(ب) ایران کے ساتھ اس مجرمانہ تعلق کی تاکید القاعدہ کے مصری سربراہ سیف العدل کے ایک خط سے بھی ہوتی ہے۔ جو ایران میں مقیم تھا۔ اس نے اس خط میں ابومصعب زرقاوی کے ساتھ اپنے تعلق کا بیان کیا ہے اور ان حالات کا تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے وہ لوگ ایران کے راستے افغانستان سے بھاگے تھے، اور اس کا نام انھوں نے زمین کی سیر رکھا ہے؛ جس میں اس کے ساتھ بہت سے جنگجو ایران کی سیاحت کے لئے نکل آئے تھے، اور وہاں ایرانیوں کے جھنڈے کے نیچے افغانی قائد حکمتیار کے ماتحت ''**الحزب**

الاسلامی'' کے ٹھکانوں میں زیر استعمال رہے۔

(ت) ایمن الظواہری نے بھی اپنے ایک خط میں جو زرقاوی کے نام تھا، زرقاوی کو مخاطب کرتے ہوئے جو عراق میں القاعدہ کا سربراہ تھا کہا تھا کہ دیکھو ان سرگرمیوں سے باز رہو جو جمہور کو متنفر کر دینے والی ہیں، اور انہیں میں سے ایک کام شیعہ عوام پر حملہ کرنا بھی ہے۔

ظواہری اپنے رفیق کو یاد دلاتا ہے کہ شیعہ ایران نے القاعدہ کے تقریبا سو زعماء کو اپنے پاس روک رکھا ہے، تو کیا ہم ان سب کی قربانی دے دیں؟

ان دنوں ''القاعدہ'' کے ترجمان سلیمان ابوغیث، اسامہ بن لادن کا ایک بیٹا ''کتائب عبداللہ عزام'' (جہادی تنظیم) کا بانی صالح قرعاوی اور القاعدہ کے بہت سے سربراہ ایرانی انٹلی جنس کی مہمانی میں تھے۔

یہ ایک سمجھ میں آنے والا گٹھ جوڑ ہے:

ایران کو کوئی بھی ایک ایسا ورق چاہیے جسے وہ علاقے میں اپنے دشمنوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے استعمال کر سکے۔

اور عرب ممالک کو نشانا بنانے کے لئے جن میں سرفہرست سنی ممالک: سعودیہ، اردن اور مصر ہیں۔ القاعدہ کو کوئی مددگار چاہیے خواہ وہ شیطان ہی کیوں نہ ہو۔

(ث) جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں امنی تحقیقاتی پروگرام کے پروفیسر دانیال بایمان نے بھی اپنی ایک تحقیق میں ہیجان خیز عنوان: ''حیرت انگیز گٹھ جوڑ: تنظیم القاعدہ کے ساتھ ایران کا خفیہ تعلق'' کے تحت اسی کی تاکید کی ہے۔

(ج) اور اخیر میں القاعدہ اور اس کے چوزوں داعش اور اس کی بہنوں کا ایرانی صفوی مجوسی نظام کے ساتھ مضبوط تعلق اور گہرا رشتہ اس وقت طشت از بام ہو گیا جب ایٹمی منصوبوں کے متعلق گفتگو کے خط پر صفوی ایرانی نظام نے داعش کا ورق پیش کر دیا، ایرانی حکام نے

داعش کے خلاف جنگ میں اس شرط کے ساتھ امریکی گٹھ جوڑ کے ساتھ تعاون کی تجویز رکھی کہ اس کے ایٹمی منصوبوں میں اس کے ساتھ نرمی اور لچک کا مظاہرہ کیا جائے۔

یہ تجویز اس وقت پیش کی گئی تھی جب اقوام متحدہ کے اجلاس کے حاشیے پر برطانیہ کے وزیر اعظم کیمرون اور ایرانی صدر روحانی کے درمیان نشست ہوئی تھی۔

(۳) داعش نصیری انٹلی جنس کی ناجائز اولاد ہے:

(أ) سیریا کے نصیری نظام اور اس کے انٹلی جینس کے ساتھ دولت دواعش کا رشتہ تنظیم القاعدہ اور اس کے جوڑوں کے پیچ گہرائیوں تک پیوست ہے، اس کا انکشاف جرأت مندانہ وضاحت کے ساتھ جبهة النصره سے وابستہ ایک شخص نے کیا ہے جو دولت دواعش سے الگ ہو گیا ہے، اس کا بیان (**الدرر الشامیه**) نامی سائٹ پر نشر کیا گیا ہے۔

(۱۴۰۶۷۹http.//allesyria.inpo/archive/)

(ب) سیریا کی ائیر فورس کی انٹلی جینس کا سیریا کی تنظیم القاعدہ کے ساتھ تعاون اور رابطہ قائم تھا جس کے تحت تنظیم کے جنگجوؤں کو عراق اور لبنان کی طرف جانے کے لئے بھرتی کرنے اور آمدورفت کی پوری سہولت مہیا تھی، سیریا کی انٹلی جینس کو خلیجی ممالک، سعودیہ، یمن، یورپ اور شمالی افریقا سے آنے والے افراد کی آمد کا پوری طرح علم تھا اور ان میں سے بعض کو عراقی القاعدہ کی تشکیلات میں شامل ہو کر جنگ کے لئے براہ راست عراق جانے کی سہولت فراہم کی جاتی تھی، یہ وہ لوگ ہوتے تھے جو اس سے قبل افغانستان کی جنگی کارروائیوں میں حصہ لے چکے ہوتے تھے، اور جن لوگوں کو ٹریننگ کی ضرورت ہوتی تھی انہیں فیلق القدس کی نگرانی میں تربیت کے لئے ایران بھیج دیا جاتا تھا، جبکہ اس سے پہلے لبنان کے بعلبک میں پاسدران انقلاب کی چھاؤنیوں میں ان کی ٹریننگ ہوا کرتی تھی۔ اور سیریا کی انٹلی جینس کو القاعدہ کے سائبان تلے متعدد تشکیلات کو وجود میں لانے کا موقع مل گیا

تھا، گو ان کے نام جدا جدا تھے، ان گروہوں نے لبنان میں نہر بارو جیسے متعدد معرکے انجام دئے تھے جن میں سب سے بڑا رول تنظیم فتح الاسلام کا تھا۔

ان گروہوں کو لگام دینے کے لئے سیریائی حکومت پر امریکی دباؤ بڑھنے لگا تھا، لہٰذا القاعدہ کے جنگجو قید خانوں میں ڈال دئے گئے، ان میں سب سے اہم صیدنایا کی جیل تھی جس میں سیریائی تنظیم کے بڑے بڑے سردار موجود تھے، جبکہ عراق میں موجود افراد کے اسماء کی فراہمی میں سیریا کی انٹلی جنس نے امریکا اور عراق کی انٹلی جنس کے ساتھ تعاون کیا تھا جن کی تعداد تقریباً ہزار جنگجوؤں تک پہنچ گئی تھی اور ان کی بھی معلومات فراہم کی گئی جو سیریا اور عراق کی جیلوں میں تھے جب اسد اور مالکی کے درمیان پیدا شدہ اشکالات۔ ایرانی پاسداران انقلاب کے قائد۔ قاسم سلیمانی کے دباؤ پر حل کر لئے گئے جس نے ان دونوں کو یہ باور کرا دیا تھا کہ سیریا کا انقلاب اپنی وسعت میں اضافے کے ساتھ دونوں ملکوں کے لئے خطرہ بن چکا ہے تو عراق اور سیریا کے قید خانے ایک ساتھ سیرین اور عراقی انٹلی جنس کے لئے کھول دئے گئے تا کہ وہ سیریا اور عراق کی جیلوں میں موجود القاعدہ کے عناصر سے ایک جنگجو گروہ تیار کریں، یہ کام منصوبہ بند گھس پیٹ کے ذریعہ تکمیل تک پہنچایا گیا، اس سلسلے میں ان آزمودہ کار آفیسروں پر اعتماد کیا گیا جن کا تنظیم القاعدہ سے مضبوط تعلق قائم تھا، ان میں سرفہرست ابو قعقاع حلبی نامی شخص تھا جسے صیدنایا جیل میں داخل کیا گیا تھا، اور یہیں اس نے **دولۃ العراق والشام** کی شاخ قائم کی تھی، اور تاجی کی جیل میں وہاں موجود القاعدہ کے جنگجوؤں کو استعمال کیا گیا، تا کہ ایک دوسری مددگار تنظیم کی بھی تشکیل ہو جائے، اس سلسلے میں ایک ہزار جنگجوؤں کو ٹارگیٹ کیا گیا جنھیں اس جیل سے فرار کرایا گیا اور سیریا کی اراضی تک پہنچنے کے لئے انہیں ہر طرح کی سہولت فراہم کی گئی تا کہ وہ ان سیریائی لڑاکوں کے ساتھ مل کر **دولۃ العراق والشام** کی فوج تشکیل دیں جنھیں صیدنایا کی جیل سے آزاد کیا گیا تھا اور یہ فوج

دو ہزار وحشی جنگجوؤں پر مشتمل ہو جن میں سے ہر ایک پوری طرح تربیت یافتہ لڑاکا تھا اور سیریا، عراق اور ایران کے انٹلی جنس آفیسروں کے زیر اثر تھا، اور انہیں آفیسروں نے ان لوگوں تک مال اور اسلحہ پہنچانے کی بھی ذمہ داری لی تھی، مقصد یہی تھا کہ یہ فوج ایک سرگرم عسکری قوت بن کر سامنے آئے اور سوری نظام کے مفادات کے لئے کام کرے، اور سیریائی حکومت کے مخالف دستوں میں اضطراب پیدا کر دے، اور ان کے خاتمے کا ذریعہ بن جائے۔ جب فیصلہ کن مرحلہ آ گیا تو اس تنظیم کو سیریائی حکومت کے اس دعوے کی تقویت کے لئے استعمال کیا گیا کہ اس کی مخالفت کرنے والے گروہ دہشت گردوں کی ایک ٹیم ہیں۔ جس طرح سیریا کے قیدیوں پر مشتمل یہ تنظیم بنائی گئی تھی اسی طرح ان قیدیوں کے ذریعہ اسے مضبوط کیا گیا جنھیں نوری مالکی کی تاجی اور ابوغریب نامی جیلوں سے فرار کرایا گیا تھا، اور ان کے ساتھ ان جنگجوؤں کی بھی ایک تعداد تھی جو عراق اور سیریا کی اراضی میں آتے جاتے رہتے تھے بالخصوص ''الجزیرۃ'' میں ان کی آمد و رفت جاری رہتی تھی، اور ان سب کو ملا کر ان لوگوں نے دولۃ العراق والشام نامی تنظیم کھڑی کی۔

تنظیم داعش نے اپنی سرگرمیوں کی ابتدا ان طاقتوں کے ساتھ نبرد آزمائی کے ذریعہ کی جو سیریائی حکومت کے خلاف معرکہ آرا تھیں اور انہیں کمزور کرنے اور کنارے لگانے پر اپنا پورا زور صرف کیا۔

(http:llgl/hevtid)

(ت) سیریا کی آزاد فوج کے سکریٹری کیپٹن عمار الواوی نے العربیہ نامی چینل سے گفتگو کرتے ہوئے پوری تاکید سے یہ بات کہی کہ داعش کے نام سے معروف **تنظیم الدولة فی العراق والشام** چند ایسے گروہوں کا مجموعہ ہے جو سیریا، عراق اور ایران کی حکومتوں کے تابع ہیں اور ایسے جھنڈے کے نیچے کام کرتے ہیں جو اپنے شعار (لا الہ الا اللہ) میں سے

کچھ بھی رو بہ عمل نہیں لاتا ہے، بلکہ اس کا کام صرف سیریائی انقلاب کو نابود کرنا ہے۔ سیریا کی آزاد فوج کے سکریٹری نے اپنی باتوں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تنظیم داعش کے بڑے حصے کا بنیادی ہدف اکٹیویسٹوں اور انقلابیوں کا قتل اور انہیں گرفتار کرنا ہے۔
(http://goo.gl/igevmq)

(۴) داعش اخوانی ڈھانچہ ہے:

تنظیم داعش تنظیم القاعدہ کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے جس کا سربراہ۔ان دنوں۔ ایمن ظواہری ہے جس نے اخبار الشرق الاوسط کے (شمارہ ۸۴۰۷ بتاریخ ۱۹/۹/۲۲ ۱۴ھ) میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ: سید قطب ہی وہ شخصیت ہیں جس نے اپنی ڈائنامیٹ کتاب ''**معالم في الطريق**'' میں تکفیری تحریکوں کا دستور وضع کیا ہے، اور سید قطب ہی تکفیری فکر کا مصدر القاہیں، اور ان کی کتاب ''**العدالة الاجتماعية**'' تکفیری لہروں اور رجحانوں کے لئے سب سے اہم فکری تخلیق شمار کی جاتی ہے۔

اس بات کا اقرار ڈاکٹر عبداللہ عزام اخوانی نے بھی کتاب: ''**عشرون عاما على استشهاد سيد قطب**'' میں کیا ہے؛ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ:

''۔۔۔ جو لوگ افغانستان میں داخل ہوئے انہیں ساری روئے زمین کی پوری نسل پر اسلامی جہاد کے متعلق افکار سید قطب کے گہرے اثرات کا اچھی طرح پتہ ہے''۔

اور الیکٹرونک جزیرۃ الوطن میں بتاریخ (۱۳/۹/۲۰۱۲ء) مصر کی تکفیری تحریکوں کے وکیل منتصر زیات کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے جس میں زیات صاحب کہتے ہیں کہ: ''جب عربی اور اسلامی دنیا بالخصوص مصر کی سطح پر تکفیری تحریکوں کی بات کرتی ہے تو؛ یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم سید قطب کی بات کریں، کیونکہ تمام تکفیری تحریکوں کے روحانی باپ وہی ہیں، سب کے سب انہیں کی گٹار بجاتے ہیں اور انہیں کی باتیں دہراتے ہیں، اور ان کی

کتاب ’’**معالم في الطريق**‘‘ ہی سے اخذ کرتے ہیں جسے انھوں نے اپنا دستور بنا رکھا ہے، اوران کے افکار کو حقیقت میں روبہ عمل لانے کے لئے کوشاں ہیں۔

سب تحریکوں کا یہی حال ہے کہ وہ اس کتاب میں پیش کردہ افکار کو کسی بھی وقت عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کردیتی ہیں، اور ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ایمن ظواہری اپنا کوئی مضمون ’’**معالم فی الطريق**‘‘ کے اقتباس کے بغیر نہ شروع کرتا ہے نہ ختم کرتا ہے، وہ اسے شروع یا ختم کرنے سے پہلے اس کتاب کی چند سطریں ضرور پیش کرتا ہے۔

محترم قارئین سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ تنظیم القاعدہ کے بانی اسامہ بن لادن کے روحانی باپ ڈاکٹر عبداللہ عزام تھے۔ اور یہ صاحب اردن کے اخوان المسلمین کے بڑے سربراہوں میں سے تھے۔؛ ان کا یہ تعلق اس وقت قائم ہوا تھا جب ڈاکٹر عبداللہ بن عزام جدہ کے جامعۃ الملک عبدالعزیز میں استاد تھے اوراس وقت تک قائم رہا تھا جب تک وہ پیشاور میں قتل نہیں کردئے گئے۔

تجزیہ نگار اس بات کو فراموش نہیں کرسکتے کہ القاعدہ کے تصور کی بنیاد پہلی بار ڈاکٹر عبداللہ بن عزام نے اپنے ایک مضمون میں پیش کی تھی جو ماہنامہ (الجہاد) میں (اپریل ۱۹۸۸ء) کو شائع ہوا تھا، اور (ستمبر ۱۹۸۹ء) کی شروعات میں اسامہ بن لادن نے پشاور شہر میں تنظیم القاعدہ کے قیام کا اعلان کیا تھا۔

اس سرسری جائزے سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ تنظیم داعش ایک اخوانی خارجی تخلیق ہے اور تکفیری اخوانی تنظیم القاعدہ نے اسے اپنے چوزے کے طور پر نکالا ہے۔ یہ خارجی اخوانی پود سیکولر اردوگان کی قیادت میں لادینی ترکی نظام کے زیر اہتمام پروان چڑھی ہے، یہ اردوگان صاحب وہی ہیں جنھیں اخوان المسلمین والے عالم اسلام کا خلیفہ بنانے کا نعرہ دیتے رہے ہیں۔

کالے جھنڈوں کی احادیث اور رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دانستہ کوشش

عوامی رابطوں کے وسائل (ٹویٹر، فیس بک وغیرہ) پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث گردش کر رہی ہے جس کی عبارت حسب ذیل ہے: ''جب تم کالے جھنڈوں کو دیکھو؛ تو زمین پکڑلو؛ نہ اپنے ہاتھوں کو ہلاؤ، نہ پیروں کو، پھر کچھ کمزور لوگ ظاہر ہوں گے جن کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی، ان کے دل لوہے کی چادر کی طرح ہوں گے، وہ اصحاب ریاست ہوں گے، کسی عہد و میثاق کو پورا نہیں کریں گے، حق کی طرف دعوت دیں گے جبکہ وہ خود حق والے نہیں ہوں گے، ان کے نام کنیتوں میں ہوں گے، ان کی نسبتیں بستیوں کی طرف ہوں گی، اور ان کے بال عورتوں کے بالوں کی طرح لٹکے ہوئے ہوں گے، یہاں تک کہ ان میں آپسی اختلاف کھڑا ہو جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا حق عطا کرے گا''۔

اس حدیث کو نقل کرنے میں یہ وسائل اور ان کا استعمال کرنے والے اس طرح سرگرم ہو گئے جیسے ہر ایک کو عجیب و غریب موسمی بخار لاحق ہو گیا ہو بالخصوص اس کا زور اس وقت اور بڑھ گیا جب فبریکیٹیڈ طور پر بڑے بڑے عراقی شہر عراق و شام کی دولت خوارج کے ہاتھ میں واقع ہونے لگے جسے عالمی میڈیا اور صحافتی ذرائع داعش کا نام دیتے ہیں، اور لوگ اس اثر کو ان غالی تکفیری خوارج پر چسپاں کرنے لگے، اس سلسلے میں سب لوگ غلطی کا شکار ہوئے، کیونکہ اول تو یہ کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے، ساتھ ہی یہ ایک انتہائی ضعیف اثر ہے، اس کی سند میں مسلسل علتیں پائی جاتی ہیں، اور اس کا متن منکر ہے، خلل سے پر ہے، اور یہ

رہی اس کی تفصیل:

(ا) اس اثر کی تخریج ابونعیم نے ''الفتن'' میں (۵۷۳ پر) کی ہے۔ ''**حدثنا الوليد ورشدين عن ابن لهيعة عن أبي قبيل عن أبي رومان عن علي بن أبي طالب**'' (اور اسے بیان کیا ہے)۔

یہ انتہائی ضعیف اسناد ہے جس میں موجود ہیں:

(أ) ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کرتے ہیں، اور انھوں نے تحدیث کی صراحت نہیں کی ہے، اور اگر تحدیث کی صراحت کر بھی دیتے تو لازم تھا کہ سند کے تمام طبقات میں ایسا ہی ہو۔

(ب) رشدین بن سعد ضعیف ہیں منکرات بیان کرتے ہیں۔

(ت) ابن لھیعہ؛ یہ عبداللہ بن لھیعہ ہیں جو اپنی کتابوں کے جل جانے کی وجہ سے ضعیف ہیں، اور ان سے اس روایت کو بیان کرنے والے راوی نے ان کتابوں کے جل جانے کے بعد ان سے روایت کی ہے، اسی لئے ان کی حدیث منکر ہے۔

(ث) اَبوقبیل؛ یہ **حيي بن هانئ معافری** ہیں، صدوق ہیں مگر اوہام کا شکار ہیں۔

(ج) ابورومان مجہول العین والحال ہیں۔

اس تفصیل کی روشنی میں سند انتہائی ضعیف ہے کیونکہ اس میں مسلسل علتیں پائی جاتی ہیں۔

(۲) اور نعیم بن حماد کا حال یہ ہے کہ یہ سنت کے امام ہیں جن کی وفات (۲۲۸ھ) میں ہوئی مگر وہ صدوق ہیں غلطیاں کرتے ہیں، اپنی کتاب ''الفتن'' کو انھوں نے مناکیر واباطیل سے بھر دیا ہے۔

لہٰذا اس حدیث کا نعیم بن حماد کی کتاب ''الفتن'' میں پایا جانا ضعیف بلکہ موضوع کے مقام احتمال میں ہے، اور حالت حدیث کی معرفت میں یہ علمائے حدیث کا معروف طریقہ ہے۔

(۳) اس حدیث کا متن مضطرب ہے؛ کیونکہ اسے باہم مختلف اور جداگانہ الفاظ میں روایت کیا گیا ہے۔

چنانچہ نعیم نے روایت کیا ہے کہ: ہم سے ولید ورشدین نے بواسطہ ابن لھیعہ اور انھوں نے بواسطہ ابی قبیل اور انھوں نے بواسطہ ابی رومان اور انھوں نے بواسطہ حضرت علی بیان کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''جب کالے جھنڈے والے آپس میں اختلاف کرلیں تو اُرم کی ایک بستی میں جسے حرستا کہا جاتا ہے خسف واقع ہوگا (یعنی زمین دھنسادی جائے گی)، اور اس وقت شام سے تین جھنڈے نکلیں گے''۔

اور دوبارہ اسے اس سے مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے: ہم سے ولید ورشدین نے بواسطہ ابن لھیعہ اور انھوں نے بواسطہ ابی قبیل اور انھوں نے بواسطہ ابی رومان اور انھوں نے بواسطہ حضرت علی بیان کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب کالے جھنڈے والوں میں اختلاف ہوگا تو اُرم کی بستیوں میں سے ایک بستی میں خسف واقع ہوگا، اور اس کی مسجد کا مغربی حصہ گرجائے گا، پھر شام میں تین جھنڈے نکلیں گے: بھورا، سفید داغوں والا اور سفیانی؛ پھر سفیانی تو شام سے نکلے گا اور بھورا مصر سے نکلے گا، اور سفیانی ان پر غالب آجائے گا''۔

یہ سب متن کے اضطراب اور الفاظ کے فساد پر دلالت کرتا ہے، اس پر نورِ نبوت تو دور کی بات ہے حکمت کا بھی نور نہیں ہے۔

حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث باعتبار سند سخت ضعیف ہے اور باعتبار متن منکر ہے، اس پر خوش ہوا جاسکتا ہے نہ اعتماد کیا جاسکتا ہے بالخصوص ان بڑے بڑے واقعات کی تفسیر میں جو امت کو جھنجھوڑ دینے والے ہیں، اور قریب قریب پورے علاقے کے نقشے کو بدل دینے والے ہیں۔

(۴) کالے جھنڈوں اور سفیانی کی روایات سے ملاحم (جنگوں) فتنوں اور علامات

قیامت کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، بالخصوص نعیم بن حماد کی کتاب الفتن، مگر ان میں کوئی مرفوع حدیث نہ کسی صحابی کی کوئی موقوف حدیث ایسی ہے جو حجت بننے کے قابل ہو۔

(۵) ایسی بیشتر احادیث پر سیاسی مقاصد کے لئے سندیں چڑھادی گئی ہیں۔

چنانچہ کالے جھنڈوں کی روایتیں عباسیوں کے لئے وضع کی گئی ہیں۔

اور سفیانی کی احادیث امویوں کے لئے وضع کی گئی ہیں۔

اور سیاسی وغیر سیاسی اسباب کے تحت فتن وملاحم کے باب میں باطل حدیثیں بکثرت پائی جاتی ہیں؛ اسی لئے امام احمد نے جیسا کہ خطیب کی ''الجامع'' (۱۵۳۶) میں ہے فرمایا ہے کہ: ''تین کتابوں کی کوئی اصل نہیں ہے: مغازی، ملاحم، تفسیر''۔

اس سے ان کی مراد ان امور کے متعلق کمزور اور موضوع روایات کی کثرت ہے۔

اور حسب ذیل حدیثیں ہمیں ان ضعیف روایات سے بے نیاز کردیتی ہیں:

(۱) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کچھ لوگ آخری زمانے میں نکلیں گے: نوعمر ہوں گے، کم عقل ہوں گے؛ اور مخلوق کے سب سے اچھے قول سے باتیں کریں گے، ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، تم انہیں جہاں پاؤ قتل کردو؛ کیونکہ ان کے قتل میں قتل کرنے والے کے لئے قیامت میں اجر ہے''۔ (متفق علیہ)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ان کے خروج کے مقامات بھی بیان کردئے ہیں؛ چنانچہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ وہ نبی ﷺ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ''کچھ لوگ مشرق کی طرف سے گردش کریں گے جن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے''۔ (مسلم)

مشرق سے مراد: عراق، ایران اور افغانستان ہے، کیونکہ یہ سب مدینۂ نبویہ اور جزیرۂ عرب کے مشرقی جانب ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''آخری زمانے میں'' فرمانے میں اس بات کی دلالت پائی جاتی ہے کہ یہ آخری زمانے کے خوارج ہوں گے، وہ خوارج نہیں ہوں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے نہروان کے دن انہیں قتل کیا تھا۔

اور آپ کا فرمانا کہ ''**حدثاء الأسنان**'' اس سے مراد نوعمر لڑکے ہیں جو بلوغت کی دہلیز پر قدم رکھنے والے نوجوان ہوتے ہیں۔

اور ''**سفهاء الأحلام**'' سے مراد عقل اور بردباری سے عاری لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے اور صبر کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

یہ ساری صفات ہم ان غالی تکفیری خوارج کے اندر پاتے ہیں جن میں ہر طرح کے فرقے خوارج، نصیریہ وغیرہ جو چاہتے ہیں شامل ہوجاتے ہیں، اور عالمی وعلاقائی انٹلی جنس مشینریاں موقت ومحدود کردار ادا کرانے کے لئے ان سے کھیلتی رہتی ہیں، پھر انہیں ان کی اوقات یاد دلا کر وہیں بھیج دیتی ہیں جہاں سے وہ نکلے ہوئے ہیں، تاکہ وہ اگلا کردار ادا کرنے کے لئے تیار رہیں جیسا کہ ان کے ساتھ اور ان کے ذریعہ افغانی جنگ سے پہلے اور اس کے بعد کیا گیا تھا۔

ہاں ہم نے روبرو ان میں ان اوصاف کو دیکھا، انہیں اپنے ہاتھوں سے چھو کر جانچا اور سالوں کے تجربات سے انہیں اچھی طرح پہچان لیا ہے، لہٰذا جس کے پاس کوئی دل ہے، سننے کی صلاحیت ہے اور وہ حاضر دماغ بھی ہے تو وہ بلا علم ان فریب دہ چیزوں کے پیچھے نہ دوڑے، اور بلا بصیرت سراب کے پیچھے نہ بھاگے، اور اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم پر لگا دیتا ہے۔

امریکی تحالف (گٹھ جوڑ) اور تلخ ثمرات

عالمی اور علاقائی خفیہ ایجنسیوں نے جب سے داعش اور اس کی ہم مثل قوتوں کا ہاتھ کھلا چھوڑ دیا ہے کہ وہ جس طرح چاہیں زمین میں فساد مچاتی پھریں، بچوں کو قتل کریں، عورتوں کی عصمت دری کریں، قیدیوں کی گردنیں تلواروں سے اڑائیں، اور سرحدوں کو عبور کرنے والی قوت بن جائیں، اس وقت سے گھیرے میں آنے والے سنی اسلامی ممالک رنجیدہ ہیں اور وہاں کے باشندے غم واندوہ اور بے خوابی سے دوچار ہیں اور اس صورت حال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے پورا گٹھ جوڑ داعش کا پھل کاٹنے کے لئے چل پڑا ہے جس نے اہل سنت کو ایلوے اور بھانت بھانت کی تلخیوں کا مزا چکھایا ہے؛ مگر:

(۱) کچھ اہل سنت یہ سمجھ رہے ہیں کہ داعش کے خلاف امریکا کی جنگ داعش کے سچے ہونے، امریکا کا آلۂ کار ہونے سے اور امت اسلام کی خیانت سے بری ہونے کی دلیل ہے!

انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ کام داعش کو چمکانے اور غافل اور فریب خوردہ جذباتی نوجوانوں کو جمع کرکے ان کی تنظیم میں شامل کرنے کے لئے کیا جارہا ہے تاکہ ان سب کو چن چن کر نابود کردیا جائے اور امریکی جہاز انہیں چوہوں کی طرح گھیر کر مار ڈالیں۔

(۲) داعش نے امریکا کو ایک انٹرنیشنل غلاف مہیا کردیا ہے؛ تاکہ وہ بلیک میلینگ اور لوٹنے چرانے کے لئے پوری قوت اور کامل وزن کے ساتھ مسلم ممالک کی طرف واپس آئے۔

اماراتی سیکورٹی ایکسپرٹ ضاحی خلفان صاحب نے اپنے ٹویٹر اکاونٹ پر (۲۰۱۴/۹/۳ء) کو صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ:

خلیجی ممالک کو علانیہ امریکی بلیک میلینگ کا سامنا ہے:

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے گویا ہیں کہ: کل امریکا نے خلیجی ملکوں پر صدام کو چھوڑا تھا، اور ان ملکوں کو مادی طور پر بلیک میل کیا تھا، آج اس نے خلیج کو نئے سرے سے بلیک میل کرنے کے لئے اس پر بغدادی کو چھوڑ دیا ہے۔

انھوں نے اپنی بات کی تکمیل کرتے ہوئے کہا کہ: بش نے صدام کے خلاف گٹھ بندھن طلب کیا تھا جو ہمارے ملکوں پر قبضہ جما کر بیٹھ گیا تھا، مقصد یہ تھا کہ اسے یہاں سے نکالا جائے اور ہماری زمینوں سے بیدخل کیا جائے!۔۔۔اور آج اوباما داعش کو نکالنے کے لئے تحالف (گٹھ جوڑ) کا مطالبہ کر رہے ہیں!۔۔اور یہ بات تو فطری ہے کہ یہ گٹھ جوڑ قیمتاً ہوگا اور ہر ہر چیز کا دام دینا ہوگا۔

اور (۱۹/۹/۲۰۱۴ء) کو ٹویٹ کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ: بلا پائلٹ طیارے (یعنی ڈرون جہاز)، بڑے ممالک، اور بغدادی کے خلاف عالمی تحالف (انٹرنیشنل الائنس)؛ جو ایک پرسکون انسان تھا، اور اچانک وہ سپر فائٹر ہو گیا!!

پہلے تو امریکا کو اس بات کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ داعش وہی القاعدہ ہی ہے، اور یہیں وہ اس بات کا بھی اعتراف کرے کہ اس نے القاعدہ کا خاتمہ نہیں کیا ہے، اور یہ ایک دلدل ہے۔

واہ کیا بات کہی ہے بش نے، کہا: انھوں نے القاعدہ کا خاتمہ کر دیا ہے۔

اوباما کے لئے انھوں نے بن لادن کے خاتمے کی فلم بنائی ہے، اور انہیں سمجھا دیا ہے کہ القاعدہ ختم ہو چکی ہے!

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ القاعدہ امریکیوں ہی کے لئے عراق میں آئی تھی۔

پہلی بات: اے خلیجی ممالک کے سربراہو اور ذمہ دارو! کیری کے ساتھ ہر میٹنگ میں لازم ہے کہ کچھ باڈی لنگوئج کے ماہرین بھی ہمراہ ہوں جو کیری کی جسمانی حرکتوں کی تفسیر

کریں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص بہت بڑا جھوٹا ہے۔

دوسری بات: یہ واجب ہے کہ ہم ان سے کھری کھری کہہ دیں کہ داعش ہی القاعدہ ہے اور وہ آپ ہی کی ساختہ اور آپ ہی کا سرمایہ ہے!!

تیسری بات: اس کے خاتمے کے لئے ۸۵% مال خرچ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ امریکا نے، ساکھ، شفافیت اور حکمت سب کچھ گنوا دیا ہے اور بے نقاب ورسوا سیاست کا کھیل کھیل رہا ہے!

(https://twitter.com/dhahi-khalfan/status ۲۴۴۳۷۴۲۶۸۴۳۰۷۴۳۱۵)

اور اپنے افکار ایسے خطے میں برآمد کر رہا ہے جو عقیدتاً ہلا دیا گیا ہے، فکری اعتبار سے شکست خوردہ ہے، نفسیاتی طور پر مضطرب ہے، کسی نجات دہندہ کی تلاش میں ہے، چاند کے دھاگے پکڑ رہا ہے، اور اپنے دشمنوں سے گلے مل رہا ہے۔

یہ سب کچھ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر ہوا ہے:

سابق امریکی صدر بش نے (۱۱ ستمبر ۲۰۱۱ء) کے حادثے کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا، مگر اس دہشت گردی کی ماہیت انھوں نے نہیں بتائی!

مگر انھوں نے (ایک مقدس صلیبی حملے) کا اعلان ضرور کیا اور اور بلا کسی شرم وحیا کیا، اشارے کنائے کی بجائے صاف صریح طور پر کیا، اور امریکا نے افغانستان پر حملہ کر دیا اس کے بعد عراق پر کیا، اور ان سانحوں کے درمیان امریکی شہادتوں نے یہ راز کھول دیا کہ دہشت گردی سے مراد وہ سنی اسلام ہے جو مغربی تجدد پسندی، یورپین سیکولرازم (لادینی نظام) اور امریکی اخلاقیات کو بالخصوص مسترد کرتا ہے، یا جو مسلم فلسطین کی سرزمین پر یہودی حکومت کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔

اسٹراٹیجک امریکی مفکر (فوکویاما) (نیوز ویک۔ دسمبر ۲۰۰۱ء۔ فروری ۲۰۰۲ء) کے

سالنامے میں لکھتا ہے کہ: ''حالیہ تصادم بڑی سادگی کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف نہیں ہے، بلکہ بنیاد پرست اسلامی عقیدے کے خلاف ہے، جو مغربی تجدد پسندی کے خلاف اور سیکولرازم کے خلاف رکاوٹ بن کر کھڑا ہوجاتا ہے، اور یہ بنیاد پرست آئیڈیالوجی کمیونزم سے بھی بڑے خطرے کی شکل میں نمودار ہوئی ہے، مطلوب اسلام کے اندر جنگ کھڑی کرنا ہے، یہاں تک کہ وہ مغربی تجدد پسندی، مغربی سیکولرازم اور کرسچین اصول ''جو قیصر کا ہے اسے قیصر کو دو اور جو اللہ کا ہے اللہ کو دو'' کو قبول کرلے!۔

اور سابق امریکی صدر نیکسن نے اپنی کتاب ''ہاتھ آیا موقع'' میں اسلامی بنیاد پرستی سے امریکیوں کی مراد کو واضح کر دیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''یہ وہ لوگ ہیں جو اسلامی تہذیب کو زندہ کرنا چاہتے ہیں، اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ اور اسلام ہی کو دین اور حکومت بنانے کے خواہاں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ماضی کو دیکھتے ہیں تو اس سے اپنے مستقبل کی ہدایت لیتے ہیں''!

اور انہیں شہادتوں کی دہلیز پر سابق وزیر اعظم برطانیہ مارگریٹ تھیچر نے کہا کہ: ''اسلامی دہشت گردی کا چیلنج ان لوگوں تک کو جنھوں نے (۱۱ رستمبر) کے واقعے کی مذمت کی اور بن لادن اور طالبان کو بھی شامل ہے، اور ان تمام لوگوں کو شامل ہے جو مغربی اخلاقیات کو مسترد کرتے ہیں، اور جن کی مصلحتیں مغرب کے ساتھ متصادم ہیں''!۔

صہیونی مستشرق برنارڈ لوئیس (نیوز ویک۔شمارہ ۱۴رجنوری ۲۰۰۴ء) کو لکھتا ہے: یقینا آج کی دہشت گردی اسلام اور مغرب کے درمیان ایک طویل کشمکش کا جز ہے، کیونکہ اسلام جس اخلاقی نظام پر قائم ہے وہ مغربی مسیحیت اور یہودیت کے نظام سے جدا ہے، اور یہی جنگ مذاہب کے درمیان کی جنگ ہے''۔

امریکی سینیٹر جوزف لیبرمین۔ جو (۲۰۰۰ء) کے انتخاب میں نائب صدر کے لئے نامزد کئے گئے تھے۔ لکھتے ہیں کہ: عربی اور اسلامی ملکوں کے ساتھ اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے

کہ امریکا ان اخلاقیات، نظاموں اور سیاستوں کو ان پر تھوپ دے جنھیں ضروری سمجھتا ہو، لہٰذا جن شعاروں کا اعلان امریکا نے اپنی آزادی کے وقت کیا تھا وہ امریکی سرحدوں پر ہی ختم نہیں ہو جاتے ہیں بلکہ وہ وہاں سے دوسرے ملکوں تک بھی جاتے ہیں''!

اور چونکہ دہشت گردی کے خلاف امریکا کی یہی جنگ ہے۔ جو اس کے اپنے شاہدوں کی گواہی کے مطابق سنی اسلام کے خلاف جنگ ہے۔؛ اس لئے امریکی صہیونی صحافی تھامس فریڈ مین نے۔ افغانستان میں امریکی جنگ کے درمیان پیشاور سے۔ ''نیویارک ٹائمز'' میں لکھتے ہوئے کہا ہے کہ: ''علاقے میں حقیقی جنگ مدارس کے اندر ہے، اس لئے واجب ہے کہ ہم اپنے فوجی حملے سے بڑی تیزی کے ساتھ فارغ ہولیں، تاکہ ہم نئی زمین اور نئی نسل پیدا کرنے کے لئے جو ہمارے شاطروں کی چاہت کے مطابق ہماری سیاستوں کو قبول کرلے اسکولی کتابوں سے مسلح ہو کر واپس آئیں، اور جب تک ایسا نہیں ہو جاتا ہمیں یہاں دوست نہیں ملیں گے''!

اور۔ مالی صرفوں اور سیاسی دباؤ کے ذریعہ۔ پاکستان اور بہت سے عربی ملکوں کے مدارس کے نصابوں میں تبدیلی یا انھیں سمیٹ دینے میں امریکا کی کامیابی کے بعد (انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون) میں امریکی مؤلف اسٹانلی الف، فالیس کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں اس نے عالم اسلام کے سامنے متعین اختیارات رکھے ہیں:

اور وہ یہ ہے کہ وہ اسلامی بنیاد پرستی کو اختیار کرنے کی بجائے اتاترک کی سیکولرزم قبول کرلے۔ جو امریکا چاہتا ہے۔ لکھتا ہے: دہشت گردی کے خلاف جنگ کی حقیقت اس بات میں چھپی ہے کہ: کیا اسلامی ممالک ترکی کے سیاسی معاشرتی نمونے کی پیروی کریں گے؟ یا اسلامی بنیاد پرستی کے ماڈل کو اپنائیں گے؟

دہشت گردی کے خلاف جنگ کی یہی وہ حقیقت ہے جس کا اعلان امریکا نے کیا ہے اور

اسی کو عام کرنے کا سلسلہ عالمی سطح پر جاری ہے، اور اسی نے ۔اپنی حربی، فکری اور صحافتی ومیڈیائی۔آتشوں کا رخ ان قوتوں کی طرف موڑ دیا ہے جو مشرقی اسلامی تہذیب کا مغربی تہذیب کے ماڈل کی تبعیت سے الگ مستقل وجود رکھنے کے لئے کوشاں ہیں، اور معتبر مغربی شہادتوں نے جس بات کا یقین دلا دیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ سنی اسلام کے خلاف ہے!

(۳) ایران کے مجوسی رافضیوں کی چاندی ہوگئی ہے؛ انہیں اس خطے کے تمام ممالک میں تنہا موقع ہاتھ آیا ہے کہ وہ اس صورت حال کا فائدہ اٹھائیں، اور مجوس کی رافضی حکومت کو بلا رقیب ومحاسب امریکا کی مطلق سرپرستی؛ اور بے مثال یہودی معاونت سے پھیلنے اور دراز ہونے کے لئے میدان پوری طرح خالی مل گیا ہے۔ اوراس نے گہوارۂ اسلام جزیرۂ عرب کو ہڑپ لینے کے لئے اس کی گھیرابندی شروع کردی ہے۔

(۴) مجوسی رافضیوں کی حکومت نے جس غرض سے دواعش کی حکومت کھڑی کی تھی اور اپنے مفادات کا وقت قریب لانے کے لئے مال، اسلحہ اور ماہرین سے اس کی مدد کی تھی اب اس کی تکمیل میں لگ گئی ہے؛ یہ دیکھئے! وہ اسے مغربی ممالک کو بلیک میل کرکے اپنے ایٹمی فائل کے متعلق اہم تنازلات کے حصول کے لئے پوری قوت کے ساتھ ترپ کے پتے کی طرح استعمال کر رہی ہے، گویا وہ ان سے یہ کہہ رہی ہے کہ: تم ہمیں ایٹم بم دے دو، ہم داعش کی خرافات کو تمہارے لئے نابود کردیں گے۔

(۵) اب رہی نصیری حکومت تو اس نے سیریائی اپوزیشن کے ساتھ، روسی منصوبہ مندی، ایرانی نفاذ، مطلق امریکی سرپرستی اور یہودی رضاعت کے ذریعہ بلند ترین اور حیرت انگیز پیشہ ورانہ مہارت اور لیاقت کے ساتھ معرکہ آرائی کی ہے۔ اور اپنا دعوی سچ کر دکھایا ہے کہ وہ دہشت گرد تحریکوں سے جنگ کر رہی ہے اور ایک ایسی تکوینی سازش سے نبرد آزما ہے جو صہیونی دشمن سے ڈھال کا کام دینے والی حکومت پر حملہ آور ہوئی ہے۔

(۶) اور جہاں تک یہودی حکومت کا معاملہ ہے تو اس نے ایک لمبی سی ٹھنڈی سانس لی ہے؛ کیونکہ وہ تمام فوجیں جو اس کے لئے دردسر بنی ہوئی تھیں اور ان کا خطرہ اسے سہا تا رہتا تھا ان سب کی قوت ٹوٹ چکی ہے، عراقی فوج تتر بتر ہو گئی، اس کی جگہ گروہی رافضی فوج نے لے لی ہے، سیریائی فوج کے تمام نچلے ڈھانچے تباہ کئے جا چکے ہیں، اور مصری فوج اپنے ملک کی داخلی سازشوں کی روک تھام میں لگی ہے۔

صہیونی لیڈروں نے کھل کر کہہ دیا ہے کہ وہ خشکی کے راستے آنے والی تباہی سے آئندہ پچاس سالوں کے لئے مامون ہو چکے ہیں۔

(۷) اہل سنت کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ میں مشغول ہیں، ان کے علاقوں میں تکفیر، دھماکوں اور تباہ کاریوں کی آگ بھڑک رہی ہے، جس کی وجہ سے تکفیری تنظیمیں اور رافضی ملیشیات سنی معاشروں کے اندر تک دندناتی چلی آئی ہیں اور انھوں نے خود ان کے اندر اپنے خوابیدہ خلیے چھوڑ دئے ہیں جو انہیں کی فکر اور اغراض ومقاصد کی نگہداشت کر رہے ہیں اور انہیں پروان چڑھا رہے ہیں۔

اے اہل سنت بیدار ہو جاؤ!

خبیث رافضی: یاسر حبیب فدک کی سرزمین میں اپنے مہدی کے یوم ولادت پر ۱۴۳۵ھ کو منعقد ہونے والے بڑے سالانہ جشن کے موقع پر ''قوم ظہور امام چاہتی ہے'' عنوان کے تحت جسے فدک کی رافضی فضائیہ نے نشر کیا ہے کہتا ہے:

ہمارا اساسی معرکہ۔ اور یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کہیں ہمارا ذہن جزوی معرکے کی طرف نہ چلا جائے۔ لازم ہے کہ ہم اپنے اساسی معرکے کو سمجھ لیں کہ وہ کیا ہے؟

داعش اور داعش جیسے دیگر مجرم ٹولے ان چیزوں کے گندے آثار ہیں جو ان بڑے

ظالموں کی ساختہ ہیں!

اگر ہم داعش کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ پہلے (ابوبکر) (عمر) اور عائشہ) کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں؛ کیونکہ اگر ہم نے (ابوبکر) و (عمر) اور (عائشہ) کا خاتمہ نہیں کیا تو پھر اگرچہ ہم اس زمانے میں ان دہشت گرد تنظیموں کا خاتمہ کربھی لیں تو جب تک ان کی پیروی ہوتی رہے گی وہ کسی دوسرے زمانے میں نئے سرے سے پیدا ہو جائیں گی، جب تک یہاں مسلمانوں کا ایک فریب خوردہ گروہ موجود ہے اور جہنم کی طرف لے جانے والے ان ائمہ کی پیروی کرتا ہے، تو پھر یہ لوگ جلد ہی ان کے منہج سے متاثر ہو جائیں گے، اور نئے سرے سے جرم کا راستہ پکڑ لیں گے۔

اگر ہم نے (ابوبکر) اور (عمر) کا خاتمہ نہیں کیا تو ہر زمانہ داعش پیدا کرتا رہے گا۔

پوری صراحت کے ساتھ: تم پر لازم ہے کہ دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کے فکری سرچشموں تک جاؤ اور ان کا خاتمہ کردو۔

اس کاوش کے لئے واجب ہے کہ ان لوگوں کے جرائم کے متعلق لوگوں میں بیداری پیدا کرنے اور ان سے براءت کی دعوت کو اولیت دی جائے!!

شیعہ بنانے کی کوشش: لوگوں کو شیعہ بنانے اور انہیں صالح روافض بنا لینے کی کوشش کی جائے!!

اسی سے دہشت گردی کا خاتمہ پورے طور پر ہوگا۔

اگر مثال کے طور پر پورا چیچنیا ایک رافضی ملک ہو جائے؛ جیسا کہ اس سے پہلے ایران ایک رافضی ملک میں تحویل ہو چکا ہے۔ تو کیا وہاں سے لوگوں کو قتل کرنے والا کوئی دہشت گرد نکلے گا؟

نہیں؛ کیونکہ دہشت گردی کا فکری ماحول تباہ ہو چکا ہے!

میں ان دنوں مطمئن اور پر اعتماد ہوں کہ جلد ہی ہم فتوحات کے ایام جئیں گے۔۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم اپنی پہلی مہم میں کوتاہی نہ کریں!

اگر ہم ائمہ اطہار کی بجائے اپنی ذات کے لئے فتحمندی کی سوچیں! مثلاً صرف اس لئے فتح حاصل کریں کہ عراق کی موجودہ صورت حال قائم رہے، اور یہ فکر نہ ہو کہ اس سے زہراء کی خوشنودی کا راستہ پورا ہوگا! اور ہمارے امام مہدی کے ظہور کی تمہید ہوگی!! تو مجھے ڈر ہے کہ ہمارے اس جہاد کی برکت سلب کر لی جائے گی، اور عیاذ باللہ ہمیں کامیابیاں نہیں ملیں گی۔

(http://www/youtube.com/watch?v=ykhnmte(yvg))

اس طرح اس بدبودار نے صراحت سے کہا ہے؛ مگر حقائق واضح اور تصریحات جرأت مندانہ ہیں؛ مناسب ہے کہ جاہل لوگ اس سے کچھ سیکھ لیں، جاہل بدھو اس سے ہشیار ہو جائیں اور ایرانی رافضی ماڈل کے پیچھے ہانپتے ہوئے بھاگنے والے اور ترکی کے سیکولر (لادینی) تجربے پر فدا وہ تحریکی باز آ جائیں جو اسلام اور اہل سنت کی تجارت کرتے ہیں۔

اے اللہ ہم اپنی قوم اہل سنت والجماعت کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔

اے اللہ ہم اپنے ملکوں کے امن وامان کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔

اے اللہ ہم اپنے دین، خون، آبروؤں، اولادوں اور مالوں کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔

اے اللہ ہم نے پہنچا دیا۔

اے اللہ تو گواہ رہ۔

حسبنا اللہ نعم الوکیل۔

ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔

(رسالہ ختم شد)

داعش کے متعلق امیر ترکی الفیصل کا بیان

امریکا کے سابق سعودی سفیر اور سعودیہ کی جنرل انٹلی جنس کے چیف، شاہی گھرانے کے رکن امیر ترکی الفیصل کا داعش کے متعلق بیان:

فاحش تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے فاحش؟

ترکی الفیصل ۱۳ رجنوری ۲۰۱۵ء (الشرق الاوسط)

جب ۱۱ رستمبر ۲۰۰۱ء کے جرم کے ارتکاب کی وجہ سے عالمی معاشرے نے تنظیم القاعدہ اور افغانستان کی اسلامی امارت کو القاعدہ کو پناہ دینے کی پاداش میں سزا دینا شروع کیا تو تنظیم کے بہت سے افراد ایران بھاگ گئے جس نے انہیں پناہ دی اور محفوظ و مامون رہائش گاہوں میں اقامت کی سہولت فراہم کی اور یہ سارا کام اس کی انٹلی جینس کی نگرانی میں ہوا، بھاگنے والوں میں اسامہ بن لادن کی فیملی کے بھی کچھ لوگ تھے جو ابھی بھی ایرانی حکومت کے زیر سایہ ہیں، مزید برآں تنظیم کے بڑے فوجی سربراہوں میں سے ایک شخص سیف العدل نامی بھی انہیں میں شامل تھا، اور یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جنھوں نے مئی ۲۰۰۳ء کے ریاض بم دھماکوں اور دہشت گردانہ کارروائی کی منصوبہ بندی کی تھی، اسی طرح کتائب عبداللہ بن عزام نامی دستے کا سربراہ صالح قرعاوی بھی ان میں سے ایک تھا، جو بعد میں وزیرستان منتقل ہو گیا تھا اور وہاں بلا پائلٹ طیارے (ڈرون) کے ذریعہ نشانا بنایا گیا تھا، پھر مملکت سعودی عرب نے اسے پاکستان سے حاصل کرلیا تھا۔ اور ۲۰۰۳ء میں عراق پر امریکی قبضے کے پیچھے عراق کے حکومتی اداروں فوج، سیکورٹی اور وزارتوں کی تباہی کے بعد حکومت ایران نے تنظیم القاعدہ کے باقی ماندہ لوگوں میں سے جسے چاہا عراق میں داخل ہو جانے کی اجازت دے دی، اور ان لوگوں نے وہاں اپنے منصوبوں کے نفاذ کے لئے

زرخیز زمین پائی، لہٰذا انھوں نے **"القاعده في بلاد الرافدين"** "دجلہ وفرات کی بستیوں کی القاعدہ" کے نام سے اپنی تشکیل جدید کرلی، اوران میں ابومصعب زرقاوی جیسے پڑوس کے ملکوں سے آنے والے دوسرے لوگ بھی شامل ہوگئے۔ان میں شامل ہونے والوں میں محسن فضلی بھی تھا جو "کتائب خراسان" نامی تنظیم کا سربراہ تھا، یہ شخص کویتی شیعوں کے معروف خاندان کا ایک فرد تھا، یہ شخص نجف میں محمد باقر الحکیم کو نشانا بنانے والے دھماکے میں بھی متہم ہے، اسی طرح ایرانی حکومت نے سیریائی انقلاب کے بعد انہیں سیریا منتقل ہونے کی بھی اجازت دی، اور سیریا سے پورا ایک گروہ یہاں داخل ہوا، جنھیں دونوں ملکوں کو جدا کرنے والی سرحدوں سے اندر آنے کا موقع بشار اسد نے فراہم کیا، آنے والے اس گروہ میں **"جبهة النصرة"** کا سربراہ ابومحمد جولانی اور **"الدولة الاسلامية في العراق والشام"** نامی تنظیم کا ترجمان ابومحمد عدنانی بھی تھا۔

اس تنظیم کی تشکیل میں ایک عجیب تناقض یہ بھی ہے کہ عراق کے (معزول) وزیراعظم نوری مالکی سلامتی کونسل میں سیریا کے بشار اسد کے خلاف یہ شکایت لے کر گئے تھے کہ وہ دہشت گردوں کی مدد کرتے ہیں اورانہیں سرحد پار کرکے عراق آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ پھر وہ عراق میں تنظیم القاعدہ کی تشکیل کے لئے میدان کشادہ کرتے ہوئے پلٹا کھاگئے۔ القاعدہ کو قابض امریکی فوجوں اور عراق کے سنی قبائل کی طرف سے شدید ترین ہجوموں کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے تنظیم ہزیمت سے دوچار ہوئی اوراس کے متعدد سربراہ مارے گئے، انہیں میں ابومصعب زرقاوی بھی تھا۔ اور امریکی فوجوں نے تنظیم کے سربراہوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا، انہیں لوگوں میں بغدادی بھی تھا۔

اور جب امریکی عراق سے رخصت ہوگئے تو جیلوں کا انتظام مالکی حکومت نے اپنے ہاتھوں میں لیا، اور بغدادی اوراس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیا اوراسی نے اس بات کی منظوری

دی کہ تنظیم کا نام "الدولة الاسلامية في العراق" رکھا جائے؛ اور اس تنظیم کی تشکیل میں یہ ایک دوسرا عجیب تناقض ہے، اور اسی وقت سے یہ تنظیم اپنی کارروائیوں میں رواں دواں ہوگئی، اور اس نے صدام حسین کی فوج کے بعض عناصر کو بھی جو جیل میں ساتھ تھے اپنا معاون بنالیا اور مالکی کی گروہی حکومت کے جرائم اور عراقی قوم کے سنی عوام کو کنارے لگانے کی سیاست اور مسلح شیعہ ملیشیاؤں کو سنی باشندوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے کے لئے کھلا چھوڑ دینے کے حوالے سے ان کا استحصال کیا۔ اور اس کی وجہ سے مالکی اور اہل سنت کے درمیان صورت حال اور خراب ہوگئی، نتیجتاً سنی صوبوں میں زبردست عوامی بغاوت کھڑی ہوگئی جس نے مالکی کے استعفاء اور اپنے شہری حقوق کی درستگی کی مانگ کی۔

مالکی نے اس بغاوت کا مقابلہ بڑی ظالمانہ کارروائیوں سے کیا جن میں بیشمار افراد مارے گئے اور ہزاروں سنی قبائل دربدر ہوئے بالخصوص صوبہ انبار میں جو عراق اور سیریا کے درمیان واقع سرحدوں کا مرکزی دروازہ ہے، مالکی کے اس ظلم وستم اور عالمی سطح پر اس کی گرفت کرنے اور روک لگانے والی کسی قوت کے نہ ہونے کی وجہ سے، تنظیم "الدولة الاسلامية في العراق" کو انبار میں قبولیت اور پناہ گاہ مل گئی، اور یہ بھی ایک عجیب تناقض ہے جسے سابقہ تناقضات کے ساتھ جوڑ لیا جائے کہ سنی قبائل اس تنظیم کو محفوظ پناہ گاہ فراہم کریں جنھیں یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ اسی تنظیم القاعدہ کی جانشین ہے جسے انھوں نے شکست سے دوچار کرکے مار بھگایا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس تنظیم نے سنی علاقوں میں اپنے خوابیدہ خلیوں کی تشکیل کرلی تھی، بالخصوص موصل میں، اور اس سلسلے میں اس نے صدام کے سابق فوجیوں، اور صوفیوں کے نقشبندی سلسلے سے مدد لی تھی جس کی طرف صدام کے سابق نائب عزت دوری بھی منسوب تھے اور جو ابھی تک نقشبندی عناصر کی پناہ میں زندہ سلامت موجود ہیں۔ پھر جب بشار اسد

کے خلاف سیریائی قوم کا انقلاب برپا ہوگیا جس پر پُرامن ہونے کی چھاپ تھی اور اس پر بشار کی ستم رانیوں کا چرچا تھا، اور بشار اسد اور سیریا کی مسلح فوج میں اس کے دم چھلوں کے پاس اسے طاقت کے ساتھ کچل دینے کا کوئی بہانا نہیں تھا اس لئے بشار نے اپنا خبیث فیصلہ لیا کہ وہ سیریا کے اس پرامن قومی احتجاج اور انتفاضہ کو دہشت گردانہ گروہی تصادم میں بدل دے؛ لہٰذا اس نے سیریا کی جیلوں میں دہشت گردی کے الزام میں بند عناصر کو آزاد کردیا جن میں سب سے مشہور "القاعدہ" کے سربراہوں میں سے ایک شخص ابوخالد سوری ہے جس نے اپنے طور پر **"كتائب احرار الشام"** نامی تنظیم بنائی اور باہر کے ان تمام دہشت گردوں کو دعوت دی جن سے اس کا رابطہ تھا، بشار نے ان میں سے ایک گروہ کو پہلے ہی سے عراق جانے کی اجازت دے دی تھی، تاکہ وہ وہاں سے سیریا میں واپس آئیں، اور ان میں تنظیم **"الدولة في العراق"** اور **"جبهة النصره"** کے تاسیسی ارکان بھی تھے، ان کے علاوہ دوسری جماعتیں بھی تھیں، اسی طرح اس نے اپنے عوام کا قتل عام کرنے میں مدد دینے کے لئے ایران کی ریپبلکن فورس کی نفریوں، لبنانی حزب اللہ کی ملیشیاؤں اور عراق کی شیعہ ملیشیاؤں کو بھی دعوت دی۔ اور بشار سیریائی قوم پر اپنا جام غضب مسلسل انڈیلتا رہا، پھر جب مغربی قوموں نے سیریا کی آزاد فوج کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ نتیجے میں کمزور پڑی اور اس کے مقابلے میں دہشت گردوں کو قوت حاصل ہونے لگی اور انھوں نے سیریا کے کچھ شہروں اور دیہاتوں کے باشندوں پر اپنی خونی سطوت قائم کرلی، تو سیریائی باشندوں کو نشانا بنانے کے لئے بشار نے بیرل بم ایجاد کئے، بلکہ اس نے سیریائی عوام پر کیمیائی بم بھی داغے؛ پھر صورت حال یہ ہوگئی کہ سیریائی قوم اور آزاد فوج دو محاذوں سے اپنا دفاع کرنے پر مجبور ہوئی، ایک طرف بشار تھا اور دوسری جانب دہشت گرد۔ اسی درمیان تنظیم **"الدولة الاسلامية في العراق"** نے اپنا نام بدل کر **"الدولة الاسلامية في العراق**

والشام'' رکھ لیا، اور عراق وشام کی سرحدوں کو دونوں ملکوں کی فوجوں کے اقتدار سے خالی دیکھ کر یہ تنظیم کھل کھیلی اور اس نے اپنے پہلے سے تیار کردہ خلیوں، عراقی فوج سے چھوٹے ہوئے آفیسروں، سنی قبیلوں کی کچھ جماعتوں اور سلسلۂ نقشبندیہ کے حامیوں کی مدد سے موصل پر قبضہ کرنے کی طرف قدم بڑھادیا۔

اور نوری مالکی کی حکومت وقیادت کا یہ حیرت انگیز رسوا کن منظر تھا کہ اس عجیب ترکیب سے بنا ہوا تین ہزار آدمیوں کا ایک گروہ مالکی کی چالیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل فوج کو شکست فاش سے دوچار کردیتا ہے اور اسے بھاگتے ہی بنتی ہے۔ اس کے بعد بغدادی مسلمانوں کے لئے اپنی خلافت اور ''**الدولة الإسلامية**'' (اسلامی اسٹیٹ) کے قیام کا اعلان کردیتا ہے جو ''داعش'' کے نام سے مشہور ہے، اور یہ نام اسی طرح چل پڑا ہے جبکہ میں نے اسے جو نام دیا ہے اور جو اس کے شایان شان اور اس کے منہج کے مطابق بھی ہے وہ ہے: ''فاحش'' کیونکہ اس لفظ کی اصل ''فحش'' ہے جس کا معنی ہوتا ہے قبیح اور ناشائستہ قول یا فعل، اور فاحش وہ ہوتا ہے جو فحش اور برے کام کرتا ہے۔ اور معصوموں اور بے قصور لوگوں کے قتل، عفیفہ عورتوں کو قیدی بنانے، مسلمانوں کو کافر بنانے، مامون لوگوں کو دربدر کرنے، سرعام گردنیں مارنے، **لا إله إلا الله محمد رسول الله** کہنے والوں کا لہو حلال کرنے، بینکوں کو لوٹ لینے، اغوا شدہ لوگوں کو گروی بنانے، اور اپنے زیر امارت رہنے والوں کو بلیک میل کرنے سے بڑا فحش اور برا کام اور کون سا ہوگا؟

اس دہشت گرد تنظیم کا اپنے لئے ''**الدولة الاسلامية**'' نام اختیار کرنا حقیقت کے خلاف اور انٹرنیشنل قوانین سے ناواقفیت کی دلیل ہے، کیونکہ لغات میں ''**دولة**'' (ریاست) کا مطلب: ایک ایسا سیاسی تجمع بتایا گیا ہے جو کسی معین خطے میں سیادتی اختصاص کے حامل افراد پر مشتمل ایک ڈھانچہ تشکیل دیتا ہے جو دائمی اداروں کے نظام کے ذریعہ اپنا

اقتدار قائم رکھتا ہے۔ اور کسی بھی ریاست کے بنیادی عناصر: حکومت، عوام اور انتظامی علاقہ ہوتے ہیں، اور اس ریاست کی سیادت اور ایسا اعتراف جو اسے بین الاقوامی سطح پر قانونی وجود بخشنے والے ہوں اس پر مستزاد ہیں۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو نہ عراق وشام اس تنظیم کی سیادت کے ماتحت ہیں، نہ ہی یہ دائمی اداروں کے ذریعہ ان پر اپنا اقتدار قائم رکھتی ہے، اور نہ ہی بین الاقوامی سطح پر اس کی سیادت کا کوئی اعتراف پایا جاتا ہے۔

اب رہی اس کی اسلامی نسبت اور "**الدولة**" کو اسلامی نام عطا کرنے کی بات تو یہ بھی باطل ہے، درحقیقت یہ خوارج کا ایک ٹولہ ہے جس نے اسلام سے خروج کیا ہے، اور اس کے کرتوت اس کی گواہی دیتے ہیں۔

(مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا) (المائدة: ٣٢)

جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے، اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔ انتھی

داعش کے معرکے

متحدہ افواج کی یونٹیں عراقی شہر موصل کو داعش کے ہاتھوں سے آزاد کرانے اور اس پر دوبارہ اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں، تنظیم کے مسلح جنگجوؤں کے خلاف یہ معرکہ سب سے دشوار مانا جا رہا ہے۔ ذیل میں ان معرکوں کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جو داعش کے ہاتھوں سے ان علاقوں کو آزاد کرنے کے لئے لڑے گئے تھے جن پر انھوں نے

قبضہ کرلیا تھا، اور جن کی ابتدا ۱۴ ۲۰۱ء کے وسط سے ہوئی تھی، یہاں ان کے مسلح جنگجوؤں کے شکست کی مختصر داستان پیش کی جارہی ہے:

عین العرب (کوبانی) سیریا

تاریخ ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۵ء (چار ماہ)

شہر کی اہمیت : سیریا اور ترکی کی سرحد پر معرکۂ عین العرب (کوبانی) کی تنظیم الدولہ (داعش) کے لئے ایک بڑی علامتی اہمیت رہی ہے، کیونکہ یہاں ان کی قتالی صلاحیتوں کا پہلا امتحان تھا۔ پرتشدد مسلح جماعتوں کے متعدد جنگجوؤں نے بتایا کہ تنظیم نے اس معرکے میں اپنے بہت سے افراد اور اسلحے گنوائے ہیں۔

لڑنے والی طاقتیں : یہ معرکہ تنظیم کے مسلح افراد اور کردی فوجوں کے درمیان واقع ہوا جنھیں ریاستہائے متحدہ کی مدد حاصل تھی اور اس نے انہیں زبردست فضائی سائبان مہیا کررکھا تھا۔

معرکے کی کیفیت : یہ فریقین کی جانب سے لمبا قتال تھا جو سڑکوں کی جنگ میں تبدیل ہوگیا تھا، اس میں تنظیم نے اپنے خودکش افراد کی بھاری تعداد پھیلا رکھی تھی، ان میں اکثریت پردیسی جنگجوؤں کی تھی۔

معرکے کے اثرات :

شہر کا بیشتر انفرا اسٹرکچر اور رہائشی علاقے تباہ ہوگئے، اقوام متحدہ نے منہدم عمارتوں کی تعداد کا اندازہ ۳۲۰۰ر لگایا تھا، کردی باشندوں کی بہت بڑی تعداد دربدر ہوئی، دونوں طرف سے بھاری جانی نقصانات اس پر مستزاد تھے، بالخصوص تنظیم کے مسلح افراد بڑی تعداد میں مارے گئے، تنظیم الدولہ کے مسلح جنگجوؤں نے عین العرب (کوبانی) کے معرکے میں اپنی ہزیمت کے معاملے کو ہلکا دکھانے کی بڑی کوشش کی۔ یہ بھی بتادیں کہ انھوں نے کھنڈر

میں تبدیل ہو جانے کے بعد شہر چھوڑ دیا تھا۔

تکریت عراق

تاریخ : ۲/مارچ سے ۱۱/اپریل ۲۰۱۵ء تک :

شہر کی اہمیت : یہ عراقی شہر اہل سنت کے لئے علامتی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ سابق عراقی صدر صدام حسین کی جائے پیدائش ہے، اسی لئے بہت سے لوگ اس ملک میں اسے اہل سنت کا قلعہ قرار دیتے ہیں، اسی طرح تکریت میں سابیکر چھاؤنی کا قتل عام بھی واقع ہوا ہے جس میں تنظیم الدولہ نے کم از کم ۱۷۰۰ نوجوان فوجی ریکروٹوں کو مار دیا تھا جو شیعہ تھے، یہ واقعہ جون ۲۰۱۴ء کو رونما ہوا تھا۔

جنگجو طاقتیں : تنظیم الدولہ کے مسلح جنگجو شیعہ حشد شعبی کے خلاف معرکہ آراء تھے جن کی مدد ایرانی ماہرین کر رہے تھے، اور انہیں متحدہ افواج کی طرف سے جن کی قیادت امریکا کر رہا تھا معرکے کے نصف ثانی میں زبردست فضائی سائبان بھی مہیا کیا گیا تھا۔

معرکے کی کیفیت : اگرچہ تنظیم کے مسلح جنگجوؤں نے زبردست مزاحمت کی مگر تکریت کے معرکے نے حالات پر نظر رکھنے والوں کی توقعات سے بہت کم وقت لیا، اور اس کے اکثر باشندوں کے معرکے سے پہلے ہی راہ فرار اختیار کرنے لینے کی وجہ سے عراقی فوجوں کو تنظیم کے ٹھکانوں پر بمباری کا سنہرا موقع ہاتھ آ گیا جس کی وجہ سے انھوں نے بہت جلد شہر پر قبضہ کر لیا۔

معرکے کے اثرات : جن جن شہروں میں عراقی فوجوں اور تنظیم الدولہ کے درمیان لڑائیاں لڑی گئیں ان میں سب سے کم تباہی اسی شہر میں ہوئی تھی، اس کی وجہ سے اسی جیسے دوسرے جنگ زدہ شہروں کے مقابلے میں یہاں کے باشندے بھی بڑی تیزی کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس آ گئے، مگر یہاں حشد شعبی پر تکریت کے باشندوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کے الزامات لگائے گئے، جن کے متعلق کہا گیا کہ یہ انفرادی حالات ہیں۔

بیجی - عراق

تاریخ : اپریل سے اکتوبر ۲۰۱۵ء تک (پانچ مہینے) :

شہر کی اہمیت : پیٹرول ریفائنری کا سب سے بڑا کارخانہ شہر بیجی میں واقع ہے، اسی طرح شمال میں موصل کی طرف داعش کے گڑھ میں پہنچانے والا اسٹراٹیجک اہمیت کا راستہ یہیں سے گزرتا ہے اس لئے اس کی نمایاں حیثیت ہے۔ اپریل میں تکریت پر اپنا تسلط کھودینے کے بعد تنظیم کے مسلح افراد بیجی منتقل ہو گئے۔

مقابلہ کرنے والی طاقتیں : تنظیم کے مسلح جنگجو عراقی فوجوں کے خلاف معرکہ آراء ہوئے جن میں حشد شعبی بھی شامل تھا۔

معرکے کی کیفیت : یہ جنگ (کوبانی) عین العرب کے طرز پر لڑی گئی، اور اس کا سلسلہ لمبا چلا، یہاں سڑکوں کی لڑائیاں بھی ہوئیں اور بڑا کروفر دکھایا گیا، اس میں عراقی فوجیں کچھ دنوں تک ریفائنری کارخانوں کے کمپلیکس میں بھی محصور رہیں۔ تنظیم نے اپنے خودکش دستے شہر میں پھیلا رکھے تھے، ان میں اکثریت پردیسیوں کی تھی، انہیں میں برطانوی نوجوان طلحہ اصمال بھی تھا۔

جنگ کے اثرات : بیجی شہر میں تنظیم نے جلی ہوئی زمین کی حکمت عملی اپنائی، اور شہر سے فرار ہوتے وقت وہاں کی اکثر پٹرول ریفائنریوں کو آگ لگادی، وہ کارخانے آج تک ٹھپ ہیں اور وہاں کوئی کام کاج نہیں ہورہا ہے۔

رمادی - عراق

تاریخ : ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۵ء سے جنوری ۲۰۱۶ء تک :

شہر کی اہمیت : شہر رمادی عراق کے مغرب میں واقع سنی اکثریت والے صوبہ انبار کی راجدھانی ہے۔ اس پر داعش کا قبضہ ایک قیاسی وقت مئی ۲۰۱۵ء میں ہوا تھا، جس میں تنظیم کو

بڑی فتح اور کامیابی ملی تھی جبکہ عراقی فوج کو زبردست ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

لڑائی کے فریق :

تنظیم الدولہ کے جنگجو بمقابلہ عراقی فوج اور سنی قبائل کے جنگجو جنھیں متحدہ افواج کی طرف سے جن کی قیادت امریکا کرتا ہے بھاری فضائی سائبان مہیا کیا گیا تھا۔ اس جنگ میں فرقہ وارانہ کشیدگی ابھرنے کے اندیشوں کے پیش نظر حشد شعبی کی طاقتوں کو الگ رکھا گیا تھا۔

معرکے کی کیفیت : تنظیم کے مسلح جنگجوؤں نے زبردست مزاحمت کی۔ تنظیم کے تابع عقبی چھاپہ مار لڑاکوں، خودکش دستوں، اور لڑائی کے درمیان شہر میں وہاں کے باشندوں کی موجودگی نے عراقی فوجوں کی پیش قدمی روک دی تھی۔ یہاں تک کہ عراقی فوجوں کے شہر پر قبضہ کر لینے کے باوجود تنظیم کے محفوظ دستے متعدد ہفتوں تک حملہ آور ہوتے رہے تھے۔

جنگ کے اثرات :

جنگ کی وجہ سے رمادی کے انفرا اسٹریکچر کو زبردست نقصان پہنچا تھا۔ عمارتوں، عوامی استفادے کی چیزوں اور گھروں کو لاحق ہونے والے شہر کے مادی خسارے کا اندازہ ۸۰٪ لگایا گیا تھا، جس کے نتیجے میں رمادی کے بیشتر محلے کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے تھے، اور اسی وجہ سے شہر کے باشندے بہت دنوں تک اپنے گھروں کو واپس نہیں آئے تھے۔

تدمر - سیریا

تاریخ : ۲۷ مارچ ۲۰۱۶ء (تین ہفتے)

شہر کی اہمیت : تدمر سیریا کے مرکزی شہروں میں شمار ہوتا ہے، اور یہاں بڑی مقدار میں رومن آثار پائے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ شہر عالمی ثقافتی ورثہ کے مقامات میں سے ایک مانا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ شہر تیل اور گیس کی پیداوار والے مقامات سے قریب ایک انتہائی اہم محل وقوع رکھتا ہے اور ملک کی مرکزی اور تیز رفتار شاہراہیں یہاں سے گزرتی ہیں۔

جنگ کے فریق : تنظیم الدولہ (داعش) کے مسلح جنگجو بمقابلہ سیریائی سرکاری فوج جسے روس کا فضائی سائبان اور شیعہ ملیشیاؤں کی مدد حاصل تھی۔

معرکے کی کیفیت : معرکہ تدمر میں تنظیم الدولہ (داعش) کی جنگی کارکردگی نہایت کمزور تھی، شاید یہ اس بات کا پہلا سگنل (اشارہ) تھا کہ اب اس مسلح جماعت کا اپنی حاصل کردہ زمینوں پر قبضہ باقی رکھنے کا اصرار کم ہو چکا ہے، کیونکہ یہاں تنظیم کے مسلح افراد نے تدمر کے مضافات میں سیریائی فوج کے ٹھکانوں کو نشانا بنانے پر اکتفا کیا اور اس سے آگے کچھ نہیں کیا۔

معرکہ کے اثرات :

تنظیم کے مسلح جنگجوؤں کے رخصت ہو جانے کے بعد واضح ہوا کہ جنگ زدہ مماثل شہروں کے مقابلے میں اس شہر کو لاحق ہونے والے نقصانات بہت کم تھے، مگر آثار قدیمہ سے تعلق رکھنے والے کچھ معبدوں کو نقصانات ضرور لاحق ہوئے جنھیں جنگجوؤں نے دھماکے سے اڑا دیا تھا، مگر ابھی تک شہر میں بہت سے مقامات محفوظ ہیں جن کا تعلق آثار قدیمہ سے ہے۔

فلوجہ - عراق

تاریخ : ۲۲ رمئی سے جون ۲۰۱۶ء تک (ایک ماہ سے زیادہ)

شہر کی اہمیت :

علاقے کے تمام شہروں میں جہاں جہاں تنظیم الدولہ داخل ہوئی تھی ان سب کے مقابلے میں اس شہر میں اس نے اپنا قبضہ لمبی مدت تک برقرار رکھا، اس لئے کہ اس شہر پر ان جنگجوؤں کا قبضہ جنوری ۲۰۱۴ء کو مستحکم ہوا تھا، اور موصل کے بعد اسے تنظیم کا دوسرا سب سے بڑا گڑھ مانا جاتا تھا، نیز یہ شہر سنی مزاحمت کے غلبے کی علامت اور عراق کی سنی ملیشیاؤں کا مرکز بھی تھا۔ اور مسلح جماعت نے اسے راجدھانی بغداد پر اپنے حملوں کا مرکز بھی بنا رکھا تھا۔

معرکہ آراء طاقتیں : معرکہ تنظیم الدولہ اور عراقی فوجوں کے درمیان چھڑا تھا (جن میں حشد شعبی اور سنی قبیلوں کے جنگجو بھی شامل تھے) اور موخر الذکر فوج کو ریاستہائے متحدہ کی قیادت میں کام کرنے والی متحدہ افواج نے فضائی سائبان بھی فراہم کر رکھا تھا، مگر معرکہ موصل کے طرز پر اتفاق یہ ہوا تھا کہ حشد شعبی شہر میں داخل نہیں ہوگا اور اردگرد کے علاقوں کو محفوظ رکھنے کا کام کرے گا تاکہ فرقہ وارانہ کشیدگیوں سے بچا جا سکے۔

معرکے کی کیفیت :

فلوجہ میں تنظیم کے جنگجوؤں کی زبردست مزاحمت کے باوجود یہ جماعتیں شہر میں اس ثبات قدمی کا مظاہرہ نہیں کر سکیں جو متوقع تھی۔ معرکہ تدمر کے بعد فلوجہ کی جنگ اس بات کی ایک دوسری مثال تھی کہ اب تنظیم اپنے قلعوں کی حفاظت میں موت تک جنگ کرنے والی نہیں رہ گئی ہے۔

معرکے کے اثرات :

حالانکہ تنظیم نے شہریوں کے باہر نکلنے پر پابندی لگا رکھی تھی تاکہ انسانی ڈھال کے طور پر ان کا استعمال کیا جا سکے مگر اہل فلوجہ ان گزرگاہوں کا استعمال کرنے میں کامیاب رہے جنھیں حکومت نے بتدریج بھاگنے کے لئے بنا رکھا تھا۔ اور رمادی کے برعکس دوسرے شہروں کے مقابلے میں جہاں جہاں تنظیم کے جنگجوؤں سے مقابلہ ہوا تھا اس شہر کے نقصانات بہت ہی کم تھے، اسی لئے بہت جلد ہی یہاں کے باشندے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

منبج - سیریا

تاریخ : ۳۱ر مئی سے ۱۲ر اگست ۲۰۱۶ء تک (دو ماہ اور نصف)

معرکے کی اہمیت :

یہ سیریا میں حلب کے شمال میں سب سے بڑی شہری مساحت تھی جس پر تنظیم نے قبضہ کیا

تھا۔ تنظیم کے لئے اس شہر کی بڑی اہمیت تھی کیونکہ یہ اس کے جنگجوؤں کا اسٹراٹیجک نوعیت کا دروازہ تھا جو ایک طرف تو سیریا اور عراق میں اس کے زیر تسلط علاقوں کو جوڑتا تھا اور دوسری طرف اسے ترکی کی سرحدوں سے بھی مربوط رکھتا تھا۔

جنگ کے فریق : تنظیم الدولہ کے جنگجو بمقابلہ کردی فوج جن کے ساتھ سیریا کی جمہوری فوج بھی تھی جنھیں امریکا کی زیر قیادت متحدہ افواج کی طرف سے زبردست سائبان مہیا کیا گیا تھا۔

معرکے کی کیفیت :

دو ماہ تک مسلسل زبردست مزاحمت کا مظاہرہ کرنے کے بعد لگتا ہے کہ تنظیم مفادات کی ترجیحات کے حساب میں لگ گئی اور آخر میں اس نے کھسک لینے والا آپشن چن لیا۔ تنظیم کے متعدد جنگجو سیریا کے سرحدی شہر جرابلس منتقل ہو گئے، اور سیریا کے متعدد علاقوں سے جنگجوؤں کی واپسی کا سلسلہ جاری رہا۔

جنگ کے اثرات :

منبج کے باشندے بڑی تیزی کے ساتھ تنظیم الدولہ کے رخصت ہونے اور اپنی آزادی کی واپسی کا جشن منانے کے لئے شہر کی سڑکوں پر اتر آئے۔ اور ان شادمانیوں اور جشنوں کے میڈیا کوریج نے گویا تنظیم کے جنگجوؤں کی معنویتوں پر ضرب لگانے کا کام کیا۔

جرابلس - سیریا

تاریخ : ۲۴ راگست (چودہ گھنٹے)

شہر کی اہمیت : ترکی کی سرحدوں پر سیریا کا ایک اہم ترین شہر ہے۔

جنگ کے فریق : تنظیم الدولہ بمقابلہ آزاد سیریائی فوج جس کی مدد ترکی کی فوج کی یونٹیں کر رہی تھیں۔

معرکے کی کیفیت : ترکی کے لڑاکا جہازوں کی بھاری بمباری اور زبردست فائرنگ کا سامنا کرنے کے بعد تنظیم الدولہ کے جنگجو میدان چھوڑ گئے، رپورٹیں بتاتی ہیں کہ انھوں نے اپنے ایک گڑھ شہر باب کا رخ کیا تھا، تنظیم نے اس معرکے میں اپنی شکست تسلیم نہیں کی، اور اس کے انصار ایسی باتیں دہراتے رہے جن کا مفاد یہ تھا کہ جو کچھ وہاں رونما ہوا اس کے نتائج ان کے حق میں مثبت رہے تھے۔

جنگ کے اثرات : شامی حزب اختلاف کی قوتوں نے اس سرحدی شہر پر قبضہ کرلیا جسے اس غیر طویل جنگ میں زیادہ نقصانات نہیں لاحق ہوئے تھے۔

شرقاط - عراق

تاریخ : ۲۰ر سے ۲۲رستمبر ۲۰۱۶ء (۴۸ گھنٹے)

شہر کی اہمیت : شہر موصل سے بغداد جانے والے راستے پر واقع ہونے کی وجہ سے اس شہر کی فیصلہ ساز اہمیت ہے۔

جنگ کے فریق : تنظیم الدولہ کے جنگجو بمقابلہ عراقی افواج (جن میں حشد شعبی بھی شامل ہے)۔

معرکے کی کیفیت : حالانکہ یہ عراقی فوجوں کے لئے ایک آسان نشانا تھا، مگر تنظیم الدولہ کے جنگجوؤں نے سخت مزاحمت کی جس میں خودکش حملے بھی شامل تھے، انھوں نے عراقی فوجوں اور گشتی دستوں کو نشانا بنایا۔

جنگ کے اثرات : شہر کے باشندے تھوڑی ہی مدت میں واپس آگئے، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس جنگ کے نتیجے میں جو زیادہ دنوں تک نہیں چلی تھی شرقاط کو لاحق ہونے والے نقصانات کم ہی تھے۔

دابق - عراق

تاریخ : ۱۵/ اکتوبر ۲۰۱۶ء (چند گھنٹے)

شہر کی اہمیت : سیریا کے شمال میں واقع اس شہر کی تنظیم الدولہ کے نزدیک بڑی علامتی قسم کی اہمیت ہے، کیونکہ تنظیم نے اپنی ترویج کے لئے بڑے پیمانے پر اس کا استعمال کیا تھا، اس کی بنیاد یہ تھی کہ پیشینگوئی میں اس شہر کو مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ کا مقام بتایا گیا ہے، اور انھوں نے اس بات کو نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک حدیث کی طرف منسوب کیا تھا، جس میں آیا ہے کہ یہاں (آخری زمانے) کا معرکہ برپا ہوگا۔ تنظیم نے اپنی صفوں میں قتال کے لئے مزید دیندار مسلمانوں کو مائل کرنے کے لئے دابق کا خوب فائدہ اٹھایا تھا۔ جیسا کہ اس نے اپنے تشہیری میگزین کا نام ''دابق رکھا'' تھا۔

جنگ کے فریق : تنظیم الدولہ بمقابلہ آزاد شامی فوج جسے ترکی فوج کی مدد حاصل تھی۔

معرکے کی کیفیت : اس بات کا یقین نہیں حاصل کیا جاسکا ہے کہ تنظیم الدولہ کے جنگجوؤں نے اس معرکے میں کوئی حقیقی جنگ کی ہو۔

اس تیز رفتار ہزیمت پر تنظیم کی جانب سے کوئی تبصرہ نہ کئے جانے کے باوجود، جماعت کے ترویجی وسائل یہ ذہن بنانے لگے تھے کہ دابق کی شکست (آخری زمانے) کے معرکے کی تمہید کے طور پر ہوئی ہے۔

جنگ کے اثرات : تنظیم کا دابق کو کھونا مجرد تشہیر سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔

(دیکھئے: ماذا فعل تنظیم الدولة فی المعارک الرئیسیة؟ - مینا اللامي قسم المتابعة الاعلامية بی بی سی ۳/دسمبر/کانون الأول ۲۰۱۶ء)

آپ نے دیکھا کہ ان جنگوں میں خودساختہ خلافت اسلامیہ کے بلند بانگ سورماؤں نے کس طرح راہ فرار اختیار کی اور مقامی سنیوں کو شیعہ عراقی فوج، حشد شعبی اور شیعہ ملیشیاؤں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جنھوں نے ان نہتے عوام سے داعش کے وحشیوں کا انتقام لیا اور جب

تک وہ خود سنیوں پر حاکم تھے اس وقت تک ان کے سروں پر بلائے ناگہانی کی طرح مسلط رہے اور ہمیشہ ان کی جان، مال اور آبرو کے لئے خطرہ بنے رہے۔ اسلامی حکومت، خلافت اسلامیہ اور حکومت الہیہ کی خوشنما اصطلاحات سے دھوکا کھانے والے کیا اس سے کوئی سبق سیکھیں گے؟

دو برسوں میں شام اور عراق میں ۵۰ رہزار داعشی ہلاک

پینٹاگن (**العربیہ نت** اردو ۹ ردسمبر ۲۰۱۶ء)

واشنگٹن ۔ ایجنسیاں

امریکی وزارت دفاع کے ایک ذمے دار نے جمعرات کے روز اعلان کیا ہے کہ داعش تنظیم کے خلاف بین الاقوامی اتحاد گذشتہ دو برسوں کے دوران شام اور عراق میں تنظیم کے کم از کم ۵۰ رہزار ارکان کا خاتمہ کر چکی ہے۔

امریکی وزارت دفاع ابھی تک شدت پسندوں کو پہنچنے والے جانی نقصان کے حوالے سے تمام اندازوں کو چھپا رہی تھی۔ یہ وہ ہی طریقہ کار ہے جس پر ویتنام کی جنگ کے وقت جنگ میں شکست کھانے سے قبل امریکی ذمے داران نے جنگ کے دوران باقاعدگی کے ساتھ دشمن کے بڑے جانی نقصانات کا اعلان کیا تھا۔

دوسری جانب بین الاقوامی اتحاد کے عسکری ترجمان نے بغداد سے ایک وڈیو بیان میں بتایا ہے کہ موصل کے معرکے میں اب تک سیکڑوں مسلح جنگجو مارے جا چکے ہیں۔

(یہ سرکاری اعداد و شمار ہیں حقیقت اللہ کو معلوم ہے ان کے علاوہ سنی عوام کا جو قتل عام ہوا ہے وہ الگ ہے)

اردگان سیریا میں اپنی خطاؤں کی قیمت چکا رہے ہیں

منذر الأسعد (موقع المسلم ۶/ ۳/ ۱۴۳۸ھ)

پچھلے ہفتے ''پارلیمانی لوگ برائے قدس'' لیگ کی سالانہ کانفرنس کے درمیان جو شہر استنبول میں منعقد ہوئی تھی ترکی صدر رجب طیب اردگان نے اپنے ایک خطاب میں کہا تھا کہ ترکی سیریائی زمینوں پر ''درع الفرات'' نامی کارروائی کے ضمن میں عدل ومساوات قائم کرنے اور اسد کی وحشی حکومت کے خاتمے کے لئے داخل ہوا تھا جو ریاستی دہشت گردی کو فروغ دے رہی ہے'' اور نائب وزیر اعظم نعمان قورتلموش نے اس سے قبل یقین دلایا تھا کہ اسد کے متعلق ترکی کے موقف میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے۔

جبکہ روسی صدارت کے ترجمان دیمتری بیسکوف نے اردوگان کی تصریح کو ''بیحد خطرناک'' قرار دیا ہے، اسی طرح ''ارفیستیا'' نامی اخبار نے کہا ہے کہ اردوگان کی تصریحات کے متعلق روسی جواب کی ترجمانی انٹرنیشنل سیکورٹی کونسل کی ایمرجنسی میٹنگ بلانے کی دعوت سے ہوتی ہے۔

اور تیزی کے ساتھ خونخوار وزیر خارجہ لافروف ترکی کی طرف اڑ گئے، نظریاتی اعتبار سے مقصد اردوگان کی تصریحات پر روک لگانا تھا اور عملی طور پر مقصد آزاد فوج کے کچھ گروہوں سے حلب کو روسی بربریت کے حوالے کرنے کی سودے بازی کرنا تھا۔

ورنہ کون عقلمند اسد کو دی جانے والی اردگان کی دھمکیوں کو سنجیدگی پر محمول کرتا تھا۔ خود ''درع الفرات'' کی کارروائی روس کی منظوری سے شروع ہوئی تھی، مقصد یہ تھا کہ علاقے میں امریکی تعاون سے کرد ایجنٹوں کی ملک بنانے کی خواہشات کو وجود میں آنے سے پہلے ہی دفنا دیا جائے، اور اس کے بدلے میں وہ حلب سے کنارہ کش ہو جائے۔

بلکہ ترکی نے تو شامی ڈکٹیٹر کا جواب دینے میں بھی بزدلی کا مظاہرہ کیا جو اچانک مرد بننے لگا تھا، یعنی اس کے کوؤں نے شہر باب کے قریب فضائی حملہ کر کے ترک فوج کو نشانا بنایا اور ان میں سے تین کو قتل کر ڈالا۔

اردوگان نے صرف روسی سفاح (خونریز) ولادیمیر پوتن سے اس کے نصیری چھوکرے کی دراز دستیوں کی شکایت کرنے پر ہی اکتفا کی!!

۔اگر اسد کی یہ نادانیاں دہرائی گئیں۔تو ڈر ہے کہ اس کے جواب دینے کے حق کو محفوظ رکھنے کی بیماری ترکی کی طرف بھی منتقل ہو جائے گی، یہ ایک مضحکہ خیز بات تھی!!

امریکی سازش :

کوئی انصاف پسند اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ۲۰۱۱ء کے بہار میں سیریائی انقلاب کے شروع ہونے کے چند ماہ بعد ہی سے ترکی کی حمایت انقلاب کے ساتھ تھی، اور اسد کے وحشی آتش کدے سے بھاگنے والے سیریائی پناہ گزینوں کے لئے اپنے دروازے کھول دینے کے سلسلے میں ساری دنیا کے ملکوں کے مقابلے میں ترکی کا رویہ سب سے نمایاں تھا، اس نے ان کے ساتھ برے عرب پڑوسیوں کے مقابلے میں اچھا سلوک کیا تھا۔ [1]

---

[1] ((الجزیرہ نت کی ۲۰۱۵/۹/۱۲ء کی اشاعت میں حسب ذیل بیان شائع ہوا تھا: سعودی وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار کے ذرائع سے واضح کئے گئے بیان کے مطابق سیریا میں بحران کی ابتدا سے اب تک اس کے ملک (یعنی سعودی عرب) نے تقریباً ۲.۵ ملین سیریائی باشندوں کا استقبال کیا ہے۔ اس بیان کو اس نے ''حقائق اور اعداد و شمار کے ذریعہ مملکت کی کاوشوں کی وضاحت کا نام دیا ہے جو کچھ صحافتی رپورٹوں کی تردید میں دیا گیا ہے جو غلط تہمتوں اور گمراہ کن پروپیگنڈوں پر مشتمل تھیں''۔

ذمہ دار کا ماننا یہ ہے کہ سعودیہ نے (اس پیس کر رکھ دینے والی آزمائش میں) اپنے سیریائی بھائیوں کی مدد کے سلسلے میں گفتگو کی خواہش کبھی نہیں رکھی، کیونکہ اس نے اس بحران کے شروع ہی سے اس موضوع کے ساتھ جو بھی تعامل کیا ہے اس کی

خونریز وسفاک ڈکٹیٹر کے مقابلے میں سیریائی عوام کے انصار میں سرفہرست اردوگان کی آواز تھی، آزاد سیریائی فوج کی مدد میں سب سے بڑا حصہ ترکی کا تھا[1] اوراس کے واسطے سے محدود فردی اور متوسط اسلحوں اوران کے ذخیروں کی عربی امداد بھی انقلابیوں تک پہنچی تھی۔ پھرآخر ترکی کے کردار کو کس چیز نے اتنا مسخ کر دیا کہ وہ محدود وموقت اور غیر یقینی ضمانت کے حامل مطالبات کے لئے اپنے تاریخی دشمن (کرملن) کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگا، اسے کردوں کے عقبی چھاپہ ماردستوں کو بھی باز رکھنے سے روک دیا گیا جو ترکی کے امن کے لئے

اساس خالص دینی اورانسانی رہی ہے، اس کا مقصد فخر ومباہات یا صحافتی نمائش کبھی نہیں رہا ہے۔

اس نے وضاحت کی کہ سعودی عرب نے اس بات کی پوری پوری کوشش کی ہے کہ ان کی عزت نفس اور سلامتی کے پیش نظر اس کا برتاؤ ان کے ساتھ پناہ گزینوں جیسا نہ ہو بلکہ مقیم باشندوں کی طرح ان میں سے لاکھوں لوگوں کو اس نے نظامی اقامہ دیا ہے۔ اس نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ اس کی ملک کی کاوشوں کا سلسلہ دیگر ملکوں میں پناہ گزین سیریائی باشندوں تک بھی دراز ہوا ہے اور پڑوسی ملکوں اردن اور لبنان وغیرہ میں بھی لاکھوں لوگوں کی مدد کی گئی ہے۔ ان انسانی امدادوں کی قیمت جو مملکت نے اپنے سیریائی بھائیوں کو پیش کی ہے تقریباً ۷۰۰ ملین ڈالر تک پہنچ جاتی ہے، یہ اعداد وشمار سیریا میں انسانی صورت حال کی مدد کرنے والوں کی بین الاقوامی کانفرنس میں پیش کردہ تفصیل کے مطابق ہیں جو گزشتہ مارچ کویت میں منعقد ہوئی تھی۔

ذمہ دار نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ امدادی سامانوں میں غذائی صحی، رہائشی اور تعلیمی مواد شامل ہیں، ان میں سعودی عرب کی جانب سے مختلف تخصصات کے متعدد شفاخانے بھی ہیں جو پناہ گزین کیمپوں میں قائم کئے گئے ہیں، ان میں سے اردن کے زعتری کیمپ اور سرحدی گزرگاہوں کے کیمپ زیادہ اہم ہیں۔)

[1] ((سعودی عرب نے سیریا میں انقلاب کے لئے کسی کو نہیں ورغلایا تھا نہ وہاں کسی انقلاب میں کبھی اس کا کوئی ہاتھ رہا مگر جب وہاں کی عوام پر بشار اور اس کے خونخوار ایرانی اور لبنانی حامیوں کا ظلم حد سے گزرنے لگا تو اس نے جنگی سازوسامان سے بھی ان کی مدد کی تھی جن کے لئے مختلف خبروں تک رسائی ممکن ہے۔))

براہ راست خطرہ بنے رہتے ہیں؟

ہوسکتا ہے کچھ جلد باز لوگ روس کی وحشیانہ فوجی مداخلت کی تفسیر میں چلے جائیں، حالانکہ پورا کا پورا روسی کردار۔ جس میں سیکورٹی کونسل میں مسلسل ویٹو بھی شامل ہے۔ ۱۰۰٪ امریکی صہیونی ضرورت رہا ہے اور آج بھی ہے۔

مگر تصویر کے عناصر کی جانچ نہایت آسانی سے وہائٹ ہاؤس کے پاس ختم ہو جاتی ہے۔

شروع سے واشنگٹن ہی تھا جس نے ترکی کے تمام مطالبات کو مسترد کردیا تھا، مثلاً امن والے خطے بنانے کا مطالبہ، سیریا کے شمالی علاقے کو نوفلائنگ زون بنانے کا مطالبہ، اور یہ اوباما ہی تھے جنھوں نے سیریائی انقلابیوں تک کارگر فضائی دفاع والے اسلحے پہنچانے میں ترکی کے لئے رکاوٹ کھڑی کردی تھی، کیونکہ ان علاقوں میں جنھیں انقلابیوں نے آزاد کرالیا تھا شہریوں کو اس جنونی ڈکٹیٹر کے جہازوں کی پکڑ اور مار دھاڑ سے بچانے کا یہی ایک میسر وسیلہ تھا، اور ان کی مساحت سیریا میں ۸۰٪ تک جا پہنچی تھی!!

اور امریکا نے اپنے ایجنٹ کردوں کی گندی مدد کر کے جنھیں وہ دہشت گردوں کے خانے میں رکھا کرتا تھا اردگان کے خلاف اپنی سازش کی تکمیل کر ڈالی!!

اور جو لوگ روس کی گھن گرج سے دھوکا کھا جاتے ہیں انہیں امریکا کے جرائم کو یاد رکھنا چاہئے جن کا ارتکاب اس نے پوتن کے جہازوں اور اس کے بچے بشار کے جہازوں سے اپنے آلہ کار کردوں کو بچانے کے لئے فوری اقدام کے طور پر کیا تھا!!

اور گزشتہ ماہ جولائی کے وسط میں اردوگان سے چھٹکارا پانے کے لئے ناکام انقلابی کارروائی ترکی کے خلاف امریکی سازش کی انتہا تھی جس کا مقصد سیریا میں امریکا کی آمرانہ سیاست کے خلاف ترکی کے شور شرابے پر اسے سزا دینا تھا، دوسرا مقصد ایرانی ایجنٹ کے تسلط کو مستحکم کرنے کے لئے علاقے کی تقسیم کے حلقوں کی تکمیل تھا، جس کا حاصل آخر میں

صہیونی دشمن کے بلند مفادات کی تکمیل ہی کی شکل میں برآمد ہونے والا تھا۔

اردوگان کی غلطی:

اردوگان کی ذہانت اور حد درجہ سوجھ بوجھ میں کوئی شک نہیں ہے۔۔مگر۔میری حقیر رائے کے مطابق۔ان کی قاتل غلطی اسی میں منحصر تھی کہ سیریا کے معاملے میں اوباما نے جو کچھ سازشی خیالات املا کرائے اس پر انھوں نے گردن جھکادی، اور یہ چیز ترکی نقطۂ نظر اور اس کے مفادات کے خلاف تھی۔

پھر امریکی دہشت گردی کے سامنے جھک جانے کا فائدہ ترکی کو کیا ملا؟ وہ قطعی جواب جس میں کوئی شبہ نہیں ہے یہ ہے کہ اسے کچھ نہیں ملا!!

اور وہ کون سی اذیت ہے جو امریکا ترکی کو پہنچا سکتا تھا مگر اس نے وہ اذیت پہنچانے سے گریز کیا ہو؟

یقینی جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں۔

اسی لئے میرا خیال یہ ہے کہ اس فیصلہ کن نقطے پر اردوگان کی ذہانت نے انہیں دھوکا دے دیا، اور اب ان پر یہ لازم ہوگیا ہے کہ وہ مزید جھکتے جائیں اور یہ گراوٹ ان کے لئے ذلت ورسوائی کا سامان بن گئی ہے۔

یہاں تک کہ انہیں سرخ لکیروں کی طرز پر جو انھوں نے حماۃ اور حمص شہروں کے لئے کھینچی تھیں۔۔۔سیریا والوں کو ان کے ڈکیٹر سے نجات دلانے کے سلسلے میں ان کی تصریحات ایک رلانے والا مذاق بن گئی ہیں۔۔ بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ سب خیالی لکیریں اور باؤنس ہونے والا چیک تھیں۔۔اور انہیں اس استخفاف اور مذاق کے مقام پر لا کھڑا کرنے کا یتیم سبب امریکا کی اذیت رسانی کا مریضانہ خوف ہے جو انہیں لاحق ہے!

معرکہ موصل کی طوالت اور حلب کی تباہی؟

ترکی اور عراقی امور کے ماہر ربیع حافظ کا انٹرویو

(موقع "المسلم" ۱۴۳۸/۲/۲۱ھ)

ترکی کی نگاہوں کے سامنے حلب تباہ کیا جارہا ہے، اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جارہی ہے مگر اس کے اندر کوئی جنبش نہیں پیدا ہورہی ہے۔۔۔ترکی نہیں چاہتا کہ ایران کو گزرگاہ ملے نہ اسے کردوں کا وجود برداشت ہے مگر وہ مشترکہ مفادات میں ایران اور روس سے مل بیٹھا ہے اس لئے معرکہ موصل طول پکڑتا جارہا ہے۔

معرکہ موصل بڑا غامض اور پیچیدہ نظر آرہا ہے، بار بار اوپر نیچے ہورہا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ابھی فیصلہ ہوجائے گا، مگر پھر سے غیر متوقع صورت حال پیدا ہوجاتی ہے، وجہ یہ ہے کہ ابھی حسابات صاف نہیں ہوئے ہیں، امریکا، روس، ایران اور ترکوں کے درمیان بہت سے تصفیے باقی ہیں۔ ادھر حلب کی کامل بربادی پر ترکی کی خاموشی توجہ طلب ہے، صاف پتا چلتا ہے کہ تصادم کے ٹیلے کے پیچھے کچھ چل رہا ہے۔۔

انہیں مسائل میں حقائق کی تہہ تک پہنچنے کے لئے یہ انٹرویو پیش خدمت ہے:

● معرکہ موصل اتنا طویل کیوں ہوتا جارہا ہے۔۔کیا اس جنگ میں دونوں فریق ہم پلہ ہیں؟ موصل پر علاقائی اختلاف بہت بڑا ہے جو میڈیا میں نہیں آتا ہے، موصل کے مستقبل پر ترکی، روس اور ایران کے درمیان غیر اعلانیہ بات چیت کا سلسلہ جاری ہے، یہ بات فطری ہے کہ کھیل امریکی بساط پر چل رہا ہے، کیونکہ اس علاقے کا مرکزی اور اساسی کھلاڑی وہی ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ اور ترکی میں غصہ برابر کا ہے، جس کا اثر اس زمین کے متعلق

شدید اختلاف کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے؛ فوجی قوت اپنے تمام تر سامان حرب وضرب کے ساتھ جمع ہے، مگر حقیقی معنوں میں ابھی تک کوئی فوجی کارروائی نہیں ہوئی ہے؛ اب تک جو کچھ بھی ہوا ہے وہ جھڑپوں سے زیادہ کچھ نہیں ہے، موصل کے مستقبل کے لئے سیاسی فیصلے کا انتظار ہورہا ہے، انقرہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے نفوذ کے تحت رہے، اور اسی بات پر ایران ترکی اور روس کے درمیان اتفاق نہیں ہو پارہا ہے۔

● مسئلہ فقط اتفاق کا ہے، یا صرف داعش پر فتح پانے سے زیادہ اہل سنت کی ہجرت کے انتظار میں معرکے کو عمداً طول دیا جارہا ہے؟ یقیناً اس علاقے میں ایجنڈے مختلف ہیں؛ ایران کا ایجنڈا یہ ہے کہ موصل سیریا کی طرف جانے والی راہ کا روڑا نہ بنے، اور اس کے لئے بحر متوسط کی طرف گزرگاہ کے طور پر کام دیتا رہے، ترکی اس ایرانی منصوبے کا راستہ مسدود کردینا چاہتا ہے، ساتھ ہی وہ ادھر سے کردوں کی گزرگاہ پر بھی راضی نہیں ہے جنھیں واشنگٹن شمالی سیریا اور عراق پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔

اس وقت ترکی ان دونوں منصوبوں کا راستہ کاٹنے میں روس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، آج اس کی گفتگو رسیا کے ساتھ اس موضوع اور غرض غایت پر چل رہی ہے کہ سیریا میں ایک ایسا وفاق بنے ایران جس سے دور رہے، اور اسے موصل میں اپنا نفوذ قائم کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

موصل کے معرکے میں ابھی تک پش وپیش ہے، جھڑپیں بے ضابطہ ہورہی ہیں کیونکہ واشنگٹن نے ابھی تک زمینی فوجوں کو مناسب فضائی سائبان مہیا نہیں کیا ہے، اسی لئے جسے عراقی فوج کہا جاتا ہے وہ آسانی کے ساتھ زمین پر اپنی گرفت قائم نہیں کرسکی ہے۔

● کیا ایران کی اسٹریٹیجی محض تسلط سے آگے بڑھ کر اہل سنت کو وہاں سے کھدیڑ دینے کی نہیں ہے؟

یقیناً ایران ایک گزرگاہ چاہتا ہے جو دیالی سے عراق میں داخل ہو پھر صوبۂ صلاح الدین کے شمال بالخصوص شہر قیارہ سے آگے بڑھ کر موصل پھر تلعفر پھر سنجار سے ہوتے ہوئے سیریا میں داخل ہو جائے۔ ایران چاہتا ہے کہ بحر متوسط تک پہنچنے کے لئے اس کی راہ ہموار رہے اور اس کے قابو میں رہے، اس نے ۱۷۴۳ء میں بھی یہی راستہ اپنایا تھا (اشارہ نادرشاہ کے موصل کا محاصرہ کرنے کی طرف ہے مگر وہ اپنے بہت بڑے لشکر کے باوجود موصل میں داخل ہونے میں ناکام ہو گیا تھا)، ایران نے دیالی کا نقشہ تبدیل کر دیا ہے، وہاں سے اس نے اہل سنت کو جبری ہجرت کرادی ہے اور ان کی جگہ پر شیعوں کو لا بسایا ہے، یہی کام وہ تلعفر میں بھی کرنا چاہتا ہے جہاں اہل سنت کی تعداد ۷۰٪ ہے، باقی شیعہ ہیں، وہ آبادی کے اس نقشے کو بدل دینا چاہتا ہے۔

موصل اب سابقہ موصل نہیں رہ گیا جسے ہم جانتے تھے، اب وہ شہریوں اور دیہاتیوں کی ملی جلی آبادی میں تبدیل ہو چکا ہے، وہ دراصل شہری آبادی والا تھا مگر اب بہت سے دیہاتی وہاں آ بسے ہیں، مثلاً اگر آپ موصل کے بازار میں جائیں تو پانچ میں تین آپ کو باہر کے لوگ ملیں گے، ایران اس وقت موصل کے اردگرد بسنے والی تمام اقلیتوں کا حلیف بن چکا ہے، یہاں تک کہ نصاریٰ بھی اس کے ساتھ گٹھ جوڑ کر چکے ہیں، اسی طرح چھوٹے چھوٹے مسالک کی غیر شیعہ اقلیتوں کو بھی ایران نے اپنا ہمنوا بنالیا ہے، ہاں وہ موصل کا نقشہ بدل دینا چاہتا ہے اور ترکی اسی سے بہت زیادہ خائف ہے۔

- یہ بات صحیح ہے مگر اعداد و شمار کے مطابق اب تک ہجرت کرنے والوں کی تعداد تقریباً پچاس ہزار ہے اور یہ تعداد یہاں کی ڈیموگرافی (Demography) (انسانی آبادی اور اس کے متعلقات) کو کچھ زیادہ تبدیل کرنے والی نہیں قرار دی جاسکتی؟

انہیں جبری ہجرت نہیں کرائی گئی بلکہ یہ خود بمباری کے خوف سے بھاگ نکلے تھے، ۔اللہ

نہ کرے۔ اندازہ تو اس وقت ہوگا جب ایران کی گرفت اس سرزمین پر مضبوط ہو جائے گی، معرکہ اپنے انجام کو پہنچے گا اور غبار بیٹھ چکا ہوگا۔ اس وقت جبری ہجرت شروع کرائی جائے گی، مثلاً بغداد کی مشرقی سمت میں حی الرصافہ سے ایران قریب قریب فارغ ہو چکا ہے، وہاں شیعہ آبادی ۹۰٪ ہو چکی ہے، یہ سب کیسے ہوا؟!

یہ کام بمباری اور جنگ سے نہیں بلکہ سلسلہ وار دھمکیوں اور اذیت رسانیوں کے ذریعہ انجام دیا گیا جیسا کہ فلسطین میں یہودیوں نے کیا، مکانوں کی بہت بھاری بھاری قیمتیں لگائی گئیں اور لوگوں نے اپنے گھر بیچنے شروع کر دیئے۔ ہجرت اور نقشہ بدلنے کا کام ابھی تک شروع نہیں ہوا ہے، یہ کام اس وقت ہوگا جب حقیقی جنگ شروع ہوگی اور لڑائی سڑکوں پر آجائے گی اور دو بدو مقابلہ ہونے لگے گا، اس وقت۔ اللہ نہ کرے۔ ہجرت دسیوں ہزار میں نہیں لاکھوں میں ہوگی۔

یہ اگر نکلے تو واپس نہیں لوٹیں گے، ٹھیک ٹھیک وہی ہوگا جیسا فلوجہ میں ہوا جہاں سے نکلے ہوئے نوجوان جب اپنے گھروں کو واپس آئے تو انہیں داعش کی ہمنوائی کے الزام میں دھر لیا گیا اور ان کا انجام قتل یا جیل کی شکل میں ظاہر ہوا، لہٰذا واپس آنے والے صرف پانچ سو سے ہزار افراد ہی ہوئے، باقی سب ہجرت کر گئے اور انہیں جرمنی، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ نے ہجرت کے ویزے عطا کئے، اس طرح وہ اپنی زمین چھوڑ جاتے ہیں اور آبادی کا نقشہ بدل جاتا ہے۔

- کیا ترکی کا وجود ابھی تک جزوی طور پر بھاری ہجرت یا بڑی پناہ گزینی سے مانع ہے؟

بھاری ہجرت اس وقت شروع ہوگی جب جنگ سڑکوں پر آجائے گی اور شہر پر زوردار بمباری ہونے لگے گی، اس وقت بھاری ہجرت شروع ہوگی مگر ترکی کی دھمکیاں کسی نہ کسی حد تک انہیں روکے ہوئے ہیں، یہاں وہاں مختلف سرکاری چینلوں پر ان فیملیوں کی خبریں گردش

کر رہی ہیں جو التماس کی لائنوں پر ہیں کہ ترکی کی دھمکیوں کا اثر شیعوں پر دیکھا جا رہا ہے؛ حشد (شیعہ غنڈوں کے مسلح گروہ) نے موصل کے اطراف میں تکریت کے مقابلے میں ابھی تک کم بے شرمی اور بربریت کا مظاہرہ کیا ہے، دھمکی موجود ہے، ہجرت بھی موجود ہے، اگر وہ مزید کچھ کرنا چاہیں تو وہاں فوج (یعنی عراقی فوج) انہیں کی فوج ہے، اور تھوڑی سی ترکی فوج کی موجودگی حالات کو بدلنے پر قادر نہیں ہوگی، اگر ہم چاہیں کہ ترکی فوج مداخلت کرے تو ایسا ہرگز نہیں ہونے والا ہے، یہ کام صرف اسی وقت ہوگا جب کلی طور پر صفایا کرنے کی جنگ شروع ہو جائے گی، ترک ابھی تک بات چیت کے ذریعہ مطلوبہ مفادات کے حصول میں لگے ہوئے ہیں، اردوگان نے یہ ضرور کہا ہے کہ تب ہم داخل ہو جائیں گے، وہ ان تیس یا چالیس ٹینکوں کے علاوہ بھاری قوت جمع کر رہے ہیں، ترکی عراقی سرحد پر بھاری اسلحے توپ اور ٹینک وغیرہ جمع کئے جا رہے ہیں، وہاں سے موصل کی دوری اگر فوج حرکت میں آئے تو چھ گھنٹے کی ہے، مسافت ۱۰۰ ارکیلومیٹر سے زیادہ نہیں ہے مگر ایک فوجی طاقت کو اپنے ساز و سامان کے ساتھ موصل پہنچنے میں تقریباً چھ گھنٹے لگیں گے، اور میرا ماننا یہ ہے کہ وہ ادھر نہیں آئیں گے۔

- دوسری طرف واشنگٹن اپنی براہ راست کارروائیوں کی اور رقہ میں اپنے ایجنٹ کردوں کے ذریعہ کارروائی کی تیاریاں کر رہا ہے، کیا آپ کے خیال میں ریاستہائے متحدہ امریکہ ترکی کے سوا کہیں اور داعش کے پناہ گزیں ہونے کا راستہ مسدود کر دینا چاہتا ہے؟

اس وقت امریکا کی ترجیحات میں ترکی کو زچ کرنا ہے، کیونکہ اس خطے کے متعلق ترکی اور امریکہ کے درمیان کے حسابات کافی پیچیدہ ہیں جن میں یونائیٹڈ اسٹیٹس ترکی کے ساتھ آخری حد تک اور پورے طور پر تنازعہ کھڑا کئے ہوئے ہے؛ رقہ سے یقینی طور پر داعش کو نکال دینے کی پیشکش تو ترکی نے کر دی تھی، بس اس کی شرط یہ تھی کہ اس کارروائی میں کردوں کی شرکت نہیں ہوگی، مگر اس پیشکش کو امریکا نے مسترد کر دیا تھا، کردوں کی شرکت پر اسے اصرار تھا۔

یہاں کچھ خبریں ایسی بھی ہیں کہ واشنگٹن عراق کے شمال میں اپنا فوجی اڈہ قائم کرنا چاہتا ہے، تاکہ وہ ترکی کے جنوب میں انجرلیک کے فوجی اڈے کے بند کئے جانے کی صورت میں اس کا بدل ہو سکے۔ انقرہ نے اس کی فائل کے متعلق بحث شروع کردی ہے اور وہ اس کے روسی بدل کے متعلق غور کرنے لگا ہے۔

ترکی نے آزادانہ تصرف شروع کردیا ہے، وہ چاہتا ہے عراق میں کردی نفوذ کو محدود کردے اور اسے اس پوزیشن میں رکھے کہ وہ ترکی کی کمر میں امریکا کا کانٹا نہ بن سکے۔

● گزشتہ سوال مجھے اور وضاحت کے ساتھ کرنے دیجئے: کیا واقعی امریکا سیریا کی طرف داعش کے بھاگنے کا راستہ بند کردینا چاہتا ہے، اور اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ ترکی جانے کا چھوڑتا ہے؟

واللہ! میں ہاں یا نہیں میں آپ کو جواب نہیں دے سکتا؛ کیونکہ داعش تو شروع سے ایک کھیل ہے؛ کس نے داعش کو بھاری بھرکم اسلحے، راکٹ، توپ ٹینک وغیرہ موصل سے رقہ منتقل کرنے کا موقعہ دیا، جبکہ موصل سے رقہ کا راستہ کھلا ہوا صحراء ہے بیچ میں نہ کوئی وادی ہے نہ کچھ اور؟ داعش نے راکٹوں اور بھاری اسلحوں کو دن دہاڑے موصل کی عراقی فوجی چھاؤنی سے رقہ منتقل کیا اور امریکی جہاز فضا میں گردش کرتے رہے مگر انھوں نے دو سال پہلے کچھ بھی نہیں کیا! اب امریکا کیا چاہتا ہے؟ کیا وہ داعش کا خاتمہ چاہتا ہے یا اسے محصور کردینا چاہتا ہے؟

اس وقت امریکا مختلف ملکوں سے جھگڑ رہا ہے، ترکی کے ساتھ اس کی کشاکش ہے، روس کے ساتھ اس کا ٹنٹا ہے۔ کیا وہ ترکی کو داعش کے ذریعہ تنگ کرنا چاہتا ہے؟ ایسا ممکن ہے، موصل سے سیریا کی طرف کا مغربی راستہ بھی کھلا ہوا ہے؛ اگر داعش نکلنا چاہے تو اس کے لئے نکلنا ممکن ہے کیونکہ راستہ کھلا ہوا ہے!

● مگر یونائٹیڈ اسٹیٹس نے دھمکی دی ہے کہ اگر داعش نے سیریا کا رخ کیا تو وہ اس پر ضرب لگائے گا اور وہ اسے ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دے گا، اور کہا ہے کہ وہ رقہ میں ایک معرکہ شروع کرے گا۔۔تب وہ داعش کی پیٹھ دیوار سے لگا دینا چاہتا ہے؟

اگر وہ کردی منصوبے کی تکمیل چاہتا ہو تو ایسا ممکن ہے، اور کردی منصوبہ داعش کو علاقے سے باہر کئے بغیر پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔لہٰذا وہ ایک مشکل کا خاتمہ کر کے علاقے میں ایک نئی مشکل کھڑی کرے گا۔یہ ممکن ہے۔

● جیسا کہ آپ نے فرمایا تقریبا حالات پر نگاہ رکھنے والے سبھی لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ داعش کے پیچھے جو طاقتیں ہیں وہ ہیں، تفسیروں کے اختلاف کے مطابق یہ یا تو مغربی منصوبہ ہے یا ایرانی منصوبہ جو اس خطے کے لئے بنایا گیا ہے۔مگر بعض لوگ تلعفر کو دیکھتے ہوئے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ کیا اس کی انتظامیہ ترکمانی شیعوں پر مشتمل نہیں تھی یا وہاں شیعہ تسلط نہیں قائم تھا، پھر یہ طاقت داعش کے آنے کے بعد پیچھے کیوں ہٹ گئی؟

ہاں یقینا بیرونی قبضے کے بعد شیعہ ہی موصل پر حکومت کر رہے تھے بالخصوص مالکی کے ایام میں: تلعفر شیعوں کے ہاتھ میں تھا، جب داعش آئی تو اس نے تلعفر میں مذبح کا ارتکاب کیا، داعش تلعفر سے موصل بھاگ گئی تھی جب تلعفر شیعوں کے ہاتھ میں تھا، پھر جب تلعفر پر داعش کا تسلط قائم ہوا تو شیعہ وہاں سے بھاگ گئے، ترکی کو خوف ہے کہ حشد شیعی (شیعہ عوامی لڑاکوں کا گروہ) ابھی واپس تلعفر آکر یہاں کے ترکمانی باشندوں کا صفایا کرنے کی مہم نہ شروع کر دے۔

● داعش کے شیدائی ان حالات میں۔سیریا وعراق وغیرہ میں داعش کے تمام جرائم کو نظر انداز کر کے۔اس کے دفاع میں یہ کہتے ہیں کہ بالخصوص تلعفر میں تو اس نے پلڑا اہل سنت کے حق میں جھکا دیا ہے، اور تلعفر میں انہیں ایک قوت عطا کر دی ہے، آپ اس کا کیا جواب

دیں گے؟

ہاں اس نے تلعفر میں انہیں ایک قوت دے دی ہے، یہاں تک کہ موصل بھی تو داعش ہی کے ہاتھ میں ہے، مگر اس نے تو فلوجہ میں بھی ان کا پلڑا بھاری کیا تھا، اور رمادی، تکریت اور دیالی میں بھی، وہ انہیں چھ ماہ، آٹھ ماہ کے لئے برتر پوزیشن میں لے آتے ہیں، مگر پھر امریکا آتا ہے، ایران آتا ہے اور ان شہروں کو تہس نہس کر کے ان کا وجود ہی مٹا دیتا ہے، اور یہی برتری ان کی تباہی کا وجہ جواز بن جاتی ہے؛ بات الٹی ہے جو کہی جارہی ہے اس کے برعکس اہل سنت نقصان اٹھاتے ہیں، ایسا بار بار ہو رہا ہے، ایسا ایک دو بار نہیں ہوا ہے، یہی منظر بار بار دہرایا جارہا ہے، وہ قابض ہوتے ہیں مگر شہروں پر اپنا تسلط برقرار نہیں رکھ پاتے، خود روپوش ہوجاتے ہیں اور شہر تباہ کردئے جاتے ہیں، فلوجہ کے ہر طرف سے محصور ہونے کے باوجود وہ نکل بھاگے، آخر اس گھیرابندی کے باوجود وہ کہاں چلے گئے؟ نہ کہیں ان کا نشان ملتا ہے، نہ ان کی لاشیں ہی کہیں دکھائی دیتی ہیں!!

● آپ کی باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ اگرچہ داعش تھوڑے وقت کے لئے اہل سنت کا پلڑا جھکا دیتی ہے مگر اہل سنت کے لئے داعش سے پہلے کی صورت حال داعش کے بعد کی صورت حال سے نسبتاً بہتر ہی ہوتی ہے؟

داعش سے پہلے کی صورت حال کم خراب ہوتی ہے۔۔

● شیعی تسلط کے باوجود حشد شعبی (شیعہ عوامی فوج) بنانے تک ان کے پاس قتل عام کا کوئی وجہ جواز نہیں تھا؟

یقیناً یہ **حشد شعبی** فقط داعش کی روک تھام اور اس کے انسداد کے نام پر وجود میں آیا تھا، جبکہ اس سے اور اس سے پہلے بھی صورت حال خراب ہی تھی؛ کیونکہ امام باڑے سنی علاقوں کی طرف بڑھتے چلے آرہے ہیں، چنانچہ موصل کے مشرق میں امام باڑے کھڑے

ہو چکے ہیں، موصل ایک فوجی چھاؤنی بن چکی تھی (رکاوٹوں) کی وجہ سے آپ بآسانی اپنے گھر نہیں پہنچ سکتے تھے خواہ وہ ایک کیلومیٹر ہی پر کیوں نہ واقع ہو، آپ کو گھر پہنچنے تک دو گھنٹے کا وقفہ لگتا، یہ پورا کا پورا اس سے پہلے بھی جحیم ہی تھا۔

● اچھا اس حشد نے اپنی فوجیں جمع کر لی ہیں، یہ عراقی فوج سے بھی زیادہ قوی ہے، اور فوج خود حشد بن چکی ہے، اور ساری دنیا سے آنے والی دوسری ملیشیائیں بھی ہیں، ایران موجود ہی ہے، ان تمام کے باوجود آپ جیسے مہذب، تعلیم یافتہ اور سماجی خدمتگاروں نے موصل کی کارروائی میں ترکی کا اور بڑا کردار طلب کیا ہے، جیسا کہ میں نے بیان کیا اس شیعی جماوڑے کی روشنی میں بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں جبکہ حسابات ترکوں کے حق میں نہیں ہیں؟ کیا آپ ترکی اور ایران کے درمیان براہ راست ٹکراؤ چاہتے ہیں؟

ترکی کے سامنے یہ آپشن نہیں ہے، ممکن ہے یہ اختیار بالکل آخری ہو، کیونکہ ترکی کسی سے ٹکرا نہیں سکتا ہے، ترکی ایک ایسا سسٹم ہے جو سویس گھڑی کی طرح بہت سہل ہے؛ وہ کسی مشکل میں پھنسنا نہیں چاہتا کسی سے پنگا لینے کی پوزیشن میں نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں اس کی معیشت ٹھپ پڑ جائے گی جس کا انحصار ایران، روس اور عراق پر ہے؛ یہ ایک ایسا ملک ہے جو خلیجی ممالک جیسا نہیں ہے جو زمین سے نکلی ہوئی چیز بیچتا ہو، نہیں، اس کے اقتصادی تعلقات ہیں، اگر ان میں کوئی الجھن پیدا ہوتی ہے تو اس کے لئے اس کے نتائج بہت برے نکلیں گے، اس لئے وہ ایران کے ساتھ تصادم نہیں چاہتا ہے، وہ ایسے تفاہمات کے لئے کوشاں ہے جن کی کوئی واضح تصویر نہیں ہے، نہ جانے ایران کس حد تک ان سے راضی ہوگا، لوگ امید لگائے بیٹھے ہیں کہ کاش اردوگان کی دھمکیاں حقیقی ثابت ہوں، مگر جو لوگ وہاں زمین پر ہیں ان کا ماننا یہ ہے کہ کم از کم ابتدائے جنگ میں تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

جیسا کہ میں نے کہا ممکن ہے ترکی اس وقت دخل اندازی کرے جب کامل فنا کی جنگ

چھیڑ دی جائے یا حشد کی جانب سے بہت بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب ہونے لگے، اس وقت ترکی کو دخل انداز ہونے کا زیادہ موقع فراہم ہو سکے گا۔ اہل موصل کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ عراقی فوج حشد سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، اسی لئے وہ اپنے قضیے کو بین الاقوامی بنانے کے لئے کوشاں ہیں؛ کیونکہ اقوام متحدہ کے ذریعہ مداخلت کا صرف دو ہی راستہ ہے ایک تو یہ ہے کہ اسے بین الاقوامی قضیہ تسلیم کر لیا جائے، جس کے لئے موصل والے کوشاں ہیں، اس صورت میں اگر ان کے شہر کو اجتماعی قتل عام کا سامنا ہو تو بین الاقوامی معاشرے پر مداخلت لازمی ہو جائے گی، اور یہاں ترکی ہی سب سے زیادہ قریب ہے، اور اس کے پاس اس مداخلت کا وجہ جواز ہے، یہی راستہ ترکی کے لئے زیادہ مناسب ہے کیونکہ مذاکرات ہمیشہ ترکی کو الجھن میں ڈال دیتے ہیں، لہٰذا ہم دوراہے پر کھڑے ہیں؛ کیونکہ اہل موصل یہ سمجھتے ہیں کہ ترکی سے مدد اور رحم طلبی کے سوا ان کے پاس کوئی حل اور مخرج نہیں ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب ان کا قضیہ بین الاقوامی بن جائے، اس کے بعد ترکی کو اندر آنے کا وجہ جواز مل جائے گا۔

- مگر جیسا کہ آپ نے فرمایا حشد عراقی فوج سے مختلف نہیں ہے، پھر ترکی ان دونوں کے درمیان تفریق کیوں کرتا ہے، کہتا ہے کہ ہمیں حشد کی مداخلت منظور نہیں ہے جبکہ اسے عراقی فوج پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا ہے حالانکہ وہ بھی وہی زیادتیاں اور قتل عام یا اسی جیسی حرکتیں کرتی ہے؟

تفریق ایک کمزور حقیقت ہے، ہم اس کے قائل کبھی نہیں رہے؛ یہ شیعہ ہمیشہ بیمار ہوتا ہے چاہے وہ حشد کا ڈریس پہن کر آئے یا فوج یا پولیس کی وردی میں آئے، وہ اپنے ذاتی سلوک میں مریض ہوتا ہے، لہٰذا اسے کسی سے ہدایات لینے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، اس کی بیماری خود اسے اہل سنت کے خلاف جرائم پر آمادہ کر دیتی ہے؛ یہ تفریق صحیح نہیں ہے، لوگوں کو نہ فوج

پر اطمینان ہے نہ اتحادی پولیس پر، ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ خود فوج میں حشد کے لوگ موجود ہیں؛ یہ تصریح محض صحافتی نشریات کے لئے ہے، ترکی نے خود یہی بات کہی ہے کہ یہاں کوئی فرق نہیں ہے، مگر وہ وقت حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے، مذاکرات میں لگا ہے، پھر جب قتل عام ہوگا تو ترکی مداخلت کرے گا خواہ مجرم فوج ہو یا حشد، مگر اس وقت جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں میٹنگیں گھنٹوں کے مدار پر بھی اور دنوں کے مدار پر بھی جاری ہیں، ترکوں، روسیوں اور ایرانیوں کے درمیان عراق اور سیریا کے متعلق سمجھوتوں پر بات چیت کا سلسلہ مسلسل چل رہا ہے، ترکی ایران پر دباؤ ڈالنے کے لئے روس سے استفادہ کر رہا ہے، وہ اسے سیریا میں دے گا اور عراق میں اس سے لے گا۔ بات یہی ہے۔

● جیسا کہ آپ نے فرمایا ممکن ہے ہم ایک دوسری مشکل میں پڑ جائیں جو ترکی کی قوت کو نچوڑ لے، کیا ایسا نہیں ہے؟

اس وقت ہم دو صورتوں پر گفتگو کر رہے ہیں، اور دونوں غیر مقبول ہیں:

پہلی صورت تو یہ ہے کہ پڑوسی دوست آئے اور آپ کے ملک پر قابض ہو جائے، موصل میں یہ بات لوگوں کو منظور نہیں ہوگی، کیونکہ وہ عرب ہیں اور دوست ترکی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اپنے دوست کے ہاتھوں ہی سے نجات نہ پائیں جبکہ دشمن آپ کے سامنے ہے، اور وہ ہیں ایرانی لوگ، یہ صورت بھی نامقبول ہے۔

مگر مقبول صورت وہ ہے جس سے عربوں کے عدم اجتماع اور سوگروہوں کی دھڑے بندی کی جو کبھی جمع ہونے والے نہیں ہیں تلافی بھی ہو جاتی ہے جو اس جیسی ہو جو سیریا کے جرابلس کی تھی۔

قوت نچوڑ لینے کے متعلق آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ جرابلس میں ایسا نہیں ہوا، کیونکہ میدان میں موجود ہونے کے باوجود ترکی عملی طور پر قتال نہیں کر رہا تھا بلکہ جو پیدل اور

بری طاقتیں براہ راست جنگ کررہی تھیں وہ آزاد فوج کی تھیں، ترکی نے آزاد فوج کو بس فوجی سائبان، تنسیق اور ذخیرہ مہیا کر رکھا تھا اور جنگ یہی فوج کررہی تھی۔۔ سیریا کے لوگوں نے دیکھا کہ اس کے مثبت نتائج برآمد ہورہے ہیں، اور ترک کہتے ہیں کہ ہزاروں ہزار سیریائی باشندے ترکی آتے ہیں، کہتے ہیں ہم ترکی فوج کے جھنڈے تلے اور ترکی فوج کے زیر قیادت معرکہ آرائی کے لئے تیار ہیں، مگر ہم عرب ہیں اور ہمیں عربی شہروں میں داخل ہونا ہے، ترکی لشکر بس کارروائی کی نگرانی کرتا ہے، یہاں ترکی فوج کی قوت نچوڑنے کی بات آتی ہے نہ عربی انارکی و بے ضابطگی کی۔

اور عراق میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایک نینوی فورس بھی ہے جس کا نام نیشنل فورس تھا، نینوی فورس جنگجوؤں کا ایک دستہ ہے جن کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے، اس کی بنیاد ترکی نے ڈالی تھی اور ہتھیاروں سے مدد کی تھی اور اسیل نجیفی کی قیادت میں اس پر خرچ بھی کرتی رہی تھی، یہ فورس ممکن ہے ترکی جھنڈے اور ترکی فوج کے ماتحت عربی موصلی فوج کا ابتدائی جتھا ثابت ہو، کیونکہ اس وقت فورس عربی ہوگی اور موصل میں داخل ہونے والے موصلی ہوں گے، جنگ کرنے والے موصلی ہونگے اور زمین پر قابض ہونے والے بھی وہی ہوں گے۔ یہی وہ ساخت ہے جس کے ہم امیدوار ہیں اور اسی کو عالمی اداروں، یورپین پارلیمنٹ اور اقوام متحدہ کے سامنے اہل موصل کے ایک خصوصی نقطۂ نظر کے طور پر پیش کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

● یہ آپ کا نقطہ نظر ہے، مگر موصل کوئی ملک نہیں کہ اس کا باقی عراق سے الگ کوئی سپرٹ مستقبل ہو، کیونکہ بین الاقوامی معاشرہ اور بین الاقوامی قانون عراقی فوج کو اپنے ملک کے کسی بھی شہر میں جس میں وہ چاہتی ہو داخل ہونے کا حق دیتا ہے، تو یہ فورس کس طرح قانونی بنائی جائے گی؟ کیا امریکی، ایرانی اور عراقی ارادوں کے سائے میں عملی طور پر ایسا ممکن ہے؟!

یہ بات درست ہے، فورس یقیناً ابھی موجود ہے، اور اس کی موجودگی میں قتال ہو رہا ہے، اور آپ کا سوال بھی یقیناً اپنی جگہ پر ہے۔

ہم پھر سے بین الاقوامی بنانے والی بات کی طرف آتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جب ہم موصل جیسے کسی شہر کے متعلق گفتگو کرتے ہیں کہ وہاں قتل عام، جبری ہجرت، آبادی کا نقشہ بدلنے اور معاشرہ بدلنے کے اندیشے اور خطرے سامنے نظر آ رہے ہیں، تو یہ بات اقوام متحدہ کے میثاق میں موجود ہے، ہم نے کہا کہ یہ شہر فنا ہو جائے گا، اس کی آبادی فنا نہیں ہوگی، صرف اس کی دیواریں اور سڑکیں فنا نہیں ہوں گی، بلکہ ایک معاشرے کے طور پر اس کا خاتمہ ہو جائے گا، اور ہمارا نقطہ نظر اس طرح ہے کہ بین الاقوامی معاشرہ ''کوسوو'' جیسے قضیوں میں مداخلت کرتا ہے، اور ترکی کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ اسی صیغے کے حوالے سے، اور کامیاب ابتدائی فوج کے واسطے سے اندر آ جائے، موصل میں امن کا نفاذ کرے اور اس کی از سر نو تعمیر کا کام شروع ہو۔

موصل کی تعمیر نو میں ترکی کی دلچسپی کے دو اسباب ہیں:

اول : اس کا تعلق اقتصادی اسباب سے ہے، اس کی وجہ سے ترکی کی کمپنیوں کو پندرہ سال تک کام کرنے کا موقع ملے گا۔

دوم : ترکی چاہتا ہے کہ وہ ایران کے برعکس جس نے عراق، سیریا، لبنان اور یمن ان تمام مقامات پر بربادی کے سوا کچھ نہیں چھوڑا دنیا کے سامنے اپنا ایک الگ نمونہ پیش کرے۔ موصل میں اس کی یہ خواہش پوری ہو سکتی ہے، اس سے کہیں زیادہ اور بہت بڑا نمونہ جو جرابلس جیسے چھوٹے شہر کے ذریعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

وہ کہے گا : یہ میرا نمونہ ہے اور وہ ایرانی نمونہ ہے، اب آپ جو چاہیں منتخب کرلیں۔
مگر یہ ممکن ہے کہ یہ بات ایک دوسرے تصور سے متصادم ہو، یعنی یہ خیال کہ جس کا نام بین

الاقوامی معاشرہ ہے اور انڈر بریکٹ (امریکا) اس معاشرے کی ایک مضبوط اور اثر دار قوت کی حیثیت سے بذات خود تباہی چاہتا ہے وہ اس علاقے کی آبادی نہیں چاہتا ہے، بنیادی طور پر عراق میں مداخلت کر کے اس نے عراق کو تباہ اور ویران کر دیا، افغانستان کو برباد کر ڈالا، ناٹو نے لیبیا میں مداخلت کی اسے تباہ کر ڈالا، ہر جگہ تباہ کئے جا رہا ہے، کیا حقیقت میں مرکزی اسٹراٹیجی یہی ہے، کیا یہی نیت ہے کہ پورا علاقہ تباہ و برباد ہو جائے، یہ خطہ یورپ اور اہل سنت کے درمیان حد فاصل ہے یا دو تہذیبوں کے درمیان، دورنگی کے درمیان۔

یعنی ترکی اگر کوئی نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے تو کیا مغرب بھی اس نمونے کا خواہاں ہے؟

● اسی نقطۂ نظر کے تحت آپ کہہ سکتے ہیں کہ مغرب اس علاقے میں جمہوری نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے، حالانکہ ہم نہیں سمجھتے کہ در حقیقت ایسا ہوگا، کیا واقعی مغرب اس علاقے میں کوئی جمہوری نمونہ پیش کرنا چاہتا ہے؟ یقیناً امریکا نہیں چاہتا ہے، امریکا صرف یہی نہیں کہ نہیں چاہتا کہ ترکی موصل میں کوئی ماڈل پیش کرے بلکہ وہ خود ترکی میں ترکی کے نمونے سے خوش نہیں ہے، مگر آج یہاں تصادم ہے، روس اس علاقے میں امریکا سے ٹکرا رہا ہے، اور پوتن ناٹو کی تخریب کے لئے کئی اہم چیزیں اردوگان کو دے رہے ہیں۔

آج اردوگان جو چال چل رہے ہیں وہ ناٹو میں ایک ایسی چال ہے جو شاذ ہے، امریکا اس پر خوش نہیں ہے۔ جہاں تک ہمارے طریقے کی بات ہے تو وہ کانگریس یا برٹش پارلیمنٹ سے ہم آہنگ نہیں ہے، وہ دنوں ہمارے مطالبے کو مسترد کر دیں گے، مگر یہاں کچھ انٹرنیشنل محفلیں بھی ہیں جو بلند آواز ہیں، مفاد مغرب کی حکومتوں کے پاس نہیں مغرب کے شہروں کے پاس ہے، یہ بات مغربی شہروں کے حق میں نہیں ہے کہ مشرقی شہر تباہ ہو جائیں، کیونکہ لندن، پیرس، مدرید اور برلین میں جو دہشت گردی رونما ہوئی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مشرق میں شہر نہیں رہ گئے ہیں وہ سب جنگل بن چکے ہیں اور مغرب کی طرف شر ایکسپورٹ کر رہے ہیں۔ اس تصویر

کے ساتھ اگر آپ مغرب میں اپنی آواز بلند کریں گے تو وہاں آپ کو سننے والے لوگ ملیں گے، اس کے پیچھے آپ کے ساتھ شفقت ورحمت کارفرما نہیں ہوگی بلکہ ان کا اپنا مفاد ہوگا۔

آج مغرب کے شہر ہرگز پر امن باقی نہیں رہے ہیں، ممکن ہے سیکڑوں داعش پیدا ہوجائے، تنہا امریکا اس علاقے میں نہیں ہے، یہاں روس بھی ہے، اور روس اور ترکی کے درمیان کچھ مشترک مفادات ہیں علاقہ بھی پورے طور پر امریکا کے قبضے میں نہیں ہے، سیریا میں ترکی جو کچھ کررہا ہے، اسی طرح روس جو کررہا ہے ضروری نہیں ہے کہ ان سب کو امریکا کی تائید حاصل ہو۔

اردوگان کے لئے حلب میں یہی حل میسر ہے

انٹرویو کا دوسرا جزء

ربیع حافظ : اردوگان کے لئے حلب میں یہی حل میسر ہے۔۔ ایران کے لئے روس کو پریشان کرنا ممکن ہے، مگر ترکی اسے پریشان کرنے کا خواہاں نہیں ہے۔

پہلے جزء میں انٹرنیٹ کی سائٹ "المسلم" سے گفتگو کرتے ہوئے عراقی وترکی امور کے ماہر ربیع الحافظ نے معرکۂ موصل اور اس کی سست رفتاری پر روشنی ڈالی تھی اور اس کی آخری سرگرمیوں اور خطے میں ان سرگرمیوں کے حاشیوں پر پڑے ہوئے امور سے متعلق گفتگو کی تھی۔

آخری جزء میں سیریا میں روس کے بڑے اثر ونفوذ کے مدنظر حلب میں اردگان کے لئے میسر حل کے متعلق گفتگو کی ہے۔

نیز کردوں کے علاقے میں ترکی کے نئے گٹھ بندھوں کے موضوع کو بھی چھیڑا ہے، اسی طرح سیریا کے شمالی علاقے کے انجام کو مقرر کرنے میں بشار کی قدرت پر بھی روشنی

ڈالی ہے۔

● استادربیع یہ صحیح ہے کہ ترکی روس کے ساتھ چالیں چل رہا ہے، یا پھر ناٹو کے خاتمے کی چاہت یا اس کی بنیاد کو کمزور کر دینے کی خواہش کے پیچھے وہ روس سے اپنے کچھ فوائد حاصل کر لینا چاہتا ہے، مگر کیا اس علاقے میں مقابلہ آرائی نہیں ہورہی ہے بالخصوص خلیج کی طرف سے کہ مغرب کسے ترجیح دے گا، خلیجی ممالک کو یا ایران کو؟ اس سلسلے میں **خلیجیوں** کو یہ انکشاف ہوا کہ یونائٹیڈ اسٹیٹس نے ایران کو ان پر ترجیح دی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ روس بھی ایران کو ترجیح دے کیونکہ وہ تو اس کا اسٹریٹیجک حلیف ہے؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ بالخصوص موصل اور سیریا وغیرہ کے موازنے میں روس ترکی کے مقابلے میں ایران کو ترجیح دے؟

ترکی روس کے لئے بہت اہم ہے، کیونکہ روس گیس کی ان پائپ لائنوں سے سانس لیتا ہے جو یورپ کو جاتے ہیں اور ۔خلیجی ممالک۔ کی طرح روسی معیشت کا دارومدار بھی زمینی محصول یعنی گیس کی فروخت پر ہے، اور یہ گیس پوتن کچھ ایسی دھونس جما کر بیچتے ہیں کہ یورپ اس اجارہ داری کو توڑ نہیں سکتا ہے، اور وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے، اس وقت روس نے ترکی کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے کہ اس کی گیس کی پائپ لائنیں بحر اسود سے گزرتے ہوئے ترکی میں داخل ہوں گی اور یوکرائن سے آگے بڑھ جائیں گی، اس طرح جاڑے اور گرمیوں میں اسے یورپ کی چمنیوں پر کنٹرول حاصل ہوجائے گا، یہ لائن روس کے لئے پھیپھڑے کی حیثیت رکھتی ہے جس کی وجہ سے ترکی کی اہمیت اس کے لئے بہت بڑھ جاتی ہے، اسی طرح روسی بازار کے لئے بھی ترکی کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ ترکی عمدہ سامان ایسی قیمت پر فروخت کرتا ہے جو روس کے لئے مناسب ہے جس کے پاس اتنی بڑی قوت خرید نہیں ہے کہ وہ ترکی کے سوا کہیں اور سے اپنا سامان خرید سکے، اس لئے دونوں ملکوں کے درمیان بنیادی واساسی اور بہت حقیقی مفادات ہیں۔

- کیا اس پیمانے کے مطابق جو آپ نے بیان فرمایا ہے ترکی روس کے لئے ایران سے بھی زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے؟

یہ سوال پھر سے ہمیں گفتگو کی ابتدا کی طرف لے جاتا ہے، یعنی اس وقت روس، ترکی اور ایران کے باہمی تفاہم کا مسئلہ کہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے بے نیاز نہیں ہے، ترکی بھی ایران سے مستغنی نہیں ہوسکتا ہے، کیونکہ ایران ترکی کے لئے ایک پرومسنگ مارکیٹ (ایسا بازار جس نے خریداری کا وعدہ کر رکھا ہو) ہے۔ اور اس وقت ایران احوازی گیس کو ترکی کے راستے ایکسپورٹ کرنا چاہتا ہے، اس لئے تینوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے مستغنی ہونا نہیں چاہتا ہے، اور دوسرے ناحیے سے روس یہ بات بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے نرم جنوبی حصے داغستان، ازبکستان اور ان علاقوں میں جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے ایران اسے پریشان کرسکتا ہے۔

- بالکل اسی طرح ترکی بھی تو روس کو پریشان کرسکتا ہے؟

ترکی اس کے لئے مشکلات کھڑی کرسکتا ہے، مگر ترکی کا مزاج مشکلات کھڑی کرنے والی سیاست کا نہیں ہے، اور ترکی کے پاس پریشان اور ڈسٹرب کرنے والے ادارے بھی نہیں ہیں، اس کے برعکس ترکی مشکلات کو چھوٹے سے چھوٹا کرنے کے متعلق سوچتا ہے، اور بزنس کے نظام پر اعتماد کرتا ہے۔ ہاں ترکی ایسا کرسکتا ہے مگر وہ دوسرے انداز میں سوچتا ہے؛ وہ کہتا ہے کہ روس کے اندر ہمیں ماسکو کے ساتھ اچھے تعلقات کی ضرورت ہے، ترکی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ تعلقات سرکاری نوعیت کے ہوں؛ اور یہ طریقہ مختلف ہے، وہ چاہتا ہے کہ طریق تعامل سفارتوں وزارتوں اور ڈپلومیٹک تعلقات کے ذریعہ ہو، اس لئے یہ ضروری ہے کہ موسکو کے ساتھ اس کا تعلق اچھا ہو، اتنا کہ وہ چیچنیا میں مسجدیں بنا سکے۔

- ترکی نے ترکمانستان کے قرضے ساقط کردیے، کرغستان میں یونیورسٹیاں بنائیں اور

آذربائجان کے ساتھ سرگرم اقتصادی اور فوجی تعلقات قائم کئے، اب وہ بھی عملی طور پر اس جانب پیش قدمی کر رہا ہے مگر جیسا کہ آپ نے فرمایا اطمینان کے ساتھ آہستہ آہستہ۔۔

وسطی ایشیا میں ترکی کا ہاتھ کھلا ہوا نہیں ہے؛ کیونکہ جب سویت اتحاد ٹوٹ گیا تو ترکی وہاں بھاگتا ہوا گیا تھا، مگر اسے لگا کہ وسطی ایشیا اس کی توقعات کے مطابق نہیں ہے، وسط ایشیا کے ممالک ایک بڑی امت (ترکی) کو بڑا بھائی مان کر خود بھی تیزی سے اس کی طرف نہیں لپکے، اسے محسوس ہو گیا کہ وسطی ایشیا کے ممالک میں جو باہمی اختلافات ہیں وہ انہیں ایک صف میں منضبط نہیں ہونے دیں گے، اگرچہ ہم عربی ممالک کا باہمی اختلاف دیکھ رہے ہیں مگر وسطی ایشیا کے ملکوں کا آپسی اختلاف عربوں سے کہیں زیادہ ہے، اس لئے تقریباً حکمت عملی کے طور پر ترکی وسط ایشیا سے باہر نکل آیا ہے، صرف اس کے بازار اور اسکول وہاں باقی رہ گئے ہیں۔۔الخ، مگر اس کی اسٹریٹیجک حاضری وہاں اس طرح نہیں ہے جس طرح اس نے ۱۹۹۱ء یا ۱۹۹۲ء میں سوچا تھا۔

● مگر ترکی کے صدارتی انتخابات میں کرغیزی صدر کا وہاں موجود ہونا قابل توجہ مظاہر میں سے ہے، اور صدر اردوگان کے ساتھ ان کی کامیابی کے بعد اسٹیج پر ان کی موجودگی کی ممکن ہے اپنی کوئی خاص دلالت ہو؟

ان تعلقات کا معاملہ یہ ہے کہ اس وقت ترکی میں چوٹی کانفرنسیں ہو رہی ہیں جس طرح کی عرب چوٹی کانفرنسیں ہم دیکھتے رہتے ہیں، یہ تو ہو ہی رہا ہے، مگر ترکی نہیں چاہتا کہ روس کے نفوذ والے علاقوں میں وہ اسے اکسائے، کیونکہ روس نے سویت یونین کے ٹوٹنے کے فوراً بعد ان ممالک کی مستقل تنظیم (CIS) بنالی جس میں اس نے خود سے جدا ہونے والے ملکوں کو مربوط رکھنے کے لئے وسطی ایشیا کے ممالک کو شامل کرلیا، اور اس وقت سویت یونین کے ساتھ ان ممالک کے تعلقات کی جو صورت حال ہے وہ پہلے سے بدتر ہے، کیونکہ ان ملکوں کی

کچھ پابندیوں کے مقابلے میں ان کے بہت سے بل خود روس برداشت کرتا تھا، مگر اب اس نے ان سب کو ایک سیکورٹی اور اقتصادی سسٹم میں مربوط کر دیا ہے مگر اسے کچھ دینا نہیں پڑتا ہے، اب یہ حال ہے کہ روس انہیں فروخت کرتا ہے مگر وہ ان سے کچھ لیتا نہیں ہے، انہیں ایک ایسے غیر منصفانہ امنی بندھن میں جکڑ دیا ہے کہ جس کے نام پر روس نے ''اسرائیل''، ''امریکا'' اور ''ترکی'' سب کو علاقے سے نکال باہر کیا ہے، انہیں اس پوزیشن میں کر دیا ہے کہ اب وہ ان کے ساتھ سیکورٹی سے متعلق کوئی رابطہ نہیں قائم کر سکتے ہیں، اور ٹھیک اسی وقت اس نے انہیں ایک غیر منصفانہ اقتصادی بندھن میں بھی جکڑ دیا ہے کہ وہ انہیں فروخت تو کرتا ہے مگر ان سے کچھ خریدتا نہیں ہے، اور ترکی روس کو اس کے باغ کے پچھواڑے اکسا نہیں سکتا ہے؛ ہاں کرغیزی صدر وہاں حاضر تھے، اسی طرح قزاقستان سے بھی ان کے تعلقات عمدہ ہیں، روس کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، مگر اسی حد تک جب تک پوتن کو اکسایا نہ جائے۔

● یہاں دو منصوبے ہیں: ایک کردی ہے جس کا صہیونی وجود سے گہرا رابطہ ہے جس کی قیادت کردستانی لیبر اور سیریا کی جمہوری قوتیں اور ان کے متعلقات کرتے ہیں، دوسرا صفوی ہے، اس کا بھی اس وجود کے ساتھ گہرا تعلق ہے، جو عراق اور سیریا کے ساتھ ترکی کی سرحدوں پر دراز ہے، ظاہر تو یہی ہوتا ہے۔ کیا آپ کو توقع ہے کہ ان دونوں منصوبوں کے درمیان اور ان کے اردگرد بشمر کہ کی فوجوں اور حشد شعبی (شیعہ عوامی فوج) کی ملیشیاؤں کے بیچ تصادم ہوگا؟

درحقیقت ان مناظر کے بیک گراؤنڈ میں کچھ معلومات گردش کر رہی ہیں ان کی واقعیت کے متعلق مجھے پوری طرح جانکاری نہیں ہے، اور میں انہیں ترجیح بھی نہیں دے سکتا، مگر زمینی حقائق یہ ضرور کہہ رہے ہیں کہ یہ معلومات کسی حد تک صحیح ہیں، جو یہ بتاتی ہیں کہ ترکی کرد

فریقوں کے ساتھ اپنے تحالف کو بدلنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، وہ مسعود برزانی کو دور کرنا چاہتا ہے اور بار بار یہ کہتا رہا ہے کہ وہ اس سے بہت پریشان ہے، اور اس کا سبب یہی ہے جو کہا جا رہا ہے کہ اس نے امریکا سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے نفوذ کے علاقے (شمالی عراق) میں ان کا فوجی اڈہ قائم کرائے گا، حالانکہ وہ اردوگان کا بڑا با اعتماد حلیف رہا ہے، اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ علاقہ بہت ہی مضطرب صورت حال سے دوچار ہونے جا رہا ہے؛ کیونکہ اس علاقے میں امریکا کے فوجی اڈہ قائم کرنے سے ترکی کو سخت پریشانی اور تشویش لاحق ہوتی ہے۔۔ پہلی نظر میں تو ایسا نہیں لگتا کہ برزانی سے چھٹکارا ترکی کے لئے منطقی ہو۔۔ مگر ممکن ہے کہ انقرہ اس کی طرف پیش قدمی کر ہی دے۔۔ ہمیں نہیں معلوم۔

● مگر جو برزانی کی وارث ہوں گی وہ جلال طالبانی کی طاقتیں ہوں گی، اور لیبر پارٹی کی طاقتیں ہوں گی، ان سب کے تعلقات ترکی کے ساتھ اچھے نہیں ہیں؟

ہاں یہاں ایک بات یہ کہی جا رہی ہے کہ وہ قومی حمایت والی طاقتوں سے اپنے تعلقات پھر سے استوار کر رہا ہے، اس طرح کی باتیں گردش کر رہی ہیں، اس سے تمام امور مضطرب ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان تمام مسلح جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نہیں جس پر اعتماد کرنا ترکی کے لئے ممکن ہو، نینوی فورس کے سوا دوسری جماعتوں پر اعتماد ترکی کے لئے ممکن نہیں ہے، مگر اس لشکر کے نمو کے لئے حلیفوں کی ضرورت ہے جو اس خطے میں موجود نہیں ہیں، اسی سے معرکے کے تاخر کے کچھ اسباب سمجھ میں آجاتے ہیں۔

● میں کہنا یہ چاہتا ہوں کیا ان دونوں منصوبوں یعنی کردوں کے متنوع فریقوں جن میں برزانی بھی ہے کے درمیان اور حشد شعبی صفوی منصوبے کے درمیان بالخصوص موصل میں کردستان میں آپ کو تصادم کی توقع ہے؟ برزانی کو اپنے معاملات میں کوئی اختیار نہیں ہے، وہی لوگ آمد و رفت اور وقوف میں اسے گھماتے رہتے ہیں، مگر برزانی ایک بند میدانی علاقے

پر حاوی ہے، اور اس کا وہ پھیپھڑا ہے جس سے سانس باہر کرتا ہے، اور اس کی توانائیاں اندر سے آتی ہیں، اگر علاقے کی کوئی بڑی قوت یا ان میں سے کوئی ایک جب تک اس سے اتفاق نہ کرے وہ خود کوئی اقدام نہیں کرسکتا ہے، ممکن ہے وہ ایران کے ساتھ گٹھ جوڑ کرلے، یا ترکی کے ساتھ اپنے اختلافات کا حل نکال لے، ایسا ہوسکتا ہے، مگر بشمر کہ کی ایک قوت کے طور پر وہ شخصی اعتبار سے خود پر بھی تنقید نہیں کرسکتا ہے۔

کچھ دنوں پہلے ترکی نے چاہا کہ وہ توپ چلائے، تو اس نے اسے ہدایت دی کہ وہ ترکی سے توپوں کی حمایت مانگے تو اس نے ایسا ہی کیا۔

● مگر برزانی سے قطع نظر؛ ترکی کی سرحد پر سیریا اور عراق میں جو ایک ملک بنانے کا منصوبہ ہے وہ نہیں لگتا کہ ایران کے گزرگاہ والے منصوبے سے ہم آہنگ ہوگا جو ایران سے موصل پھر سنجار پھر حلب سے ہوتا ہوا بحر متوسط کی طرف جائے گا، مگر کیا یہ دونوں منصوبے حقیقت میں بھی ٹکرائیں گے، اور ترکی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

یقیناً سیریا میں کردی منصوبہ ایران کے موافق نہیں ہے، کردی وجود کے لئے کوئی بھی کردی منصوبہ اس کے لئے نامناسب ہی ہوگا، ایک ہی بات جس پر علاقے کے سارے ممالک ایران، ترکی، عراق اور سیریا اس دن سے متفق ہیں جب سے وہ ملک بنے ہیں یہ ہے کہ کردی وجود قائم نہ ہونے پائے، اس لئے یہ بات ایران کے مفاد میں نہیں ہوگی کہ سیریا میں امریکا کا کردی گزرگاہ بنانے کا تصور کامیاب ہوجائے، اس نقطے پر ایران ترکی سے متفق ہے مگر اسی وقت میں یہ بات بھی ایران کے مفاد میں نہیں ہے کہ ترکی سیریا کے شمال میں داخل ہو جیسا کہ اس نے کیا ہے اور بحر متوسط تک پہنچنے کا ایران کا راستہ کاٹنے لگے۔

اس وقت یہ بات گردش کررہی ہے کہ یہاں ترکی اور روس کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوچکا ہے کہ حلب ترکی نفوذ کا علاقہ ہوگا، اور درحقیقت یہ سمجھوتہ لیک ہوچکا ہے، ایسا لگتا ہے

کہ یہ باتیں یونہی نہیں کی جارہی ہیں۔

- مگر کیا لیک ہونے والی خبروں کی یہ بات روس کے اس اقدام سے متصادم نہیں ہے کہ وہ شمالی سیریا میں حد سے گزر گیا ہے اور حلب پر کمر توڑ ضرب لگارہا ہے؟

ہاں پوتن اپنے جنگی جہاز اور ایٹمی ہتھیار لئے آیا ہے، اور حلب کو تباہ کرنے آیا ہے، ترکی آخر کر کیا سکتا ہے؟ معاہدے کے مطابق؛ اردوگان کی خواہش یہ ہے کہ حلب کو اپوزیشن سے خالی کرالیں، پھر پوتن یہ بخشش فرمائیں کہ حلب ترکی کے حصے میں آیا ہے، پوتن اسی طرح اسے برباد کرنا چاہتا ہے جس طرح (ملیتسین) روس نے گروزنی میں کیا، پھر ترکی کے لئے ممکن ہے کہ وہ اسے لے لے"۔۔ یہ بہت گندی جنگ ہے۔

- مگر ترکی اسے سیریائی ہاتھ (بشار) کی مداخلت کے بغیر کیسے حاصل کرے گا، اسے براہ راست لے گا، یا اپنے ایجنٹوں اور سیریائی حلیفوں کے واسطے سے وہ اس کے ہاتھ آئے گا؟

نہیں، یہاں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا نام سیریا (نظام بشار) ہو، مگر یہاں ایک چیز ہے جس کا نام روس ہے۔

- میرا مطلب ہے حلب میں ترکی کے دوست حزب اختلاف کے تباہ ہو جانے کے بعد ترکی حلب کو کس طرح حاصل کرے گا؟

پلاننگ یہ ہے کہ حلب ہتھیاروں سے خالی شہر ہو جائے، جنگجوؤں سے خالی ہو جائے، اس کا ایک سول انتظامیہ ہو، اور یہ سول انتظامیہ ترکی کے محور میں گھومتا رہے، روس اس بات کی اجازت دے دیگا۔

- دمشق اسے کس طرح قبول کرلے گا؟

دمشق کا کوئی وجود نہیں ہے!

- اگر حلب ہتھیاروں سے خالی ہو جاتا ہے تو کون اس بات کی ضمانت دے گا کہ فوج یا

بشار کی ملیشیائیں متحرک نہیں ہوں گی؟

بشار کی فوج سے کہا جائے کہ رک جاتو رک جاتی ہے، گھوم تو گھومتی ہے، جب پوتن نے کچھ دنوں پہلے فضائی بمباری روک دی تھی تو آپ نے بشار اسد، نصر اللہ اور ایران سب کی بے وقعتی دیکھ لی ہوگی، صورت حال یہ ہوگئی تھی کہ مزاحمت کار (اپوزیشن) ان میں ایسے رواں دواں تھا جیسے گرم چاقو مکھن کی ٹکیہ کے بیچ چلتا ہے۔

فوجی حقیقت یہ ہے کہ اگر یہاں کوئی سمجھوتہ ہو چکا ہو تو یقیناً ہم سیریا کی تقسیم کے رخ جارہے ہیں، اور یہ اس کی ابتدا ہے، یہاں تک کہ عراق بھی اگر ہم ابھی موصل کے بین الاقوامی ہونے کے متعلق بات کریں، اور ترکی موصل کو قتل عام سے بچانے کے لئے داخل ہو تو یقیناً ترکی ایک بار داخل ہونے کے بعد باہر نہیں آئے گا مگر آپ کے سامنے دو ہی انتخاب ہے: یا تو آپ امن کے ساتھ نئے ملک میں رہیں یا پھر پناہ گزیں اور در بدر ہو جائیں؟ اب اختیار آپ کے ہاتھ میں ہے۔

● مگر کیا حلب آبادی کے اعتبار سے حجم کے اعتبار سے گروزنی جیسا ہے، یعنی حلب کی تباہی سیریا کے اس بڑے شہر جیسے حجم والے شہر کی تباہی ایک خوفناک چیز نہیں ہوگی؟

یقیناً ہوگی، یہاں تک کہ اگر یہ کوئی چھوٹا شہر بھی ہوتا تو بھی یہ بات بڑی ہولناک تھی۔ یہاں تک کہ دمشق کے پاس بھی جو چھوٹے چھوٹے شہر ہیں ان میں سے بھی کچھ نے یہ مطالبہ شروع کر دیا ہے کہ مخالف گروپ (اپوزیشن) یہاں سے نکل جائے ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی زندگی بھی جہنم بن جائے گی۔

● آخری سوال جس کا تعلق ترکی و عراق دونوں کے امور سے متعلق آپ کے تخصص و مہارت سے ہے، کچھ دنوں پہلے بغدادی رونما ہوا تھا ترکی کو یہ دھمکی دینے اور ڈرانے کے لئے کہ وہ جنگ کو اس کے یہاں منتقل کر دے گا، کیا آپ اس کے اس خطاب کے بعد ترکی میں

زیادہ پر تشدد دہشت گردی کے منتظر ہیں؟

واللہ ترکی کی سرحدیں طویل ہیں، اس لئے یہ ایسا ہدف ہے جو دشوار نہیں ہے، اس کے دشمن اسے پر سکون ہرگز نہیں چھوڑیں گے، یہ پہلی بار ہے کہ ترکی اناضول کی سرزمین پر قتال کررہا ہے، پہلے وہ سیریا اور عراق کے جنوب میں قتال کرتا تھا۔ یہ رکاوٹیں تھیں، مگر اب صورت حال زیادہ دشوار ہو چکی ہے۔

استاذ ربیع حافظ صاحب یہ موقع عنایت فرمانے پر آپ کا شکریہ۔

شکریہ !

(ذہن نشین رہے کہ یہ ربیع صاحب بھی تحریکی فکر ہی سے متعلق ہیں)

کون فاتح ہوگا کون مفتوح، کس کا منصوبہ کامیاب ہوگا کس کا ناکام؟ یہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے یا پھر آنے والا وقت بتائے گا۔ یہاں ان دونوں تحریروں کے پیش کرنے کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ علاقے میں ایک بہت بڑا کھیل جاری ہے اور اس میں مسلم، غیر مسلم ہر طرح کے کھلاڑی موجود ہیں، ان کھیلوں میں قوموں کے مستقبل کا سودا ہو رہا ہے اور دینی، ملی اور انسانی مصلحتوں پر گروہی، علاقائی اور تجارتی مفادات مقدم ہیں، خوشنما سلوگن اور قوم وملت کی ہمدردی کے نام پر پر جوش نعروں کے ساتھ منظر عام پر آنے والے بھی خواہان ملت انسانی لاشوں اور مسخ شدہ جثوں پر بیٹھ کر سودے بازیاں کررہے ہیں اور جب تک ان کا مقصد پورا نہیں ہوتا تب تک نہ انہیں آنسوؤں کی پرواہ ہے نہ سسکیوں اور کراہوں کی فکر ہے۔ اور یہ جہادی لڑکے زمینداروں کے لٹھ باز ہرکارے اور کارندے ہیں جو اپنے آقاؤں، ان داتاؤں اور وڈیروں کے اشاروں پر ناچتے ہیں، ہاں ان میں کچھ الھڑ اور بھولے بھالے بھی ہیں، جن کے پاس بھنانے اور دینے کے لئے جذبات کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين.

داعش سے سلفی علماء کی براءت

اور

ان کے فتاوے جو داعش کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں

سلفیت سلف صالحین کی طرف ایک نسبت ہے، اور سلف صالحین سے مراد صحابہ کرام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ)(التوبۃ:۱۰۰)

ترجمہ: ''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کیلئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے''۔

لہٰذا اس اصول کی روشنی میں جو بھی شخص علم و عمل اور فہم اور سلف کے اجماعی امور میں ان کی راہ پر چلے گا اور انہیں کا منہج اختیار کرے گا وہ سلفی ہوگا، خواہ وہ اپنے لئے یہ نام استعمال کرے یا نہ کرے، کیونکہ اعتبار تو حقیقت اور معنیٰ کا ہوتا ہے۔

ہاں سلفیت فہم دین کا ایک طریقہ ہے، جس میں دین کو اسی طرح سمجھنا ہوتا ہے جیسے صحابہ (رضوان اللہ علیہم) نے سمجھا ہوتا ہے اور اس سلسلے میں تابعین نے ان کی پیروی کی ہوتی ہے، سلفیت کسی پارٹی یا تنظیم یا گروہ کا نام نہیں ہے، وہ اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ تنگ قوالب میں محصور ہو جائے!

علامہ ابن عثیمین فرماتے ہیں:

''ان تمام فرقوں کو بائیں جانب رکھو اور خود آگے کا راستہ پکڑ لو، اور یہ وہی راستہ ہے جس کی

رہنمائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے: ”علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین“ میری سنت کی پابندی کرو اور خلفائے راشدین کی سنت کو تھام لو“۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ ان کا مسلک وہی ہو جو سلف کا مسلک تھا، یہ نہیں کہ وہ خود کو کسی ایسی مخصوص پارٹی کی طرف منسوب کریں جو سلفیوں کی پارٹی کہلاتی ہو۔۔

واجب یہی ہے کہ امت مسلمہ کا مسلک وہی ہو جو سلف صالحین کا مسلک تھا، یہ نہیں کہ وہ سلفی کہلائے جانے والے لوگوں کے لئے تعصب رکھے۔۔ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں!!

یہاں ایک چیز ہے طریق سلف، اور دوسری چیز ہے (سلفیوں کا گروہ) مطلوب کیا ہے؟ اتباع سلف“ اھ۔۔۔

اگر یہ بات ہماری سمجھ میں آ گئی تو پھر اس سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جو شخص خود کو سلفیت کی طرف منسوب کرتا ہو اس کا محاکمہ واضح علمی محددات کے دائرے میں ہو، ایسا نہیں ہے کہ جو بھی خود کو طریقۂ سلفیت کی طرف منسوب کر دے اسے سلفی مان لیا جائے گا بلکہ اسے مقررہ پیمانوں پر جانچا پرکھا جائے گا۔ اور ان پیمانوں میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

(۱) یہ دیکھا جائے گا کہ اس کے قول یا فعل کا تعلق صحابہ۔ رضوان اللہ علیہم۔ سے کیا ہے؟ اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان سے کوئی بات صحیح طریقے پر منقول اور ثابت ہو۔

(۲) یہ دیکھا جائے گا کہ اس کے قول یا فعل کا تعلق انبیاء اور اہل ذکر صحابہ کے وارث تابعین و تبع تابعین سے لے کر آج تک کے اہل ذکر سے کیا رہا ہے؟

(۳) عملی اعتبار سے طریقۂ سلف کی طرف منسوب کسی شخص کے اندر عصمت کی شرط نہیں ہے بلکہ اس سے معصیت اور گناہ کا صدور ہوسکتا ہے جیسا کہ اسلام کی طرف منسوب لوگوں سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق فرمایا ہے: (ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ) (فاطر:۳۲)

ترجمہ: ’’پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں۔ اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں۔ یہ ہی بڑا فضل ہے‘‘۔

آیت کی دلالت سے ایک وضاحت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی مختلف قسمیں ہیں، اور ان میں سے ایک قسم اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کی ہے!

کیونکہ عصمت صرف اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے ساتھ خاص ہے، دیگر مخلوقات کو یہ چیز حاصل نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون“ (ترمذی، ابن ماجہ۔۔۔)

ہر بنی آدم سے خطا ہوتی ہے اور خطا کرنے والوں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں۔

لہٰذا جب کوئی مسلم یا سلفی کوئی جرم یا ظلم کرے تو اسے اسلام یا طریقۂ سلف صالحین کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ منہج کا فیصلہ اس کے ماننے والوں سے نہیں بلکہ اس کے معتبر مصادر سے ہوتا ہے بالخصوص اس کے ان افراد کو تو ہرگز دلیل نہیں بنایا جا سکتا جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں!!

جب ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ داعش کو سلفیت کے ساتھ جوڑ رہے ہیں اور اسے سلفیوں کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہم نے سابقہ پیمانوں کے مطابق موجودہ دور کے اہل ذکر اور سلفی علماء کے ان اقوال کو پیش کر کے اس دعوے کے جھوٹ اور غلط ہونے کو واضح کرنے کا بیڑا اٹھایا اور وہ باتیں منظر عام پر لانے جا رہے ہیں جو انھوں نے داعش کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور اس کی مجرمانہ کارروائیوں کی وضاحت کے لئے امت

کے سامنے پیش کی تھیں، تاکہ حق واضح ہو کر لوگوں کے سامنے آجائے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ سلفیت کی طرف ان کے خود منسوب ہونے یا دوسروں کے انہیں منسوب کرنے میں کوئی سچائی نہیں ہے، اسی طرح وہ نوخیز ونوعمر لڑکے جو منہج سلف پر چلنا چاہتے ہیں وہ ان کی چکنی چپڑی یا جذباتی باتوں اور ان کے سلفیت کے جھوٹے دعووں سے متاثر ہو کر دھوکہ نہ کھائیں بلکہ ان سے ہوشیار اور چوکنا رہیں کہ یہ سلفی نہیں ہیں بلکہ مجرم خارجی ہیں۔

۱۔ علامہ محدث مدرس مسجد نبوی شریف فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن العباد

داعش کے متعلق فرماتے ہیں :

''چند سالوں پیشتر عراق میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے جس نے اپنا نام دولۃ الاسلام فی العراق والشام رکھا ہے اور اس کا نام ان چار حروف سے معروف ہے جو اس مزعوم دولت کے نام کے ابتدائی حروف ہیں، لہٰذا اسے ''داعش'' کہا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ اس کی پیدائش اور واقعات پر نظر رکھنے والے بتاتے ہیں کہ اس کی قیادت پر ایسے لوگ متعین ہوتے رہے ہیں جن کے ناموں پر ابو فلاں فلانی یا ابو فلاں بن فلاں آتا ہے، ایک کنیت ہوتی ہے جس کے ساتھ کسی شہر یا قبیلے کی نسبت ہوتی ہے جیسا کہ کنیتوں اور نسبتوں کے پیچھے چھپنے والے گمنام اور مجہول لوگوں کا حال ہوتا ہے۔

سیریا میں حکومت اور اس کے مخالفین کے درمیان واقع جنگ پر ایک مدت گزرنے کے بعد اس فرقے کے بہت سے لوگ سامنے آگئے جو حکومت سے جنگ نہیں کر رہے تھے بلکہ حکومت مخالف گروہ اہل سنت کے خلاف انھوں نے جنگ چھیڑ دی اور انہیں کو مارنے لگے۔۔۔ اس فرقے کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنا مراجعہ کرے اور اپنے رشد کی طرف واپس لوٹ آئے اس سے پہلے کہ یہ حکومت اپنی جیسی حکومتوں کی طرح ہوا میں اڑ جائے جو

اس سے پہلے مختلف زمانوں میں گزر چکی ہیں۔اور ایک افسوسناک بات یہ ہے کہ اس مزعوم خلافت کا فتنہ۔جو کچھ ہی دنوں پہلے پیدا ہوئی ہے۔ان کم عمر نوجوانوں میں مقبول ہو رہا ہے جن کا تعلق اس ملک سے ہے جس میں حرمین واقع ہیں انھوں نے اس پر اپنی خوشی اور سرور کا ایسے اظہار کیا جیسے کسی پیاسے کو سراب دیکھ کر خوشی ہوتی ہے، ان میں کچھ لوگ تو اس مجہول خلیفہ کی بیعت کا بھی خیال ظاہر کرنے لگے! حالانکہ ان لوگوں سے خیر کی امید کیسے کی جا سکتی ہے جو تکفیر اور بھیانک ترین اور قبیح ترقتل وخونریزی میں مبتلا ہیں؟!

ان نوجوانوں پر واجب ہے کہ وہ ہر آواز لگانے والے کے پیچھے بھاگنے سے خود کو روکیں، اور اپنے تمام تصرفات میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور تعلیمات کی طرف رجوع کریں کیونکہ اسی میں عصمت، سلامتی اور دنیا وآخرت کی نجات ہے اور ان علماء کی طرف رجوع کریں جو خود ان کے اور تمام مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں۔

اور جب کسی نے ان سے بغدادی کی بیعت کے متعلق سوال کیا تو شیخ نے فرمایا:

''ان لوگوں نے شیطان سے بیعت کی ہے'' (جیسا کہ ان کے صاحبزادے حسن عباد البدر کے ٹویٹر اکاؤنٹ پر ہے)

۲۔ مفتی اعظم سعودی عرب علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ

داعش کے متعلق اپنے بیان میں جسے۔تبصرۃ وذکری۔کے نام سے اخبارات نے شائع کیا تھا فرماتے ہیں:

''۔۔۔ان عظیم مقاصد کی روشنی میں وسطیت اور اعتدال کی حقیقت نمایاں ہو جاتی ہے، اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اسلام کا کمال و جمال ہے، انتہا پسندی کے افکار اور تشدد و دہشت گردی جو کھیتوں اور نسلوں کو تباہ کرتی ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ

اسلام کی اول دشمن ہے اور اس پر سب سے پہلے بھینٹ چڑھنے والے مسلمان ہی ہیں جیسا کہ داعش، القاعدہ اور ان سے نکلی ہوئی جماعتوں کے جرائم میں دیکھا جاتا ہے، اور انہیں پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول صادق آتا ہے:

''آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو کم عمر ہوں گے، کم عقل اور نادان ہوں گے مخلوق کے سب سے اچھے قول سے بات کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ جب تم انہیں پاؤ تو قتل کردو، کیونکہ ان کے قتل میں قتل کرنے والے کے لئے قیامت کے دن اللہ تعالٰی کے پاس اجر ہے''۔

یہ جماعتیں نہ اسلام کے کھاتے میں ڈالی جاسکتی ہیں نہ اس کی تعلیمات کے پابند مسلمانوں کے کھاتے میں، بلکہ یہ ان خوارج کی توسیع وامتداد ہیں جو گناہوں کی وجہ سے مسلمانوں کی تکفیر کے سبب اسلام سے نکلنے والا پہلا فرقہ ہیں جس نے ان کے خون و مال کو حلال کرلیا تھا۔''

۳۔ علامہ شیخ ڈاکٹر صالح فوزان

سعودی ٹیلیویژن پر ان کے سامنے پیش کئے گئے ایک سوال کے جواب میں جس میں سائل نے داعش کے جرائم کو پیش کیا تھا شیخ فرماتے ہیں:

''یہ جہاد نہیں افساد (یعنی فساد پیدا کرنا) ہے، اور یہ لوگ خوارج ہیں''۔

۴۔ شیخ ڈاکٹر صالح سحیمی۔مدرس مسجد نبوی شریف

داعش کے متعلق فرماتے ہیں:

''ایک خارجی تکفیری جماعت ہے۔۔۔ یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ کسی رشتہ داری کا

لحاظ رکھتے ہیں نہ کسی عہد و پیمان کا''۔

اور مجرم بغدادی کے بارے میں فرمایا:

''بغدادی کذاب ہے، ضلالت کے دعاۃ میں سے ہے، شام و عراق میں مسلمانوں کو ذبح کرتا ہے''

(شرح اصول السنۃ ۲ر رمضان ۱۴۳۵ھ)

۵۔ شیخ ڈاکٹر سعد شثری۔ سابق رکن هيئة كبار العلماء (سپریم علماء کونسل)

(الجواب الکافی) نامی پروگرام میں ایک گفتگو کے ضمن میں داعش کے متعلق انتہائی سخت باتیں کرتے ہیں، ان میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

''اس تنظیم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، تنظیم الدولة الاسلامية کی کوئی شرعی تاسیسی اصل نہیں ہے جو اس کے اعتقادی منہج اور اس سے صادر ہونے والی چیزوں کو واضح کرے، یہ تو بس جدلی قسم کے وجوہ جواز کی ترجمانی کرتی ہے یا لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لئے کچھ شرعی اصطلاحات کا استعمال کرتی ہے، مقصد یہی ہے کہ سادہ لوح افراد میں ان وحشی حرکتوں کو چلا سکے جنھیں بعث پارٹی دولت اسلامیہ کے نام سے انجام دیتی ہے''

۶۔ ڈاکٹر سعد خثلان رکن هيئة كبار العلماء (سپریم علماء کونسل)

''داعش کے لوگ ہی اس زمانے کے خوارج ہیں، اور یہ جو کلمہ گو مسلمانوں کو ذبح کرتے ہیں وہ ایک منکر کام ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے''

مزید فرماتے ہیں: ''داعش کا شمار خوارج میں ہے، جو ان کے ساتھ ہمدردی رکھے گا خواہ ایک لفظ ہی میں کیوں نہ ہو وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا''۔

۷۔ (مشہور سعودی عالم دین) شیخ عبداللہ غنیمان

''داعش والے خوارج ہیں مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں، ان کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے، اور جو ان کے ساتھ رہے گا وہ انہیں میں سے ہوگا''۔

۸۔ شیخ ڈاکٹر سلیمان رحیلی مدرس جامعہ اسلامیہ مدینہ نبویہ

داعش کے متعلق فرماتے ہیں:
''اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں یہ خوارج ہیں، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ داعش سے محبت کرے یا ان سے بیعت کرے''۔

۹۔ محدث شیخ علی حلبی نگران اعلیٰ ''منتديات كل السلفيين''

(شاگرد علامہ البانی)

داعش کے متعلق اپنی طویل گفتگو میں فرماتے ہیں: ''عمومی اعتبار سے اس تنظیم کی جڑیں پورے طور پر انہیں فکری (اور تحریکی) بنیادوں سے مربوط ہیں جن پر (تنظیم القاعدہ) کھڑی ہوئی تھی، اور وہ ہے دعویٰ جہاد اور تکفیر میں غلو۔۔۔''۔

۱۰۔ فقیہ شیخ مشہور حسن (شاگرد علامہ البانی)

داعش کے متعلق فرماتے ہیں:

''داعش سلفیت کے خلاف ہمہ جہت یورش ہے!! بلکہ وہ ہمارے علماء کی تکفیر یا تضلیل کرتے ہیں، جبکہ ہمارے علماء نے ہم سلفیوں کی تربیت اس اصول پر فرمائی ہے کہ ہم خون اور مال کے متعلق بزدل بن جایا کریں جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''ہم خون کے متعلق بزدل بن جایا کرتے ہیں''۔

القاعدہ اور داعش وغیرہ مجرم و دہشت گرد تنظیموں سے بچ کر رہنے کی ہدایات سے متعلق

هيئة كبار العلماء (سپریم علماء کونسل) سعودی عرب کا بیان

سپریم علماء کونسل نے اپنی قرارداد نمبر ۲۳۹ تاریخ ۲۷/۴/۱۴۳۱ھ پیش کردہ مفصل بیانات کے ضمن میں دلائل سے مبرہن گفتگو میں واضح کیا ہے کہ:

''۔۔۔''داعش''، ''القاعدہ''، ''عصائب اہل الحق''، ''حزب اللہ'' اور ''حوثی'' نامی بعض جماعتوں کی طرف سے صادر دہشت گردی یا ان دہشت گردانہ جرائم کے پیش نظر جو غاصب اسرائیلی نظام انجام دیتا ہے، یا ان مجرمانہ اعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اسلام کی طرف منسوب بعض جماعتیں یا فرقے انجام دیتے ہیں یہ واضح کیا جاتا ہے کہ یہ سارا کام حرام ہے مجرمانہ ہے، کیونکہ اس میں یقینی حرمتوں کو پامال کیا جاتا ہے، معصوم جانوں کی حرمت پامال کی جاتی ہے، مالوں کی حرمت پامال کی جاتی ہے، امن واستقرار اور اپنے گھروں میں امن اور اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں اور ان کے معاشی امن کی حرمتوں کو پامال کیا جاتا ہے، اور ان عام مفادات کی حرمتوں کو پامال کر دیا جاتا ہے جن سے لوگوں کو بے نیازی نہیں ہوسکتی ہے، اس شخص کا جرم کتنا عظیم اور بھیانک ہے جو اللہ کی حرمتوں کو نشانا بناتا ہے، اس کے

بندوں پر ظلم کرنے میں جرأت کا مظاہرہ کرتا ہے، اور مسلمانوں اور ان کے درمیان مقیم لوگوں کو خوف زدہ کرتا ہے، اس کے لئے اللہ کے عذاب اور اس کی سزاؤں اور اسے گھیرنے والی بددعاؤں سے تباہی و بربادی کی نوید ہے، اللہ تعالیٰ اس کی پردہ دری کرے اور بیچ بازار اس کا بھانڈہ پھوڑ دے۔۔۔نوجوانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے دین میں بصیرت سے کام لیں اور ان فاسد عبارتوں اور نعروں کے پیچھے نہ بھاگیں جو امت میں تفرقہ اور فساد پیدا کرنے کے لئے بلند کئے جاتے ہیں۔ درحقیقت دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، حقیقت میں ان کا تعلق جاہلوں اور مفاد پرستوں کی تلبیس سے ہے، نصوص شریعت میں ان اعمال کو انجام دینے والوں کے لئے سزائیں مقرر ہیں، اور انہیں اس طرح کے کاموں کے ارتکاب سے باز رکھنے اور ڈرائے رکھنے کو واجب ٹھہرایا گیا ہے، اس سلسلے میں فیصلے کا اختیار عدالت کو دیا گیا ہے۔

دوم : اور اسی سابقہ تفصیل کی بنیاد پر حکومت۔ اللہ اسے اسلام سے عزت عطا فرمائے۔ داعش، القاعدہ، حوثیوں، یا جسے ''حزب اللہ'' کہا جاتا ہے، یا خارجی سیاسی رشتہ موالات سے جڑی ہوئی طاقتوں اور گروہوں کا جو تعاقب کرتی ہے اور شہروں اور بندوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھنے، فتنوں کے خاتمے، اور قومی ڈھانچے کی حفاظت کے لئے ان کا پردہ فاش کرتی ہے یا ان کے خلاف جو بھی کاروائیاں کرتی ہے سپریم علماء کونسل اس کی پوری تائید وحمایت کرتی ہے، اور تمام لوگوں پر واجب ہے کہ وہ اس خطرناک چیز کے خاتمے کے لئے ایک دوسرے کا تعاون کریں، کیونکہ یہ نیکی اور تقوی کے کاموں پر تعاون ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: فرماتا ہے: (وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) (المائدۃ:۲)

ترجمہ: ''نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے''۔

کونسل تنبیہ کرتی ہے کہ ان کی پردہ پوشی یا انہیں پناہ دینے سے گریز کیا جائے کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے عموم میں داخل ہے کہ ''لعن اللہ من أوی محدثا'' (متفق علیہ) جو کسی بدعتی فسادی کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اور اس حدیث میں بدعتی فسادی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو زمین میں فساد مچاتا ہو، اور جب یہ شدید وعید اس شخص کے لئے ہے جو انہیں صرف پناہ دیتا ہے تو اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا جو ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے، یا ان کے کاموں کی حمایت کرتا ہے۔

تیسری بات : یہ ہے کہ کونسل اہل علم سے گزارش کرتی ہے کہ وہ اپنا فریضہ ادا کریں، اور اس سنگین معاملے میں لوگوں کی رہنمائی کا کام زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ حق لوگوں کے سامنے کھل کر آجائے۔

چوتھی بات : یہ ہے کہ کونسل ان فتووں اور رایوں کی مذمت کرتی ہے جو ان جرائم کو جائز ٹھہراتی ہیں یا ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں کیونکہ یہ انتہائی قبیح اور سنگین معاملہ ہے، لہذا کسی بھی ذریعہ کے تحت کسی بھی حال میں دہشت گردی کے جرائم کو مباح ٹھہرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے بلا علم فتوی دینے سے سخت تنبیہ فرمائی ہے، اور اپنے بندوں کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے، اور واضح فرمادیا ہے کہ اس کا تعلق شیطانی امور سے ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرۃ: ۱۶۸-۱۶۹)

ترجمہ: ''لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ پیو اور شیطانی راہ پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ تمہیں صرف برائی اور بے حیائی کا اور اللہ تعالی پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں''۔

اور فرمایا: (وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝) (النحل:١١٦-١١٧)

ترجمہ: ''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو، سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں، انھیں بہت معمولی فائدہ ملتا ہے اور ان کیلئے ہی دردناک عذاب ہے''۔

اور یہ حدیث صحیح طور پر نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص کسی گمراہی کی دعوت دے تو اسے ماننے والے تمام لوگوں جیسا گناہ اس پر ہوگا اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی بھی نہیں ہوگی'' (مسلم)

بیان پر دستخط کرنے والے علماء کرام:

عبدالعزيز بن عبدالله بن محمد آل الشيخ

عبدالله بن سليمان المنيع

صالح بن محمد اللحيدان

د / صالح بن فوزان الفوزان

د / عبدالله بن عبدالمحسن التركي

د / عبدالله بن محمد آل الشيخ

د / عبدالوهاب بن إبراهيم أبو سليمان

د / أحمد بن علي سير المباركي

د / صالح بن عبدالله بن حميد

د / محمد بن عبدالكريم العيسى

د / يعقوب بن عبدالوهاب الباحسين

د / عبدالله بن محمد المطلق

عبدالله بن محمد بن خنين

محمد بن حسن آل الشيخ

د / عبدالكريم بن عبدالله الخضير

د / علي بن عباس بن عثمان حكمي

د / محمد بن محمد المختار

د / قيس بن محمد آل الشيخ

مبارك عبدالرحمن بن عبدالعزيز الكلية

د / سعد بن تركي الخثلان

معتبر علمائے امت کے مذکورہ بیانات سے حسب ذیل حقائق نکھر کر سامنے آتے ہیں:

(۱) جن اہل ذکر و علم سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوال کرنے کا حکم دیا ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ داعش ایک گمراہ تنظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ) (النحل: ۴۳)

ترجمہ: ''آپ سے پہلے بھی ہم انسانوں کو ہی بھیجتے رہے، جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے، پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو''۔

(۲) منہج کا فیصلہ اس کے علماء اور قائدین کے ذریعہ ہوتا ہے، اور یہ عالم اسلام کے کبار سلفی علماء ہیں جنھوں نے داعش سے براءت کا اظہار کیا ہے اور اس کے جرائم اور فساد کی مذمت کی ہے!

اس لئے اب کسی شخص کے لئے یہ گنجائش باقی نہیں رہی کہ وہ سلفیت کی طرف داعش کے انتساب کو دلیل بنائے اور اسے سلفیت کے ساتھ جوڑے جیسا کہ میڈیا اور رابطوں کے اجتماعی وسائل اور اخبارات میں ہو رہا ہے۔

(۳) تمام دنیا کے سلفی علماء کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ:

''داعش ایک خارجی پود ہے۔جس کی نسبت ان خوارج کی طرف ہے جن سے نبی ﷺ نے ہمیں متنبہ کیا تھا''۔

مزید یہ کہ وہ خونریزی کرنے والے مجرم اور دشمنان اسلام کے آلہ کار ہیں۔

(۴) داعش مذکورہ اور غیر مذکور سلفی علماء کی تکفیر یا تضلیل کرتی ہے!

- کسی بھی سلفی عالم حتیٰ کہ غیر سلفی عالم کی بھی تنظیم داعش میں موجودگی غیر معروف ہے!
- سارے عالم اسلام میں امت کے اندر مقبول ربانی علماء فکر، عمل، تنظیم ہر اعتبار سے داعش کے خلاف ہیں۔

(۵) بغدادی کی خلافت پر بیعت کرنا نادرست اور باطل بیعت ہے لہٰذا جو کچھ اس پر مرتب ہوگا وہ فاسد ہوگا باطل ہوگا!

(۶) جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ جہاد نہیں فساد فی الارض ہے، اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ہمیں معلوم ہے کہ ان کے ساتھ کچھ ایسے افراد بھی شامل ہو گئے ہیں جو اپنی نیت میں مخلص ہوں گے مگر وہ ان سے فریب کھائے ہوئے ہیں حالانکہ نیک نیتی سے کوئی فاسد عمل درست نہیں ہو سکتا ہے اور عمل صالح کے بغیر نیک نیتی کام کی نہیں!!

(۷) نوجوانوں کا ربانی علماء سے جڑنا واجب ہے کیونکہ علماء ہی انہیں شبہات وشہوات کے فتنے سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہیں۔

(۸) بعض پڑھے لکھے لوگوں، صحافیوں اور سیاستدانوں کو محض کچھ عمومات یا داعش کے بلند کردہ جھوٹے نعروں کی وجہ سے یا اسلام کی کچھ قدر مشترک باتوں کی وجہ سے داعش کو سلفیت کے ساتھ جوڑنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے جبکہ یہاں ایسے خصائص موجود ہیں جو سلفیت اور داعش کے درمیان فرق کو نمایاں کر دینے والے ہیں، ورنہ ہم ان اسلام دشمن طاقتوں کے جال میں پھنس جائیں گے جو داعش کو اسلام سے جوڑتے ہیں، اور محض چند عمومات اور داعش کی طرف سے زور شور سے دہرائی جانے والی ان حق باتوں کی وجہ سے جن کا مقصد باطل ہوتا ہے اسے اسلام کی نمائندگی کرنے والی تنظیم بتانے لگتے ہیں!

(۹) داعش کے منظر عام پر آتے ہی یہ حقیقت ظاہر ہوگئی کہ علم شرعی کے متعلق افلاس کتنا شدید ہے، لوگ مظاہر اور دعووں سے کیسے دھوکا کھاتے ہیں، یہ صورت حال علمی حلقوں کی اہمیت کو اچھی طرح اجاگر کر دیتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ان میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے، تاکہ داعش اور اس کے ہم مثل دیگر خوارج کے شبہات کا قلع قمع ہو سکے۔

(۱۰) بہت سے نوجوانوں کو داعش سے دور رکھنے میں اہل ذکر علماء کی تنبیہات اور بیانات کی نشر و اشاعت کا بڑا ہاتھ رہا ہے اس لئے اس میں سستی نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس سلسلے میں مستعد اور چوکنا رہنا چاہئے کیونکہ داعش کے ساتھ معاملہ صرف قتالی نہیں ہے بلکہ نصف معرکہ فکری، علمی اور دینی ہے۔

توفیق اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اس کے سوا کوئی رب نہیں۔

سابقہ تفصیل سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ داعش کی مجرم ملیشیا اپنے دعوے میں جھوٹی ہے، سلفی منہج پر ہونے کا خود اس کا دعویٰ بھی اور دوسروں کا بھی اسے سلفیت کی

طرف منسوب کرنا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے، اگر اسے مذکور بالا پیمانوں پر پرکھا جائے تو اس کی عدم صداقت کھل کر سامنے آجاتی ہے!

یہ بھی دیکھیں کہ داعش تو اسلام کی طرف بھی انتساب رکھتی ہے تو کیا یہ صحیح ہے کہ ہم اس کے متعلق یہ کہیں کہ: (وہ اسلام کی نمائندگی کرتی ہے، یا اسلامی ہدایات پر عمل کرتی ہے، یا اس کا جرم اسلامی ہے، یا ہر مسلمان داعشی ہے) اسلام کو جاننے والا کوئی شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا ہے، بلکہ کوئی عقلمند یہ بات نہیں کہہ سکتا ہے، ہاں جس کی بصیرت اللہ تعالیٰ نے سلب کر لی ہو اور اس کی عقل اور دل کو مسخ کر دیا ہو اس کی بات الگ ہے!

(دیکھئے: براءة علماء السلفية من نهج داعش الخارجية الإجرامية الغوية (داعش سلفها الخوارج) منتديات كل السلفيين- نگران اعلیٰ شیخ علی حلبی)

فضیلۃ الشیخ اسحاق حوینی مصری شاگرد علامہ البانی

شیخ حوینی سے داعش کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا:

یہ ایرانی انٹلی جنس کی بنائی ہوئی ہے جس کا مقصد عراق کی تقسیم ہے۔۔ اور جلد ہی ایسا ہوگا۔۔

اور ان سے مصر کی تقسیم کے لئے بنائے گئے منصوبوں کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: مصر ان کے لئے ٹیڑھی کھیر ہے۔۔ اور دعوت کے ذریعہ ملک تقسیم سے محفوظ رہیں گے۔

(دیکھئے: دعما للدعوة السلفية "دعوة وربی یبارک فیھا" نٹ پر)

فضیلۃ الشیخ علامہ ربیع بن ھادی المدخلی کا بیان

تنظیم داعش، اس کے فتنے اور منبع پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سعودیہ کو پانچ ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کے منصوبے کا انکشاف اور فوجیوں کونشانا بنانے کی ابتدا ان کے رشتہ داروں سے شروع ہوئی ہے

یہ عنوان ہے اس کلام کا جسے اخبار ''الشرق الاوسط'' نے اپنے شمارہ (١٣٣٢٧) میں بروز سموار بتاریخ ٧ رشعبان ١٤٣٦ھ شائع کیا تھا۔

یہ جرم ایک گمراہ فرقے کی طرف سے جو اہل توحید وسنت کی تکفیر کرتا ہو مستغرب نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی مستبعد نہیں ہے کہ یہ گروہ فارسی ایران ہی کی توسیع ہو جو اہل سنت کی تکفیر کرتا ہے اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ اہل سنت کی تباہی وبربادی اور ان کے باقیماندہ لوگوں کو رافضی بنانے کے لئے کوشاں ہے، یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں، قرآن میں تحریف کرتے ہیں، اہل بیت کی عبادت کرتے ہیں جو خود ان سے اور ان کے کفریہ عقائد سے بری ہیں۔

اس بات کی ایک دلیل کہ داعش ایران ہی کی توسیع ہے یہ ہے کہ اس نے ایران کے

خلاف اپنی ماں (القاعدہ) کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک پتہ بھی نہیں ہلایا ہے، جسے صرف اہل سنت سے جنگ کرنے، انہیں کافر بنانے، اوران کے نوجوانوں کو بگاڑنے کے لئے بنایا گیا تھا، اس نے بھی ایران کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی تھی؛ بلکہ ایران ہی القاعدہ اوراس کے زعماء کا ٹھکانا رہا ہے، چنانچہ وہ اورلبنان کی حزب الشیطان، اوریمن کے حوثی یہ سب ایران کے ہاتھ میں تباہی کا آلہ ہیں، خواہ وہ تباہی مادی ہو یا معنوی۔

یہ لوگ مملکت سعودی عرب کے شدید ترین دشمن ہیں، اللہ اسے ان کی چالوں اور زیادتیوں سے محفوظ رکھے۔

کتبہ (اسے تحریر کیا ہے)

ربیع بن ھادی عمیر مدخلی نے

۹رشعبان ۱۴۳۶ھ کو

(دیکھئے: شبکة سحاب السلفیة ۲۸رمئی ۲۰۱۵ء)

داعش کے خلاف علمائے اہل حدیث ہند کے فتاوے
اور
ان کی تحریری کاوشیں اور جلسے

یوں تو جماعت اہل حدیث ہند اور اس کی تمام تنظیمیں اور ادارے دہشت گردی کی ہر شکل کی مذمت کرتے آئے ہیں اور نوجوانوں کی درست ذہن سازی کے لئے تقریروں، تحریروں، جلسوں اور خصوصی پروگراموں کے انعقاد کا سلسلہ ان کی طرف سے برابر جاری رہا ہے مگر انھوں نے داعش جیسی خونخوار تنظیم کی حقیقت کو واضح کرنے میں خصوصی اہتمام کا مظاہرہ کیا ہے، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے علاوہ اس کی مختلف ذیلی اکائیوں اور اہل حدیث اداروں کی طرف سے اس ضمن میں خصوصی کتابیں اور تحریریں بھی شائع کی گئی ہیں اور ملی تنظیموں اور اداروں کے ساتھ بھی اس سلسلے میں واضح موقف کے ساتھ تعاون کیا گیا ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کا داعش کے خلاف اقدام

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے اپنے امیر مولانا عبدالسلام صاحب سلفی کی رہنمائی میں اپنی متعدد کانفرنسوں اور جلسوں میں خصوصی عنوانوں کے تحت اس سلسلے میں بیداری پیدا کرنے کا کام کیا، نیز اس کے خلاف قراردادیں بھی منظور کی گئیں اور انہیں مختلف اخباروں میں شائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے عبدالرحمان انجاریہ کی طرف سے داعش کے خلاف پیش کئے جانے والے فتوی پر بالاتفاق دستخط کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے مجھے مکلف کیا گیا اور میں نے اس فتوی کی تائید میں دستخط کیا اور وہ فتوی ستمبر ۲۰۱۵ء میں تقریباً ۱۰۵۰؍علماء کے دستخط سے چھپا جو مختلف مسلکوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔

مرکزی جمعیت اہل ہند کا فتوی:

داعش کی دہشت گردی کے خلاف مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا اجتماعی فتویٰ

جاری شدہ بموقع قومی سمپوزیم بعنوان ''عالمی دہشت گردی، داعش کی خودساختہ خلافت اور اسلام کا پیغام امن''

بتاریخ ۱۵ر فروری ۲۰۱۵ء، بمقام: اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) اس حقیقت کے باوجود کہ اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے اور اس میں کسی بھی طرح کے تشدد، انتہاپسندی اور دہشت گردی کی گنجائش نہیں ہے، ہندوستان سمیت دنیا کے مختلف ملکوں میں جاری دہشت گردی کے واقعات اور کارروائیوں کو اسلام اور مسلمانوں سے جوڑ کر پیش کیا جارہا ہے۔ حالانکہ اسلام اور اس کے نمائندے اکابر علماء اسلام نے دہشت گردی کو حرام قرار دیا ہے اور آج سے تقریباً دس سال قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے بھی ملک کے تقریباً چھتیس علماء کرام کے دستخط سے دہشت گردی مخالف فتوی جاری کیا تھا۔ بعد میں اس سے رہنمائی حاصل کر کے کچھ اور تنظیموں نے بھی اس کی حرمت پر فتوے جاری کیے۔ ان سب کے باوجود مسلمانوں پر ایسے الزامات لگائے جارہے ہیں نیز کیا ردعمل کے طور پر بھی

دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے دیا جاسکتا ہے جیسا کہ کچھ لوگ خودکش حملوں کے ذریعہ اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) آج کل خلافت اسلامیہ کا دعویٰ کرنے والی نام نہاد تنظیم داعش اور اس جیسی دوسری تنظیمیں جو کہ متعدد ممالک میں خوف ودہشت برپا کیے ہوئی ہیں، حکومتوں اور عوام کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئی ہیں، معصوم مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں پر جان لیوا حملے کر رہی ہیں اور ان کے ان دہشت گردانہ حملوں اور تکفیری کارروائیوں کی وجہ سے ملک وعوام کا امن وسکون غارت ہو چکا ہے۔ ان حملوں میں اب تک ہزاروں جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ املاک تباہ ہوگئی ہیں اور عوام کو ہر گھڑی اپنی جان ومال، اہل وعیال اور خویش واقارب کے تئیں خوف ودہشت لاحق ہے۔ تو کیا نام نہاد خلافت کے نام پر داعش یا اس جیسی تنظیموں کے ذریعہ ملک کے امن وقانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرنا، چوک چوراہوں اور شارع عام پر بم باری ودھماکہ کرنا، سرکاری وشخصی املاک اور فوجی تنصیبات کو تباہ کرنا، جہازوں کو ہائی جیک کرنا، سیاحوں، صحافیوں اور غیر ملکی ملازمین اور نرسوں کو بندھک بنانا، یا قتل کردینا، پردہ نہ کرنے والی خواتین، تعلیمی اداروں، اخبارات اور نیوز چینلوں کے دفاتر اور سفارت خانوں پر حملہ کرنا، عوام کو حکومت کے خلاف ورغلانا اور ملک کے امن وامان کو غارت کرنے کی کوشش کرنا از روئے شرع درست ہے؟

براہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں ان اہم وحساس مسئلوں کی وضاحت فرمائیں اور عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

المستفتی:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

۱۴ر فروری ۲۰۱۵ء

الجواب اللہ ھوالموفق للصواب :

صورت مسئولہ عنہا میں عرض ہے کہ بلاشبہ اسلام ساری مخلوقات کے خالق اللہ تعالی کا دیا ہوا امن وشانتی کا مذہب ہے۔ اور وہ سارے جہان کے لیے سراپا رحمت ہے اس میں کسی طرح کی دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اعتدال ووسطیت پر مبنی اس دین نے انسانی عظمت وکرامت کا ہمیشہ خیال رکھا ہے اور امن وامان قائم کرنے میں قابل ستائش رول ادا کیا ہے۔ لاضرر ولاضرار کے عظیم اصول پر مبنی اس دین نے سماج میں بے چینی پیدا کرنے والے عناصر کی ہمیشہ ہمت شکنی کی ہے۔ اللہ تعالی انتہائی رحم کرنے والا بے حد مہربان ہے اس کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کی تعلیمات تشدد سے پاک اور رحمت سے بھرپور ہے۔ اسلام وسطیت، اعتدال، آپسی بھائی چارہ، انسانیت نوازی اور بلاتفریق مسلک وملت پڑوسیوں اور انسانوں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ اسلام میں ظلم وزیادتی اور قتل وغارت گری شرک کے بعد سب سے بڑا ظلم اور گناہ ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے کسی بے گناہ شخص کو قتل کر دیا تو وہ گویا سارے جہاں کا قاتل ہے اور جس نے کسی جان کو بچالیا تو وہ گویا اس نے ساری انسانیت کو زندہ کر دیا''۔ (المائدہ: ۳۲)

اسلام کی تعلیم ہے کہ عین جہاد کے وقت بھی دشمن کے بچوں، عورتوں، بوڑھوں ان کے عابدوں اور پروہتوں کو جو اپنی عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہیں ان کو قتل نہ کیا جائے۔ نہ باغات کاٹے جائیں نہ کھیتیاں جلائی جائیں نہ جانوروں کو ہلاک کیا جائے۔ ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ ایک نیک خاتون جہنم میں داخل ہوگئی کیونکہ اس نے ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھ رکھا تھا جس سے وہ مرگئی۔ اور ایک گناہ گار انسان جس نے

ایک پیاسے کتے کو کنویں سے پانی بھر کر پلا دیا تھا، بتایا کہ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اسلامی نظام عدل کے اندر ہرگز اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ ایک شخص کی غلطی کا انتقام دوسرے سے لیا جائے۔ (سورہ انعام: ۱۶۴)

اسلامی حکومت میں رہنے والے غیر مسلموں کو مامون و محفوظ رکھنا حکومت اور مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ ان کو ناحق قتل کرنے والے کو جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح حالت جنگ سے باہر رہنے والے کفار سے بھی کوئی تعرض نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں: ائمہ اسلام کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قتل ناحق حرام ہے۔

امام ابن تیمیہ اور امام نووی فرماتے ہیں: سب سے بڑا گناہ کفر و شرک ہے اور اس کے معا بعد قتل ناحق کا درجہ ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: جب جانوروں کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں ہے تو انسان کو ناحق قتل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ (فتح الباری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہلاکت کا گڈھا جہاں گرنے کے بعد باہر نکلنا ناممکن ہے وہ بلا استحقاق خوں ریزی ہے۔

اس لیے بعض تنظیموں کے ذریعہ ملک کے امن و قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرنا، چوک چوراہوں اور شارع عام پر بم باری و دھماکہ کرنا، سرکاری و شخصی املاک اور فوجی تنصیبات کو تباہ کرنا، جہازوں کو ہائی جیک کرنا، سیاحوں، صحافیوں اور غیر ملکی ملازمین اور نرسوں کو بندھک بنانا، یا قتل کر دینا، پردہ نہ کرنے والی خواتین، تعلیمی اداروں، اخبارات اور نیوز چینلوں کے دفاتر اور سفارت خانوں پر حملہ کرنا، عوام کو حکومت کے خلاف ورغلانا اور ملک کے امن و امان کو غارت کرنے کی کوشش کرنا از روئے شرع درست نہیں ہے۔ شریعت میں

بھلائی کا حکم دینے اور منکر کا انکار کرنے کے لیے شروط وضوابط ہیں اور ہر کس و ناکس اس کی تنفیذ کا مکلف نہیں ہے اور شریعت نے ہر شخص کے لیے تمام معاملات کی طرح حدود کار متعین کی ہے جن کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے اور خونریزی و بدامنی پیدا ہوتی ہے۔

بدقسمتی سے موجودہ دور میں کچھ ایسی تنظیمیں وجود میں آ گئی ہیں جو اسلام کا نام لیکر مسلمانان عالم کے لیے باعث ننگ و عار بنی ہوئی ہیں صورت مسئولہ میں داعش وغیرہ جیسی تنظیمیں خصوصاً اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ بگاڑنے اور ان کو نقصان پہنچانے کا باعث بن رہی ہیں۔ اور ان کے اقدامات کسی بھی طرح سے اسلامی تعلیمات سے میل نہیں کھاتے بلکہ جن اعمال کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں وہ اسلام میں سراسر حرام ہیں اور صریح دہشت گردی ہیں اور خلافت اور دولت اسلامیہ کا ان کا خود ساختہ دعویٰ ایک فریب ہے اور اسلامی خلافت کے بالکل منافی ہے۔ نہ اس میں وہ شرائط پائے جاتے ہیں اور نہ ہی خلافت کے قائم ہونے کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ چنانچہ دیار حرم کے مفتی اعظم اور سعودی سپریم علماء کونسل کے صدر نشیں سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں: داعش اور اس جیسی تنظیمیں اسلام کی نمائندگی نہیں کرتیں۔

سماحۃ الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد، شیخ محمد المنجد حفظہم اللہ وغیرہم اور دیار عرب کے دیگر مقتدر و معتبر علماء کرام نے کھلے الفاظ میں کہا ہے کہ یہ لوگ اس امت کے خوارج ہیں۔ ماضی قدیم میں بھی ان کے قصور علم وفہم سے اسلام کی قبا چاک ہوئی اور جسے یہ لوگ جہاد کہہ رہے ہیں وہ ایک فتنہ اور دہشت گردی ہے۔ کیونکہ جہاد کے کچھ اصول وشرائط ہیں جن کی ان کے پاس کوئی رعایت نہیں ہے اور نہ وہ اس کے مجاز ہیں۔ اسی طرح اسلامی خلافت کے کچھ اصول وشرائط ہیں جن کی پابندی کے بغیر نہ کوئی خلیفۃ المسلمین بن سکتا ہے اور نہ ہی کسی کے لیے جائز

ہے کہ ایسے ظالم وجابر کے لیے امیر المومنین جیسے بھاری بھرکم لفظ استعمال کرے۔

داعش اور اس جیسی تنظیمیں جو حرکتیں کر رہی ہیں ان کی خبریں سن کر اور تصویریں دیکھ کر انسانیت چیخ اٹھتی ہے۔ یہ تشدد و ظلم، قتل اور سلب ونھب، فتنہ وفساد ملک کے امن پسند شہریوں کو یرغمال بنا کر انہیں تہ تیغ کرنا، جلا دینا یہ ایسے اعمال شنیعہ ہیں جو انسان تو انسان جانوروں کے ساتھ بھی جائز نہیں ہو سکتے ہیں اور جسے خلافت کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نام پر کیا جارہا ہے جو یقیناً اسلام دشمن طاقتوں اور انسانیت کے قاتلوں کی گہری سازش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ کچھ سادہ لوح حضرات ان جرائم کو مظلوم انسانوں اور مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا ردعمل سے تعبیر کرتے ہیں جو یقیناً علم وفکر کی کوتاہی ہے۔ دین اسلام میں کسی کے گناہ کا بدلہ دوسرے معصوم انسانوں کی ہلاکت وتباہی سے لینا جائز نہیں ہے؟ جیسا کہ مذکورہ بالا آیات قرآنی واحادیث نبویہ اور اقوال سلف سے واضح ہوتا ہے۔

نیز ہمارے سامنے مظلوم حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا یہ مثالی طرز عمل موجود ہے کہ جب قید خانہ میں ان کے ہاتھوں میں استرا دیکھ کر ایک عورت کانپ اٹھی اور اسے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اس چاقو سے میرے معصوم بچہ کی گردن نہ کاٹ دی جائے۔ حضرت خبیب نے اس عورت کی بے تابی کو محسوس کیا اور اس کی دہشت کو ختم کرنے کے لیے فرمایا کہ ہم مسلمان معصوم بچے کو قتل نہیں کرتے اور اس بچہ کو ماں کے حوالہ کر دیا۔ حالانکہ اس وقت ان کو پھانسی پر لٹکا دینے اور ان کے بچوں کو یتیم اور بیوی کو بیوہ بنا دینے کی تیاری اس عورت اور بچے کے گھر والوں کی طرف سے ہو چکی تھی۔ داعش ایک ایسی تنظیم اور ایسی جماعت ہے جو اسلامی طاقتوں کو کمزور کرنے، مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے اور اسلام کے رخ زیبا کو دنیا کے سامنے بگاڑنے اور دنیا کو اس آسمانی انسانیت نواز دین سے متنفر کرنے کے لیے معرض وجود میں آئی ہے۔ یہ یقیناً عالم انسانیت کے لیے خطرہ اور امت مسلمہ کے زوال کا سبب ہے۔

لہٰذا ایسی تنظیمیں دہشت گرد ہیں اور لائق مذمت ہیں اور ان کی حمایت کرنا اور ان کا کسی حیثیت سے تعاون کرنا شرعاً حرام ہے۔ امت مسلمہ کے باشعور افراد کا یہ دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ وہ ان کے خطرات سے دنیا کو آگاہ کریں اور مسلم نوجوانوں کی تائید و تشجیع اور مادی ومعنوی حمایت سے بچانے کی کوشش کریں۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب وعلمه اتم واصح.

ان کے علاوہ سعودیہ، مصر، شام، عراق، اردن، ہندوستان، پاکستان اور ساری دنیا کے علماء نے اتنی بڑی تعداد میں داعش کے خوارج میں داخل ہونے کا فتوی دیا ہے کہ تقریباً اس مسئلے پر عالم اسلام کا اجماع ہو گیا ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے ان کی اہمیت کے باوجود ہم انھیں نظر انداز کر رہے ہیں۔ اور جتنا ہم نے ذکر کیا ہے ان شاء اللہ عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین.